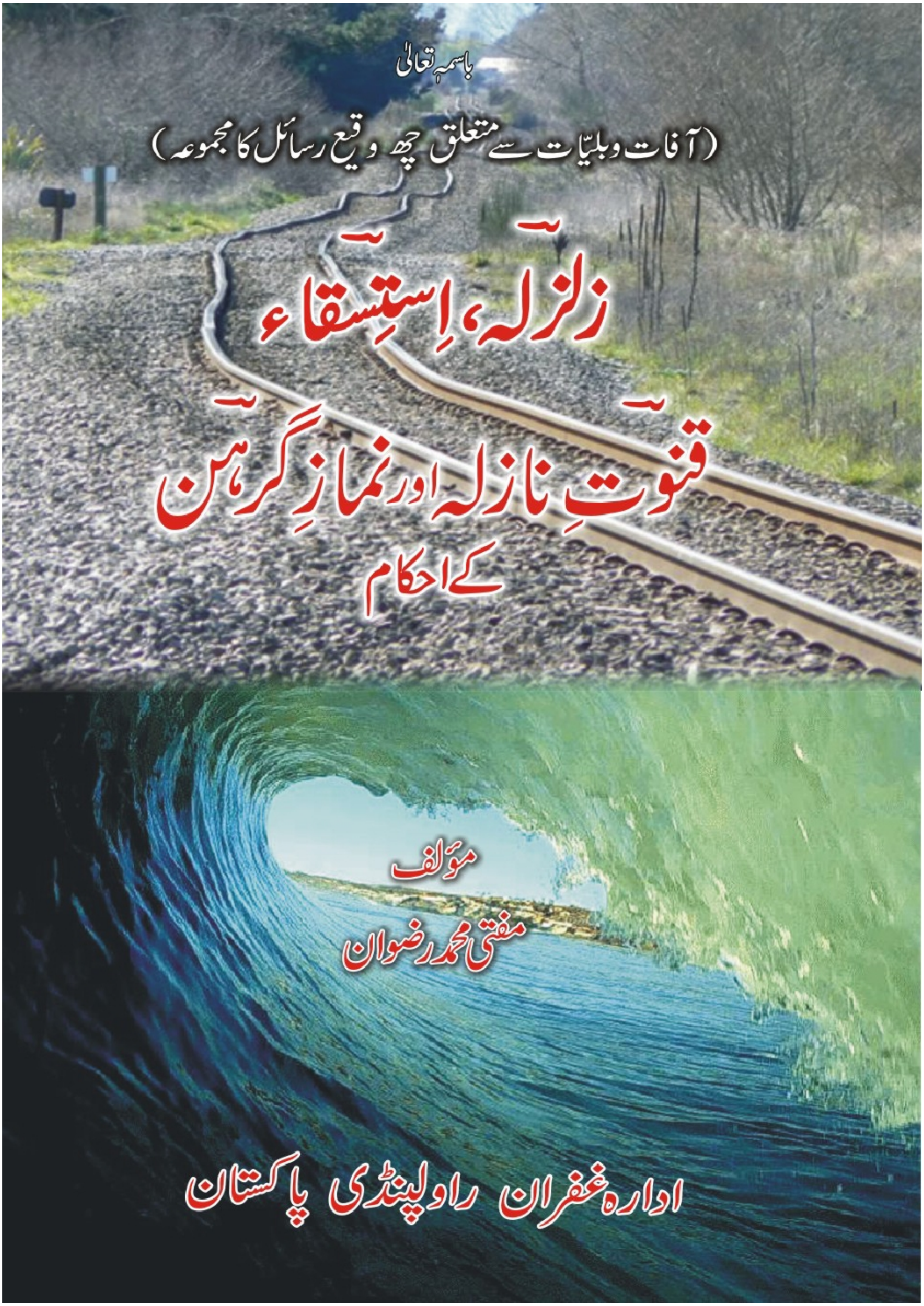
باسمہٖ تعالیٰ
(آفات وبلیّات سے متعلق چھ وقیع رسائل کا مجموعہ)
زلزلہ، اِستِسقاء
قنوتِ نازلہ اور نمازِ گرہن
کے احکام
مؤلف
مفتی محمد رضوان
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(آفات وبلیّات سے متعلق چھ وقیع رسائل کا مجموعہ)

زلزلہ، اِستِسقاء

قنوتِ نازلہ اور نمازِ گرہن

کے احکام

دنیا میں آفات وبلیات اور زلزلہ کے اسباب وعوامل اور ان سے حفاظت ونجات کا راستہ

دہشت اور خوف کے موقع پر قنوتِ نازلہ پڑھنے

اور خشک سالی کے موقع پر استسقاء کی دعا کرنے اور نماز پڑھنے

اور سورج وچاند گرہن کے موقع پر گرہن کی نماز پڑھنے کے

مفصّل ومدلّل فضائل وفوائد اور مسائل واحکام

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

نام کتاب: زلزلہ، اِستِسقاء، قنوتِ نازلہ اور نمازِ گرہن کے احکام
مؤلف: مفتی محمد رضوان
طباعتِ اول: ربیع الاول/۱۴۳۲ھ فروری/ 2011ء
صفحات: ۳۲۰

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان
فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

Idara Ghufran

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	شمار نمبر
۷	**تمہید** (از مؤلف)	۱
۸	﴿ ۱ ﴾ **آفات اور اُن سے حفاظت**	۲
۹	دنیا میں آفات ومصائب کے اسباب	۳
۱۹	مصائب سے گناہ معاف اور درجات بلند ہونے کا بیان	۴
۲۳	اعمالِ صالحہ دنیا وآخرت میں راحت وعافیت کا ذریعہ ہیں	۵
۲۷	گناہوں کا سیلاب	۶
۲۸	بداعمالیوں کے دنیاوی وبال میں نیک لوگ کب شریک ہوتے ہیں؟	۷
۶۱	خلاصہ	۸
۶۲	**آفات وبلیّات سے نجات کی چند مسنون دعائیں**	۹
۷۰	﴿ ۲ ﴾ **زلزلہ اور اس سے حفاظت**	۱۰
//	زلزلہ کے اسباب	۱۱
۷۳	قربِ قیامت میں زلزلوں کی کثرت	۱۲
۷۶	کون سے گناہ زلزلوں کا سبب بنتے ہیں؟	۱۳
۸۵	زلزلہ کے بارے میں چند غلط فہمیوں کا ازالہ	۱۴
۸۸	**زلزلہ سے حفاظت کے حقیقی اسباب**	۱۵

۱۶	(۱)......توبہ واستغفار کا اہتمام	۸۸
۱۷	توبہ واستغفار کی رُکاوٹیں	۱۰۲
۱۸	(۲)......امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا اہتمام	۱۰۴
۱۹	(۳)......دُعا کا اہتمام	//
۲۰	(۴)......زکاۃ وصدقات کا اہتمام	۱۱۴
۲۱	(۵)......فرض اور نفل نمازوں کا اہتمام	۱۱۹
۲۲	ظاہری حفاظتی تدابیر	۱۲۲
۲۳	﴿۳﴾ **پانی کا بحران اور اُس کا حل**	۱۲۴
۲۴	پانی عظیم نعمت اور اس کی ضرورت وافادیت	//
۲۵	دوطرح کے قدرتی پانی	۱۲۷
۲۶	ہر جاندار کی تخلیق پانی سے	۱۲۹
۲۷	بارش کی نعمت اور بارش نازل فرمانے کا عجیب قدرتی نظام	۱۳۱
۲۸	بارش وپانی زمین کی زندگی اور رونق	۱۴۰
۲۹	پانی سے نباتات کی پیدائش وافزائش	۱۴۴
۳۰	**بارش وپانی اور پیداوار کی کمی کا شرعی سبب**	۱۵۲
۳۱	**بارش وپانی اور پیداوار کی کمی کا حل وعلاج**	۱۸۰
۳۲	(۱)......توبہ واستغفار کا اہتمام	//
۳۳	(۲)......زکاۃ وصدقات کا اہتمام	۱۸۲
۳۴	(۳،۴)......دعا ونمازِ استسقاء	۱۸۷
۳۵	**بارش سے متعلق چند مسنون دعائیں**	۱۸۸

Idara Ghufran

۳۶	بارش طلب کرنے کی دعائیں	۱۸۸
۳۷	جب بادل آتا ہوا دیکھے	۱۹۰
۳۸	جب بارش ہونے لگے	۱۹۱
۳۹	بارش جب حد سے زیادہ ہونے لگے اور ضرر کا خوف ہو	//
۴۰	جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے	//
۴۱	﴿ ۴ ﴾ اِستِسقاء کی دُعا اور نماز کے احکام	۱۹۳
۴۲	استسقاء کے لغوی اور شرعی معنیٰ	//
۴۳	استسقاء کے دو طریقے (دعاء اور نماز)	۱۹۴
۴۴	استسقاء کے پہلے طریقے یعنی دعا کا بیان	۱۹۷
۴۵	استسقاء کے دوسرے طریقے یعنی نماز کا بیان	۲۰۲
۴۶	(۱)......نمازِ استسقاء کا طریقہ اور اس کا ثبوت	//
۴۷	(۲)......نماز کے بعد خطبہ اور اس کا طریقہ	۲۰۹
۴۸	(۳)......خطبہ کے بعد دعا کا طریقہ اور اس کا ثبوت	۲۱۴
۴۹	نمازِ استسقاء کے طریقہ کا خلاصہ	۲۲۲
۵۰	استسقاء کی دعا و نماز کے متعلّق چند مسائل	۲۲۴
۵۱	استسقاء کا پہلا خطبہ	۲۳۵
۵۲	استسقاء کا دوسرا خطبہ	۲۳۸
۵۳	﴿ ۵ ﴾ قنوتِ نازلہ کے احکام	۲۴۰
۵۴	(۱)......کیا قنوتِ نازلہ کا پڑھنا جائز ہے؟	//

۵۵	(۲)......قنوتِ نازلہ کا نام قنوتِ نازلہ کیوں رکھا گیا؟	۲۴۹
۵۶	(۳)......قنوتِ نازلہ کب اور کون سی نماز میں پڑھی جاتی ہے؟	۲۵۰
۵۷	(۴)......قنوتِ نازلہ رکوع میں جانے سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟	۲۵۹
۵۸	(۵)......کیا قنوتِ نازلہ جماعت کی نماز کے ساتھ خاص ہے؟	۲۶۲
۵۹	(۶)......کیا امام کو قنوتِ نازلہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئے؟	۲۶۳
۶۰	(۷)......قنوتِ نازلہ امام پڑھے یا مقتدی بھی؟	//
۶۱	(۸)......قنوتِ نازلہ کے لئے تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کا حکم	۲۶۵
۶۲	(۹)......قنوتِ نازلہ کے وقت ہاتھوں کی کیا کیفیت ہو؟	//
۶۳	(۱۰)......قنوتِ نازلہ سے فارغ ہو کر کیا عمل کرنا چاہئے؟	۲۶۶
۶۴	(۱۱)......قنوتِ نازلہ کتنی مدت تک پڑھنی چاہئے؟	//
۶۵	(۱۲)......قنوتِ نازلہ میں شامل مقتدی کے لئے رکعت کا حکم	۲۶۷
۶۶	(۱۳)......قنوتِ نازلہ میں کن دعاؤں کو پڑھنا چاہئے؟	//
۶۷	**خلاصۂ کلام**	۲۷۱
۶۸	﴿ ۶ ﴾ **سورج اور چاند گرہن کی نماز و دعا کے احکام**	۲۷۲
۶۹	سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز اور دعا کا ثبوت	۲۷۳
۷۰	نمازِ گرہن کی کتنی رکعات ہیں؟	۲۸۰
۷۱	گرہن کی نماز میں رکوع و سجود کی تعداد	۲۸۷
۷۲	گرہن کی نماز باجماعت پڑھنے اور امام کے قرأت کرنے کی بحث	۳۰۲
۷۳	گرہن کی نماز میں خطبہ کا مسئلہ	۳۱۱
۷۴	**گرہن کی نماز سے متعلق متفرق مسائل**	۳۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید (از مؤلف)

شریعتِ مطہرہ کی یہ خصوصیت وجامعیت ہے کہ اس نے جہاں ایک طرف وُسعت وفراخی، امن وسلامتی، راحت وخوشی جیسے حالات کے احکام اور ان حالات سے متعلق ہدایات بیان کیں، اسی کے ساتھ اس کے مقابلہ میں ''تنگی وتنگدستی، دہشت وبے چینی، رنج وغمی'' کے حالات کے احکام اور ان حالات سے متعلق ہدایات بھی بیان کردیں، اور اس طرح سے مسلمان ہونے کی حیثیت سے زندگی کے ہر مرحلہ پر پیش آنے والے حالات کا ایک جامع نظامِ عمل پیش کردیا، جس پر عمل پیرا ہوکر دنیا وآخرت میں سلامتی اور عافیت حاصل ہوتی ہے۔

بندہ نے مختلف اوقات میں آفات اور اُن سے حفاظت، زلزلہ اور اس سے حفاظت، پانی کا بحران اور اس کا حل، استسقاء، قنوتِ نازلہ، اور نمازِ گرہن سے متعلق الگ الگ مضامین تحریر کیے تھے، جو قدرے مفصّل تھے، جن میں سے بعض الگ رسائل کی صورت میں شائع ہوئے، اور بعض کی تلخیص واختصار ماہنامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی میں شائع ہوا۔ ان مضامین کو قدرے تفصیل کے ساتھ اس لیے تحریر کیا گیا تھا کہ بعض چیزوں میں تو عوامی دنیا میں غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں، اور بعض مسائل علمی اعتبار سے کچھ تحقیق طلب تھے، اور یہ مسائل یکجا عام کتابوں میں نایاب یا کم یاب تھے۔ بعد میں بعض احباب کی خواہش ہوئی کہ یہ مضامین کیونکہ زیادہ تر آفات ومصائب اور ابتلاء وآزمائش کے حالات سے متعلق ہیں، اس لیے ان چھ مضامین کی یکجا اشاعت مناسب ہے۔ احباب کی اس خواہش پر بندہ کو بھی اطمینان ہوا۔

اس لیے بندہ نے ان سب مضامین کی دوبارہ نظرِ ثانی کی، اور کئی مفید اضافات واصلاحات شامل کیں، اور یکجا ہونے کی وجہ سے کئی مکررات کو حذف کیا۔ اس طرح احباب کی خواہش وتوجہات کی برکت سے ان چھ مضامین ورسائل کی یکجا اشاعت کا مرحلہ بحمداللہ تعالیٰ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ رسائل کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں۔ اور بندہ کے احباب ومعاونین کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ اور جملہ مؤمنین ومؤمنات کے لیے مفید بنائیں۔ آمین

فقط محمد رضوان

مؤرخہ ۲۹/صفر المظفر ۱۴۳۲ھ۔ 3/فروری 2011ء بروز جمعرات مدیر: ادارہ غفران راولپنڈی

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ ۱ ﴾

آفات اور اُن سے حفاظت

اس وقت دنیا بھر میں انسان عام طور پر اور مسلمان خاص طور پر مختلف قسم کی ہمہ گیر اور وسیع مصائب اور آفات سے دوچار ہیں، کبھی پانی کی کمی کی صورت میں عذاب آتا ہے، کبھی پانی کی زیادتی کی صورت میں سیلاب کے ذریعہ، کبھی آسمانی بجلی گرکر، کبھی زلزلوں کی صورت میں، کبھی فضائی اور سمندری طوفان کی شکل میں، کبھی طاعون اور مختلف بیماریوں اور ناگہانی اموات کی شکل میں، کبھی مہنگائی کی شکل میں، اور کبھی بجلی، گیس اور پیداواری قلت کی شکل میں، کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح۔

اور اس سلسلہ میں دنیا بھر میں تبصرے وتجزیئے جاری ہیں، اور ان سے نجات وحفاظت کے لئے مختلف دنیاوی تدبیریں وکوششیں کی جارہی ہیں، لیکن سب بے سود ثابت ہورہی ہیں۔

اور قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اکثر مسلمانوں کی توجہ بھی قرآن وسنت کے بجائے، صرف دنیاوی تدبیروں اور کوششوں کی طرف ہے۔

حالانکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان پر یہ چیز لازم ہے کہ سب سے پہلے قرآن وسنت کی طرف توجہ کرے، اور قرآن وسنت سے اپنے مسائل ومصائب کا حل تلاش کرے۔

کیونکہ دنیا میں صرف مذہبِ اسلام ہی اب ایسا مذہب ہے کہ جس میں مسائل مصائب کے اسباب اور ان سے حفاظت ونجات کی حقیقی واصلی صورتیں وتدبیریں بیان کی گئی ہیں۔

اس لئے قرآن وسنت کی روشنی میں دنیا میں آنے والی آفات وبلیات اور مصائب اور ان کے حل وعلاج کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ ہر مسلمان دنیاوی تدبیروں اور کوششوں سے پہلے قرآن وسنت میں بیان کئے ہوئے امراض اور ان کے علاج کا جائزہ لے سکے۔

Idara Ghufran

دنیا میں آفات ومصائب کے اسباب

اس دنیا میں جو آفات وبلیّات آتی ہیں، اور لوگوں کی اچھی حالت بُری حالت میں تبدیل ہوجاتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اصولی انداز میں اس طرح آگاہ فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ(سورۃ الرعد، آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: بلاشبہ، اللہ کسی قوم کی (اچھی) حالت کونہیں بدلتا جب تک وہ خود ہی اپنے کو (بداعمالیوں کی وجہ سے) نہ بدل ڈالے۔ اور جب اللہ کسی قوم پر (ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے) کوئی مصیبت ڈالنے کا ارادہ کرے تو وہ (کسی کے ٹالے) ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے مقابلے میں اس قوم کا کوئی (حامی و) مددگار (ہوسکتا) ہے (ترجمہ ختم) [1]

قرآن وسنت میں صدیوں پہلے اس بات کی پیشین گوئی کردی گئی تھی کہ جب گناہ عام ہوجائیں گے، اور گناہوں کی روک تھام کی کوششیں بھی نہ ہوں گی، تو لوگ آفات اور بلاؤں میں پھنس جائیں گے، اُس وقت سُرخ آندھیاں، بارش کا رُک جانا، طوفان کا آجانا، زمین میں دھنس جانا، صورتوں کا مسخ ہوجانا، سیلاب کا آنا، آسمان سے پتّھر برسنا، زلزلوں کا آنا، دشمنوں کا غلبہ اور مسلمانوں پر ان کا مُسلَّط ہوجانا، طاعون اور قتل وغارت گری کا عام ہوجانا، مختلف بیماریوں کا پھیلنا، دلوں کا مرعوب ہوجانا اور دلوں پر خوف غالب ہوجانا، نیک لوگوں کی بھی دعاؤں کا قبول نہ ہونا، اور اس قسم کی دوسری آفتیں لگاتار آئیں گی۔

اور ہم لوگ آج اِن آفات وبلیات کے تجربے اور مُشاہدے بھی کررہے ہیں، اور یہ پیشین گوئیاں حالات پر ایسی صاف صاف صادق ومنطبق ہورہی ہیں، اور کھلی آنکھوں ہمارے سامنے آرہی ہیں کہ ذرا بھی فرق نہیں ہورہا۔

---

[1] إِنَّ اللَّـهَ لاَ يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ) لا يسلبهم نعمته (حتى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمْ) من الحالة الجميلة بالمعصية (وَإِذَآ أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءاً) عذاباً (فَلاَ مَرَدَّ لَهُ) من المعقبات ولا غيرها (وَمَا لَهُمْ) لمن أراد الله بهم سوءاً (مِن دُونِهِ) أى غير الله (مِنْ) زائدة (وَالٍ) يمنعه عنهم(تفسير الجلالين، تحت آيت ۱۱ من سورة الرعد)

www.idaraghufran.org

کاش کہ ہم لوگ اللہ ربُّ العزت کے ارشادات واحکامات کی جو کہ مخلوق پر بہت زیادہ مہربان ہیں، اور حضور ﷺ جیسے شفیق نبی کے فرمودات کی قدر کر لیتے جو صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ساری مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، اور اِن اُصولوں پر عمل کرنا سارے عالَم کے لئے دنیا کے اعتبار سے بھی فائدہ منداور خیر کا ذریعہ ہے، اور آخرت کے اعتبار سے تو شرطِ ایمان ہے ہی، مگر جب خود مسلمان اپنے اسلامی دعووں کے باوجود ان کی قدر نہ کریں تو دوسروں پر کیا اعتراض؟ اور دوسروں کو کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ کی مُبارک رحمت نے دنیا کی آفتوں سے بھی بچنے کے لئے کیسی پیش بندی اور انتظام فرمایا ہے، اور اللہ کے نبی نے جو رحمۃ للعالمین ہیں، اس سلسلے میں کیسی کیسی قیمتی ہدایات ارشاد فرمائی ہیں؟ اب بھی اگر ان ہدایات کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے تو دنیا کو ان ہمہ گیر مسائل ومصائب سے نجات مِل جائے۔

قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصّے اور ان کے ساتھ ان کی سزائیں اور نتائجِ بد مذکور ہیں، وہ ہمیں عبرت اور نصیحت حاصل کرنے ہی کے لیے بیان کیے گئے ہیں، چنانچہ کس کو معلوم نہیں وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑی گئی، باطن تباہ ہوگیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، اللہ کے قریب ہونے کے بدلہ میں دُوری حصہ میں آئی، تسبیح وتقدیس کی جگہ کفروشرک، جھوٹ، فحش کا وبال ملا۔

وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السَّلام کے زمانہ میں تمام زمین والوں کو زمینی وآسمانی پانی کے طوفان میں غرق کردیا۔

وہ کون چیز ہے کہ جس کی وجہ سے تیز وتُند ہوا کو قومِ عاد پر مسلّط کیا گیا یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کے مارے گئے۔

وہ کون چیز ہے جس کی وجہ سے قومِ ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور سب کے سب ہلاک ہوگئے۔

وہ کون چیز ہے جس کی وجہ سے قومِ لوط علیہ السَّلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر اُلٹی گرائی گئیں اور اُوپر سے پتّھر برسائے گئے۔

وہ کون چیز ہے کہ جس کی وجہ سے شعیب علیہ السَّلام کی قوم پر بادلوں کے سائبان کی شکل میں عذاب آیا اور اس سے آگ برسی۔

وہ کون چیز ہے جس کے سبب قومِ فرعون بحرِ قُلزم کے درمیان میں پہنچ کر اچانک غرق کی گئی۔

وہ کون چیز ہے جس کے باعث قارون زمین میں دھنسایا گیا، اور پیچھے سے اِس کا گھر اور اسباب اُس کے ساتھ تباہ ہوا۔

وہ کون چیز ہے جس نے ایک مرتبہ بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلَّط کیا جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ اُن کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیروزَبر کر ڈالا۔

اور پھر دوسری مرتبہ اُن کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہُوا اور وہ کون چیز ہے جس نے ان ہی بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا۔ کبھی قتل ہوئے کبھی قید، کبھی اِن کے گھر اُجاڑے گئے کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلَّط ہوئے کبھی وہ جلا وطن کئے گئے۔ [1]

وہ چیز جس کے یہ سب آثار ونتائج ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصُّوں اور نافرمانی اور گناہوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا مختلف طریقوں پر ذکر کیا گیا۔ اور مختصر انداز میں ان کے نتائج وآثار کا کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا (سورة الإسراء، آیت نمبر ۷)

ترجمہ: اگر تم نیکوکاری کروگے تو اپنی جانوں کے (فائدے) لئے کروگے اور اگر بُرے اعمال کروگے تو (ان کا) وبال بھی تمہاری جانوں پر ہوگا (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۵۷، وسورہ

---

[1] وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا ، ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا (سورة الإسراء ، آیات نمبر ۴ تا ۷)

اعراف'' آیت ۱۶۰)

ترجمہ: اور انہوں نے (نافرمانی اور ناشکری کر کے) ہمارا کچھ نہیں بگاڑا مگر اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورة آل عمران،آیت ۱۱۷)

ترجمہ: اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورة التوبة' آیت ۷۰؛ وسورہ روم'' آیت ۹)

ترجمہ: سو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورہ یونس آیت ۴۴)

ترجمہ: بیشک اللہ لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہیں کہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورہ نحل'' آیت ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا، ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورہ نحل'' آیت ۱۱۸)

ترجمہ: اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور کہیں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا کہ:

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورہ عنکبوت" آیت ۴۰)

ترجمہ: پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کی بارش برسائی اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

دیکھئے ان لوگوں نے اپنی نافرمانیوں اور گناہوں کی بدولت دنیا میں کیا کیا خرابیاں بھگتیں۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں فساد کا سبب انسانوں کی بداعمالیوں کو اس طرح قرار دیا کہ:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (سورۃ الروم آیت ۴۱ پ ۲۱)

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے (اور) تاکہ وہ باز آ جائیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں مختلف بلائیں پھیلتی ہیں۔

اور بعض اعمال کا مطلب یہی ہے کہ اگر سب پر سزائیں مُرتَّب ہوتیں تو ایک جاندار بھی زندہ نہ رہتا، اور کبھی کا قصہ تمام ہو چکا ہوتا۔ [1]

---

[1] ظَهَرَ الْفَسادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ كالجدب والموتان وكثرة الحرق والغرق والقتال والجدال ومحق البركات والظلم وكثرة المضار والأمراض والضلال والرياح المفسدة فى البحار ومصادمة الدواب فى البحار . وقال البغوى أراد بالبر البوادى والمفاوز وبالبحر المدائن والقرى التى على المياه الجارية واخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابى حاتم عن عكرمة انه قال العرب يسمى المصر يحرا يقول احدبت البر وانقطعت مادة البحر وقال عطية وغيرها البر ظهر الأرض من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَاتَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (سورة فاطر آیت ۴۵ پ ۲۲)

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب پکڑ کریں تو نہ چھوڑیں رُوئے زمین پر ایک بھی ہلنے چلنے والا (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ لوگوں کے ہر ہر گناہ پر اگر اللہ تعالیٰ گرفت شروع فرمادیں تو کوئی جاندار بھی زمین میں باقی نہ رہے۔

اور ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں آنے والی آفات اور بلیات کی وجہ اس طرح بیان فرمائی کہ:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (سورة شوریٰ آیت ۳۰ پ ۲۵)

ترجمہ: اور تم کو (اے گناہ گارو) جو کچھ مُصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی تو درگزر ہی کر دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ:

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَةِ ط لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ط بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ○ وَتِلْكَ الْقُرٰىٓ اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا (سوره كهف پ ۱۵ آیت ۵۸. ۵۹)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأمصار وغيرها والبحر هو البحر المعروف وقلة المطر كما تؤثر فى البر تؤثر فى البحر فتخلوا جواف الاصداف لان الصدف إذا جاء المطر ترتفع الى وجه البحر وتفتح فاه فما يقع فى فيه من المطر صار لؤلؤا.....بما كَسَبَتْ أَيْدِى النَّاسِ اى بشوم معاصيهم او بكسبهم إياه يعنى وقع القحط والجدب بمكة بشوم معاصى أهلها حتى أكلوا العظام والجيف لِيُذِيقَهُمْ قرأ قنبل بالنون على التكلم والباقون بالياء بَعْضَ الَّذِى عَمِلُوا اى بعض جزائه فان تمام الجزاء فى الاخرة واللام للعلة او العاقبة لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ اى لكى يرجعوا من أعمالهم الخبيثة متعلق بقوله لِيُذِيقَهُمْ (التفسير المظهرى، تحت آيت ۴۱ من سورة الروم)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اورآپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا (اور) رحمت والا ہے۔ اگر ان (لوگوں) سے ان کے اعمال پر دارو گیر کرنے لگتا تو اِن پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا (مگر ایسانہیں کرتا) بلکہ ان کے واسطے ایک معیَّن وقت ہے (یعنی قیامت کا دن) کہ اِس سے اُس طرف (یعنی آگے) کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے اور یہ بستیاں (جن کے قصّے مشہور و مذکور ہیں) جب انہوں نے (یعنی اِن کے باشندوں نے) شرارت کی تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معیَّن کیا تھا (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

(سورۃ سجدہ، آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ: اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے ان کو چھوٹے چھوٹے عذاب (دنیا میں قیامت کے) بڑے عذاب سے پہلے تاکہ یہ لوگ باز آ جائیں (اپنی سرکشی سے) (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ بداعمالیوں کے سبب اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عذاب بھیجتے ہیں، اور دنیا کے عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں چھوٹے ہوتے ہیں، خواہ وہ بظاہر کتنے ہی بڑے ہوں؛ اور دنیا میں عذاب بھیجنے کی وجہ لوگوں کو بداعمالیوں پر تنبیہ کرنا ہوتی ہے۔

لٰہذا آفات و بلیات سے انسانوں کو تنبیہ حاصل کرنی چاہیے۔ [1]

پھر انسان کی بداعمالیوں پر اللہ تعالیٰ عام طور پر دنیا میں یکدم گرفت نہیں فرماتے، بلکہ کسی مصلحت سے ڈھیل دے دیتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] عَنْ أَبِى الْعَالِيَةِ ,(وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ) قَالَ " :الْمَصَائِبِ فِى الدُّنْيَا . "(لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) " : لَعَلَّهُمْ يَتُوبُونَ(شعب الإيمان، حديث نمبر ۹۳۶۴)

(وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ العذاب الأدنى) عذاب الدنيا بالقتل والأسر والجدب سنين والأمراض (دُونَ) قبل (العذاب الاكبر) عذاب الآخرة (لَعَلَّهُمْ) أى من بقى منهم (يَرْجِعُونَ) إلى الإيمان (تفسير الجلالين، تحت آيت ۲۱ من سورة السجدة)

Idara Ghufran

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ " وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ" (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتے ہیں، یہاں تک کہ جب اُس کی پکڑ فرماتے ہیں، تو اُس کو مہلت نہیں دیتے، پھر رسول اللہ ﷺ نے (سورۂ ہود کی یہ آیت) قراءت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہوا کرتی ہے جب وہ بستیوں کی اس حال میں گرفت فرماتا ہے کہ وہ ظالم (بن چکی) ہوتی ہیں۔ بیشک اس کی گرفت دردناک (اور) سخت ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں ظالموں کو ڈھیل دیتے ہیں، پھر جب گرفت فرماتے ہیں، تو بڑی سخت ہوتی ہے۔ [2]

قرآن مجید کی آیات کے علاوہ احادیث وآثار سے بھی تائید اس کی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۴۶۸۶، کتاب تفسير القرآن، باب قوله وكذلک أخذ ربک إذا أخذ القرى، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] (وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ) : مِنَ الْإِمْلَاءِ أَيْ :يُمْهِلُهُ وَيُؤَخِّرُهُ وَيُطَوِّلُ عُمْرَهُ حَتَّى يَكْثُرَ مِنْهُ الظُّلْمُ (حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ) : مِنَ الْإِفْلَاتِ وَهُوَ الْخُرُوجُ مِنْ ضِيقٍ مَعَ فِرَارٍ ذَكَرَهُ شَارِحٌ، وَالْمَعْنَى ثُمَّ يَتْرُكُهُ، بَلْ أَخَذَهُ أَخْذًا شَدِيدًا ذَكَرَهُ ابْنُ الْمَلَكِ قِيلَ :أَفْلَتَ الشَّيْءُ وَتَفَلَّتَ وَانْفَلَتَ بِمَعْنَى وَأَفْلَتَهُ غَيْرُهُ، فَفِي النِّهَايَةِ أَيْ :لَمْ يَنْفَلِتْ مِنْهُ، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى لَمْ يُفْلِتْهُ مِنْهُ أَحَدٌ أَيْ :لَمْ يُخَلِّصْهُ .قُلْتُ :هَذَا الْمَعْنَى هُوَ الظَّاهِرُ عَلَى مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ الضَّمِيرُ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ، أَمَّا حَاصِلُ الْمَعْنَى أَوْ يُقَالُ بِالْحَذْفِ وَالْإِيصَالِ، وَفِيهِ تَسْلِيَةٌ لِلْمَظْلُومِ فِي الْحَالِ وَوَعِيدٌ لِلظَّالِمِ لِئَلَّا يَغْتَرَّ بِالْإِمْهَالِ، كَمَا قَالَ تَعَالَى :(وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ) (إبراهيم:۴۲) (ثُمَّ قَرَأَ) أَيِ :النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- اعْتِضَادًا أَوْ أَبُو مُوسَى اسْتِشْهَادًا (وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى) (هود:۱۰۲) أَيْ :أَهْلَهَا (وَهِيَ ظَالِمَةٌ) (هود:۱۰۲) الْآيَةَ أَيْ :إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ كَمَا فِي نُسْخَةٍ بَدَلَ الْآيَةِ (مرقاة، كتاب الآداب، باب الظلم)

www.idaraghufran.org

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُوْنَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ، وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ أَكْثَرُ، وَقَرَأَ "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيرٍ" (ترمذی) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندے کو کوئی مصیبت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، اُس کے گناہ کی وجہ سے ہی پہنچتی ہے، اور اکثر تو اللہ تعالیٰ بندے سے معاف ہی فرمادیتے ہیں پھر (سورہ شوریٰ کی) یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مُصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی تو درگزر ہی کر دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ ابْتُلِيَ فِيْ جَسَدِهِ فَقَالَ مَا أُرَاهُ إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُوْ اللّٰهُ أَكْثَرُ وَتَلَا "مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ" (شعب الایمان للبیهقی) [۲]

ترجمہ: عمران بن حصین جسمانی بیماری میں مبتلا ہوئے، اور فرمایا کہ میرے خیال میں یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے، اور اکثر تو اللہ تعالیٰ معاف ہی فرمادیتے ہیں، اور پھر (سورہ

---

[۱] حدیث نمبر ۳۲۵۲، ابواب تفسير القرآن، بَابٌ :وَمِنْ سُورَةِ حم عسق،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى،مصر.

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ.

فالحديث ضعيف، وله شاهد من حديث على عند أحمد وغيره، وتقدم لفظه وفيه :أزهر بن راشد الكاهلى وهو ضعيف، ويؤيده حديث معاوية عند أحمد وابن أبى شيبة وحديث أبى سعيد، وحديث ابن مسعود المتقدمان فى الفصل الأول (مرعاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المرض، الفصل الثانى)

[۲] حديث نمبر ۹۳۵۶،فصل فى ذكر ما فى الأوجاع والأمراض والمصيبات من الكفارات،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير وإسناده حسن(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،ج۲ص۳۰۲، باب كفارة سيئات المريض وما له من الأجر، مكتبة القدسى، قاهرة)

www.idaraghufran.org

شوریٰ کی یہ آیت) تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مُصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے)
(ترجمہ ختم)

اور زیاد بن ربیع فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِأُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ :یَا أَبَا الْمُنْذِرِ ,آیَةٌ فِی کِتَابِ اللّٰهِ أَحْزَنَتْنِیْ قَالَ: وَمَا هِیَ؟ قُلْتُ "مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَ بِهٖ"(النساء:۱۲۳) **قَالَ إِنْ کُنْتُ أَرَاکَ فَقِیْهًا إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یُصِیْبُهٗ مُصِیْبَةٌ قَدَمٍ وَلَا اِخْتِلَاجُ عِرْقٍ وَلَا خَدْشُ عُوْدٍ إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُوْ اللّٰهُ عَنْهُ أَکْثَرُ** (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا کہ اے ابومنذر! کتابُ اللہ کی ایک آیت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ تو میں نے کہا (سورہ نساء کی آیت) مَنْ یَعْمَلْ سُوءً ا یُّجْزَ بِهٖ ہے (جس کا ترجمہ ہے کہ جو بدعملی کرے گا، اُسے اُس کا بدلہ دیا جائے گا، اس طرح ہر ہر بدعملی پر آخرت میں گرفت ہونے سے نجات کیوں کر ہوگی) انہوں نے فرمایا کہ میں تو تم کو عقل مند سمجھتا تھا (بات یہ ہے کہ)مؤمن کے پاؤں میں کوئی تکلیف پہنچے، یا کسی رَگ میں رُکاوٹ پیدا ہو، یا کوئی لکڑی چُبھے تو وہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے، اور اکثر تو اللہ تعالیٰ درگزر ہی فرمادیتے ہیں (ترجمہ ختم)

یعنی اکثر گناہوں کو تو درگزر فرمادیتے ہیں، اور بعض پر تکالیف پہنچا کر معاف فرمادیتے ہیں۔ حضرت قتادہ سے بھی سورہ شوریٰ کی آیت کی تفسیر میں اسی طرح کی تفصیل مروی ہے۔ [2]

---

[1] حدیث نمبر ۹۳۵۷،فصل فی ذکر ما فی الأوجاع والأمراض والمصیبات من الکفارات،مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض.

[2] وَقَالَ قَتَادَةُ فِی تَفْسِیرِ قَوْلِهِ :(وَمَا أَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ أَیْدِیکُمْ وَیَعْفُو عَنْ کَثِیرٍ) (الشوری ۳۰) قَالَ قَتَادَةُ :ذُکِرَ لَنَا أَنَّ نَبِیَّ اللهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُولُ " :لَا یُصِیبُ ابْنَ آدَمَ خَدْشُ عُودٍ ,وَلَا عَثْرَةُ قَدَمٍ ,وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ ,إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُو اللهُ عَنْهُ أَکْثَرُ (شعب الایمان، حدیث نمبر ۹۳۵۷)

www.idaraghufran.org

مصائب سے گناہ معاف اور درجات بلند ہونے کا بیان

البتہ وہ الگ بات ہے کہ مومن کو دنیا میں جو تکلیف پہنچتی ہے، اُس پر صبر کرنے کے نتیجے میں اُس کے گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مُصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا عَنْہُ، حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا (بخاری) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا ہی کیوں نہ چُبھے، اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے سے اُس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ ھَمٍّ وَلاَ حُزْنٍ وَلَا أَذًی وَلَا غَمٍّ، حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا، إِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ (بخاری) [۲]

ترجمہ: مسلمان کو کوئی دُکھ، درد، اور تکلیف اور فکر، اور رنج وغم اور کسی بھی قسم کی تکلیف جو پہنچتی ہے، یہاں تک کہ جو کانٹا اُس کو چُبھے، اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے سے اُس کی خطا کو معاف فرما دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۳]

---

[۱] حدیث نمبر ۵۶۴۰، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ المرض، دارطوق النجاۃ، بیروت.

[۲] حدیث نمبر ۵۶۴۱، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ المرض، دارطوق النجاۃ، بیروت.

[۳] عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَ :لَمَّا نَزَلَتْ :(مَنْ یَعْمَلْ سُوءًا یُجْزَ بِہِ) (النساء:۱۲۳) شَقَّتْ عَلَی الْمُسْلِمِینَ، وَبَلَغَتْ مِنْھُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَبْلُغَ، فَشَکَوْا ذٰلِکَ إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَھُمْ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " :قَارِبُوا وَسَدِّدُوا، فَکُلُّ مَا یُصَابُ بِہِ الْمُسْلِمُ کَفَّارَۃٌ، حَتَّی النَّکْبَۃِ یُنْکَبُھَا، وَالشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا(مسند أحمد، حدیث نمبر ۷۳۸۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

عَجِبْتُ مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ رَبَّهُ وَشَكَرَ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ رَبَّهُ وَصَبَرَ، اَلْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلٰى فِيِّ اِمْرَأَتِهٖ (مسند أحمد) [۱]

ترجمہ: مجھے مؤمن کے ساتھ اللہ عزوجل کے فیصلے سے خوشی ہوئی کہ اگر مؤمن کو کوئی خیر (وبھلائی) حاصل ہوتی ہے، تو اپنے رب کی تعریف اور شکر کرتا ہے، اور اگر اُس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی تعریف اور صبر کرتا ہے، مؤمن کو ہر چیز میں اَجر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اُس لقمے میں بھی جو وہ اپنی بیوی کے منہ کی طرف اُٹھاتا ہے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ مؤمن کا جو مصیبت وتکلیف پر گناہ معاف کیا جاتا ہے، یا اس کو اَجر حاصل ہوتا ہے، وہ اُس وقت ہے، جبکہ وہ اس پر صبر کرے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشيه مسند احمد)

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَجُلًا تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ :(مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهٖ) (النساء:۱۲۳) قَالَ :إِنَّا لَنُجْزَى بِكُلِّ عَمَلِنَا ؟ هَلَكْنَا إِذًا .فَبَلَغَ ذَاكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ " :نَعَمْ، يُجْزَى بِهِ الْمُؤْمِنُونَ فِي الدُّنْيَا فِي مُصِيبَةٍ فِي جَسَدِهٖ فِيمَا يُؤْذِيهِ (مسند أحمد، حديث نمبر ۲۴۳۶۸)

صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشيه مسند احمد)

[۱] حديث نمبر ۱۴۸۷، وحديث نمبر ۱۴۹۲، مؤسسة الرسالة، بيروت.

إسناده حسن (حاشيه مسند احمد)

[۲] وكان في هذا الحديث أن المسلمين سواهم يحط عنهم بالبلاء الذى يبتلون به فى الدنيا خطيئاتهم وذلك عندنا والله أعلم لاحتسابهم عند ذلك وصبرهم عليه فتمحص عنهم خطيئاتهم بذلك إذا كانوا ذوى خطايا وإذا كان الأنبياء صلوات الله عليهم فى ذلك بخلافهم لأنهم لا خطايا لهم(شرح مشكل الآثار،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من جوابه سعد بن أبى وقاص لما سأله من أشد الناس بلاء)

وقال ابن المنير الحاصل أن المرض كما جاز أن يكون مكفرا للخطايا فكذلك يكون جزاء لها وقال ابن بطال ذهب أكثر أهل التأويل إلى أن معنى الآية أن المسلم يجازى على خطاياه فى الدنيا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

گناہ گاروں کو گناہ پر تکلیف ومصیبت کا پہنچنا تو ظاہر ہے، اور جو لوگ گناہ گار نہیں، جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام تو اوّلاً تو اللہ تعالیٰ اُن کو اس طرح کی ناگہانی آفات سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اور اگر اُن کو کوئی ظاہری تکلیف (مثلاً بیماری) پہنچتی ہے، تو اُس پر اُن کے درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ [۱]

نیز گناہ گاروں اور نیکوکاروں کی تکالیف میں یہ فرق بھی ہوتا ہے کہ نیکوکاروں اور خاص کر انبیائے کرام علیہم السلام کو کوئی ظاہری تکالیف تو پہنچتی ہیں، مگر اُن کو دلی وقلبی طور پر اُن سے پریشانی وبے چینی نہیں ہوتی، بلکہ لذّت وراحت حاصل ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے ان حضرات کی طرف سے ایسے موقع پر شکوہ وشکایت کا ظہور نہیں ہوتا، بلکہ ایسے وقت ان کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور تعلق بڑھ جاتا ہے، اور اعمالِ صالحہ میں ترقی ہو جاتی ہے۔

پس انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی تکلیف ظاہری اور صوری ہوتی ہے، حقیقی نہیں ہوتی۔

جیسا کہ محبت کی وجہ سے محبوب اپنے مُحِب سے بغل گیر ہو کر اسے زور سے ایسا بھینچے اور دبائے کہ اس کا دَم گھٹنے لگے، تو بظاہر تو یہ دبانا تکلیف کا باعث ہوگا، لیکن مُحِب اگر سچا عاشق ہے، تو اس کی دل سے آرزو یہی ہوگی کہ خواہ دَم گھٹ جائے، جان چلی جائے، لیکن قرب اور وصال کی یہ حالت اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالمصائب التی تقع له فیها فتکون کفارة لها وعن الحسن وعبد الرحمن بن زید أن الآية المذكورة نزلت فی الكفارة خاصة والأحاديث فی هذا الباب تشهد للأول انتهى وما نقله عنهما أورده الطبری وتعقبه ونقل بن التين عن بن عباس نحوه والأول المعتمد (فتح الباری لابن حجر، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض)

[۱] (وَمَا أَصَابَكُمْ) : مَا :شَرْطِيَّةٌ أَوْ مَوْصُولَةٌ مُتَضَمِّنَةٌ لِمَعْنَى الشَّرْطِ .(مِنْ مُصِيبَةٍ) أَیْ :مِنْ مَرَضٍ، وَشِدَّةٍ، وَهَلَاكٍ، وَتَلَفٍ فِي أَنْفُسِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَهَذَا يَخْتَصُّ بِالْمُذْنِبِينَ، وَأَمَّا غَيْرُهُمْ فَإِنَّمَا تُصِيبُهُمْ لِرَفْعِ دَرَجَاتِهِمْ .(فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ) الرِّوَايَةُ بِالْفَاءِ، وَقَرَأَ نَافِعٌ وَابْنُ عَامِرٍ بِحَذْفِهَا فِي الْآيَةِ أَیْ: بِذُنُوبٍ كَسَبَتْهَا أَنْفُسُكُمْ، فَمَا مَوْصُولَةٌ أَوْ مَوْصُوفَةٌ، وَيُمْكِنُ أَنْ تَكُونَ مَصْدَرِيَّةً أَیْ :بِكَسْبِكُمُ الْآثَامَ، وَانْتِسَابُ الِاكْتِسَابِ إِلَى الْأَيْدِی ;لِأَنَّ أَكْثَرَ الْأَعْمَالِ تُزَاوَلُ بِهَا، وَالْمَعْنَى :مَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ .(وَيَعْفُو) أَیْ :فَضْلًا مِنْهُ تَعَالَى :(عَنْ كَثِيرٍ) أَیْ :كَثِيرٍ مِنَ الذُّنُوبِ، أَوْ كَثِيرٍ مِنَ الْمُذْنِبِينَ وَتُكْتَبُ الْأَلِفُ بَعْدَ وَاوِ يَعْفُ، مَعَ أَنَّهُ مُفْرَدٌ عَلَى الرَّسْمِ الْقُرْآنِيِّ .(مرقاة المفاتيح، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ)

www.idaraghufran.org

یہ موقع طویل سے طویل تر ہو، اور بزبانِ حال وہ یہ شعر زن ہوگا۔

چوں رسی بکوئے دلبر بسیار جانِ مضطر — کہ مبادا بارِ دگر بایں تمنا نہ رسی

سر بوقتِ ذبح اپنا اس کے زیرِ پائے ہے — یہ نصیب اللہ اکبر! لَوٹنے کی جائے ہے

یا جیسا کہ کسی کو چٹپٹی چیز کی رغبت ہو، اور وہ اسے کھائے اور کھاتے ہوئے مرچ مصالحے کی تیزی بھی لگے، اور زبان سے سی سی بھی کرے، اور پسینہ بھی آئے، مگر ظاہر ہے کہ یہ اس کے حق میں صرف صورتاً اور ظاہراً تکلیف ہے، حقیقتاً تکلیف نہیں۔ ۱؎

۱؎ (وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ :سُئِلَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ) أَيْ :أَكْثَرُ أَوْ أَصْعَبُ بَلَاءً؟ أَيْ :مِحْنَةً وَمُصِيبَةً .(قَالَ " :الْأَنْبِيَاءُ) أَيْ :هُمْ أَشَدُّ فِي الِابْتِلَاءِ ;لِأَنَّهُمْ يَتَلَذَّذُونَ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَتَلَذَّذُ غَيْرُهُمْ بِالنَّعْمَاءِ، وَلِأَنَّهُمْ لَوْ لَمْ يُبْتَلَوْا لَتُوُهِّمَ فِيهِمُ الْأُلُوهِيَّةُ، وَلِيُتَوَهَّنَ عَلَى الْأُمَّةِ الصَّبْرُ عَلَى الْبَلِيَّةِ .(ثُمَّ الْأَمْثَلُ) أَيِ :الْأَشْبَهُ بِهِمْ، أَوِ الْأَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِمْ .(فَالْأَمْثَلُ) قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ :أَيِ :الْأَشْرَفُ فَالْأَشْرَفُ، وَالْأَعْلَى فَالْأَعْلَى رُتْبَةً وَمَنْزِلَةً(مرقاة المفاتيح،كِتَابُ الْجَنَائِزِ،بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ)

وقد كانت قلوبهم راضية وأنفسهم بذلك مطمئنة، حتى لقد رد بعضهم جوار أقاربه للكفار، ورضى أن يعذب فى الله ويبتلى فيه مع الأخيار، وشكواهم ليست عن تطجر ولا تبرم، وإنما هى لأنهم رأوا أن فى السلام من ذلك تفرغاً للعبادة، وتوجهاً إلى كمال السعادة، فأرشدهم المصطفى إلى أن غاية الأدب الصبر على مراد الله والرضا بقضاء الله(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،باب الصبر)

والآية مخصوصة بأصحاب الذنوب من المسلمين وغيرهم فإن لا ذنب له كالأنبياء عليهم السلام قد تصيبهم مصائب ففى الحديث أشدالناس بلاء الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل ويكون ذلك لرفع درجاتهم أو لحكم أخرى خفيت علينا وأما الأطفال والمجانين فقيل غير داخلين فى الخطاب لأنه للمكلفين وبفرض دخولهم أخرجهم التخصيص بأصحاب اذ لأنه فما يصيبهم من المصائب فهو لحكم خفية وقيل :مصائب الطفل رفع درجته ودرجة أبويه أو من يشق عليه بحسن الصبر ثم أن المصائب قد تكون عقوبة على الذنب وجزاء بحيث لا يعاقب عليه يوم القيامة ويدل على ذلك ما رواه أحمد فى مسنده والحكيم الترمذى وجماعة عن على كرم الله تعالى وجهه قال :ألا أخبركم بأفضل آية فى كتاب الله تعالى حدثنا بها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفو عن كثير وسأفسرها يا على ما أصابك من مرض أو عقوبة أو بلاء فى الدنيا فبما كسبت أيديكم والله تعالى أكرم من أن يثنى عليكم العقوبة فى الآخرة وما عفا الله تعالى عن فى الدنيا فالله سبحانه أكرم من أن يعود بعد عفوه وزعم بعضهم أنها لا تكون جزاء لأن الدنيا دار تكليف فلو حصل الجزاء فيها لكانت دار جزاء وتكليف معا وهو محال فما هى إلا امتحانات وخبر على كرم الله وجهه يرده وكذا ما صح من أن الحدود أى غير حد قاطع الطريق مكفرات وأى محالية فى كون الدنيا دار تكليف ويقع فيه البعض الأشخاص ما يكون جزاء له على ذنبه أى مكفرا له (روح المعانى -للألوسى ،ج۱۳ ص ۴۱،تحت آيت ۳۰ من سورة الشورى، دار الكتب العلمية -بيروت)

www.idaraghufran.org

نیز جن کی ظاہری تکالیف، درجات بلند کرنے کے لیے ہوتی ہیں، اُن کو آخرت میں عذاب نہیں ہوتا، اور اس کے برخلاف گناہ گاروں کو دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی سزا دی جاتی ہے۔

اِلَّا یہ کہ کسی کے تمام گناہ دنیاوی زندگی میں ہی (معافی تلافی کے ساتھ یا وبال اور سختیوں سے گزر کر) ختم ہوجائیں۔ [1]

مگر اتنی بات تو واضح ہے کہ اصولی طور پر اور ضابطہ کی رُو سے بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں وبال آتا ہے۔

اعمالِ صالحہ دنیا وآخرت میں راحت وعافیت کا ذریعہ ہیں

لہٰذا اس وبال سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ اپنے اعمال کی اصلاح کی جائے۔

کیونکہ نیک اعمال کی برکت سے دنیا وآخرت دونوں میں راحت وعافیت حاصل ہوتی ہے۔

---

[1] قد يحتمل أن يكون للعباد ذنوب يستحقون من الله عز وجل العقوبة فى الدنيا والعقوبة فى الآخرة جميعا كمثل ما قال عز وجل فى آية المحاربين إنما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فى الأرض فسادا أن يقتلوا أو يصلبوا أو تقطع أيديهم وأرجلهم من خلاف أو ينفوا من الأرض ذلك لهم خزى فى الدنيا ولهم فى الآخرة عذاب عظيم فتكون تلك العقوبة الدنيوية إذا أقيمت على المذنبين لم تعد عليهم فى الآخرة وكانت عليهم فى الآخرة عقوبات أخر سواها ويكون الله عز وجل إذا ستر عليهم فى الدنيا تلك الذنوب وعفا لهم عنها بتركه أخذهم بالعقوبات الدنيوية عليهم فيها لم يسقط بذلك عنهم العقوبات الأخروية عليهم فيها وكانت أمورهم إليه عز وجل إن شاء عذبهم عليها وإن شاء عفا لهم عنها ومثل ذلك ما صلى الله عليه وسلم شيئا كما أخذ على النساء فى القرآن يبايعنك على أن لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين الآية فمن أصاب منكم حدا فعجلت له عقوبته فهو كفارته ومن أخر عنه فأمره إلى الله عز وجل إن شاء غفر له وإن شاء عذبه قال أبو جعفر فالعقوبة التى يعاقب بها الله عز وجل على ذلك فى الآخرة والعفو عنها على ما شاء عز وجل أن يجرى أمورهم عليه على مثل ما فى حديث على الذى رويناه وما يقيمه عليهم عز وجل فى الآخرة هو خلاف ما أقامه عليهم فى الدنيا إن كان أقامه عليهم فيها وخلاف ما قد عفا لهم عنه فى الدنيا إن كان عفا لهم عنه فى الدنيا على ما كان منه عز وجل فى ذلك من عفو أو من ستر ومن عقوبة .... فكان قوله صلى الله عليه وسلم ما فى حديث عبادة من الكفارة ومن الستر الذى قد يجوز أن يكون معه العفو إنما يرجع على ما سوى الشرك لأن الله تعالى قال إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء والله عز وجل نسأله التوفيق (شرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيمن أصاب ذنبا فى الدنيا فعوقب به وفيمن أصاب ذنبا فى الدنيا فستره الله عز وجل عليه فى الدنيا وعفا عنه)

www.idaraghufran.org

چنانچہ سورۂ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ (سورة النحل،۳۰)

ترجمہ: جولوگ نیکوکار ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے۔ اور متقیوں کا گھر بہت خوب ہے (ترجمہ ختم)

اور سورۂ نحل میں ہی ارشاد ہے کہ:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورة النحل،۹۷)

ترجمہ: جوشخص بھی نیک کام کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن، تو (یاد رکھو) ہم ضرور اسے (دنیا میں) پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں بھی) ایسے لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا اجر ضرور دیں گے (ترجمہ ختم)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کی برکت سے دنیا وآخرت میں پاکیزہ وخوشگوار زندگی حاصل ہوتی ہے۔ [1]

اور اسی وجہ سے دنیا وآخرت میں بھلائی اور خیر حاصل ہونے کی دعا کرنے کی شریعت کی طرف سے ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

---

[1] لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الآخِرَةِ خَيْرٌ) كما قال تعالى :(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (النحل:۹۷) أى: من أحسن عمله فى الدنيا أحسن الله إليه فى الدنيا والآخرة .(تفسير ابن كثير ،تحت آيت ۳۰ من سورة النحل)

هذا وعد من الله تعالى لمن عمل صالحا -وهو العمل المتابع لكتاب الله تعالى وسنة نبيه من ذكر أو أنثى من بنى آدم، وقلبه مؤمن بالله ورسوله، وإن هذا العمل المأمور به مشروع من عند الله -بأن يحييه الله حياة طيبة فى الدنيا وأن يجزيه بأحسن ما عمله فى الدار الآخرة.

والحياة الطيبة تشمل وجوه الراحة من أى جهة كانت .وقد روى عن ابن عباس وجماعة أنهم فسروها بالرزق الحلال الطيب.(تفسير ابن كثير ،تحت آيت ۹۷ من سورة النحل)

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. أُولٰئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

(سورة البقرة، آيات نمبر ۲۰۱، ۲۰۲)

ترجمہ: اور بعض یہ دعا کرتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دیجئے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دیجئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیجئے۔ یہی لوگ ہیں کہ جن کے لئے ان کے کاموں کا حصہ (دونوں جہانوں میں) ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا (اور جلد اجر دینے والا) ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: یا اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرمایئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیجئے (بخاری) [1]

دنیا کی بھلائی سے مراد اُس کی مختلف نعمتیں ہیں، اور آخرت کی بھلائی سے مراد جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، جس کا حاصل اور خلاصہ دنیا اور آخرت کی خوشگوار زندگی ہے۔ [2]

---

[1] حديث نمبر ۴۵۲۲، كتاب تفسير القرآن، دارطوق النجاة؛ مسلم، حديث نمبر ۲۶۹۰.

[2] (وِمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا اتِنَا فِي الدنيا حَسَنَةً) نعمة (وَفِي الأخرة حَسَنَةً) هي الجنة (وَقِنَا عَذَابَ النار) بعدم دخولها . وهذا بيان لما كان عليه المشركون ولحال المؤمنين والقصد به الحث على طلب خير الدارين كما وعد بالثواب عليه بقوله (أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ) ثواب (مِ) نُ أجل (عَنْهُم مَّا كَسَبُواْ) عملوا من الحج والدعاء (والله سَرِيعُ الحساب) يحاسب الخلق كلهم في قدر نصف نهار من أيام الدنيا لحديث بذلك(تفسير الجلالين، تحت آيت ۲۰۱، من سورة البقرة)

وقال الشيخ عماد الدين بن كثير الحسنة فى الدنيا تشمل كل مطلوب دنيوى من عافية ودار رحبة وزوجة حسنة وولد بار ورزق واسع وعلم نافع وعمل صالح ومركب هنيء وثناء جميل إلى غير ذلك مما شملته عباراتهم فإنها كلها مندرجة فى الحسنة فى الدنيا وأما الحسنة فى الآخرة فأعلاها دخول الجنة وتوابعه من الأمن من الفزع الأكبر فى العرصات وتيسير الحساب وغير ذلك من أمور الآخرة وأما الوقاية من عذاب النار فهو يقتضى تيسير أسبابه فى الدنيا من اجتناب المحارم وترك الشبهات قلت أو العفو محضا ومراده بقوله وتوابعه ما يلتحق به فى الذكر لا ما يتبعه حقيقة(فتح البارى لابن حجر، كتاب تفسير القرآن، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم ربنا آتنا فى الدنيا حسنة)

Idara Ghufran

اورحضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً أُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا، وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهِ (مسلم) [۱]

ترجمہ: کافر جب کوئی اچھا عمل (مثلاً غریب اور ضرورت مند کا تعاون) کرتا ہے، تو اُس کو دنیا ہی میں اس کا بدلہ دے دیا جاتا ہے، اور مؤمن کے لیے نیک اعمال کا اَجروثواب آخرت میں جمع کر کے رکھ لیا جاتا ہے، اور اسی کے ساتھ مؤمن کی نیکیوں پر اُس کو دنیا میں بھی رزق (کسی بھی قسم کی خیر و بھلائی کی شکل میں) دیا جاتا ہے (ترجمہ ختم)

کافر کے لیے کیونکہ (ایمان نہ ہونے کی وجہ سے) آخرت میں کوئی اَجروثواب نہیں، اس لیے وہ اگر کوئی ایسا عمل کرے جو دنیا کے اعتبار سے خیر والا ہو، جیسے صلہ رحمی، ضرورت منداور غریب کا تعاون اور مدد وغیرہ، تو اُس کو اس کا بدلہ کسی بھی شکل میں دنیا کے اندر دیدیا جاتا ہے؛ مثلاً اُس کو مال ودولت یا صحت وغیرہ کی نعمت دیدی جاتی ہے۔

اس کے برخلاف مؤمن کو نیک اعمال پر اصل اجروثواب تو آخرت میں عطا کیا جاتا ہے، اور دنیا میں بھی اُس کو نیک اعمال کے نتیجے میں کسی بھی شکل میں خیر و بھلائی اور نعمت عطا کی جاتی ہے۔ [۲]

---

[۱] حدیث نمبر ۲۸۰۸، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب جزاء المؤمن بحسناته فى الدنيا والآخرة وتعجيل حسنات الكافر فى الدنيا، دار إحياء التراث العربى، بيروت.

[۲] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلَّهِ فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا (مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فى الدنيا والآخرة وتعجيل حسنات الكافر فى الدنيا)

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الْكَافِرَ الَّذِى مَاتَ عَلَى كُفْرِهِ لَا ثَوَابَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُجَازَى فِيهَا بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ فِي الدُّنْيَا مُتَقَرِّبًا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَصَرَّحَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِأَنْ يُطْعَمَ فِي الدُّنْيَا بِمَا عَمِلَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ أَيْ بِمَا فَعَلَهُ مُتَقَرِّبًا بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِمَّا لَا يَفْتَقِرُ صِحَّتُهُ إِلَى النِّيَّةِ كَصِلَةِ الرَّحِمِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالضِّيَافَةِ وَتَسْهِيلِ الْخَيْرَاتِ وَنَحْوِهَا وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيُدَّخَرُ لَهُ حَسَنَاتُهُ وَثَوَابُ أَعْمَالِهِ إِلَى الْآخِرَةِ وَيُجْزَى بها مع ذلك أيضا فى الدنيا ولامانع مِنْ جَزَائِهِ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَدْ وَرَدَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ ہے کہ مؤمنوں کو نیک اعمال کی برکت سے دنیا اور آخرت میں بھلائی حاصل ہوتی ہے۔
اور اس کے برخلاف بداعمالیوں سے وبال آتا ہے۔

گناہوں کا سیلاب

آج گناہوں کا بہت بڑا سیلاب معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔

عقائد کا شعبہ ہو یا عبادات کا، معاملات کا شعبہ ہو یا معاشرت کا، سیاست کا شعبہ ہو یا اخلاق کا، ایک شعبہ بھی ایسا بچا ہوا نہیں کہ جس کے گناہوں کا تذکرہ نہ کیا جائے۔

گناہوں کی طرف نظر ڈالی جاتی ہے تو لگتا ہے کہ شاید کوئی گناہ ایسا نہیں جو بچا رہ گیا ہو۔

عقائد پر نظر کی جاتی ہے تو ارتداد و الحاد اور زندقہ تک نوبت پہنچی ہوئی نظر آتی ہے، شرک و بدعات کو شمار کیا جائے تو دفتر سیاہ ہو جائیں۔

سب سے اہم فریضے نماز کو لیا جائے تو مسلمانوں کی پانچ فیصدی بھی تعداد نماز کی پابند ڈھونڈے سے نہیں ملتی، صحیح صحیح زکوٰۃ ادا کرنے والے خال خال نظر آتے ہیں۔

امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی عمومی ذمہ داری سے ذمہ دار بھی غافل نظر آتے ہیں، جہاد وقتال کو فساد اور دہشت گردی سمجھ لیا گیا ہے اور دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت کی وجہ سے جہاد سے بے توجہی کا عمومی مرض پیدا ہو گیا ہے، انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی، ختمِ نبوت کا انکار، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر سبّ وشتم، اسلافِ امت اور اولیائے عظام کی شان میں زبان درازی عام ہو چکی ہے، جادُو ٹونا ٹوٹکا عام ہے، جھوٹے پیروں، فقیروں اور نجومیوں کے پاس باری کا وقت نہیں ملتا، مال کی محبت نے دلوں میں گھر کر لیا ہے، دین میں رائے زنی اور آزادی بہترین مشغلہ شمار

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الشَّرُعُ بِهِ فَيَجِبُ اعْتِقَادُهُ قَوُلُهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَظْلِمُ مُؤُمِنًا حَسَنَةً مَعُنَاهُ لَا يَتُرُكُ مُجَازَاتِهِ بِشَيُءٍ مِنُ حَسَنَاتِهِ وَالظُّلُمُ يُطُلَقُ بِمَعُنَى النَّقُصِ وَحَقِيقَةُ الظُّلُمِ مُسُتَحِيلَةٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا سَبَقَ بَيَانُهُ وَمَعُنَى أَفُضَى إِلَى الُآخِرَةِ صَارَ إِلَيُهَا وَأَمَّا إِذَا فَعَلَ الُكَافِرُ مِثُلَ هَذِهِ الُحَسَنَاتِ ثُمَّ أَسُلَمَ فَإِنَّهُ يُثَابُ عَلَيُهَا فِي الُآخِرَةِ عَلَى الُمَذُهَبِ الصَّحِيحِ(شرح النووى، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب جزاء المؤمن بحسناته فى الدنيا والآخرة وتعجيل حسنات الكافر فى الدنيا)

کیا جانے لگا ہے، بے حیائی بے پردگی، بدنظری، فیشن پرستی کی وبا عام ہوچکی ہے۔
ٹی۔وی، وی۔سی۔آر، کیبل، موسیقی، فلموں کا بھوت قوم کے اوپر جنون کی حد تک سوار ہو چکا ہے، جہاں دیکھو عورتوں مردوں کا اختلاط نظر آتا ہے، قیمتی اوقات کو ضائع کرنا ایک کھیل وتفریح بن گیا ہے، اسلامی وضع قطع اور حلیہ والے مسلمان کا ڈھونڈے سے دستیاب ہونا مشکل ہوگیا ہے، انشورنس، قومی بچت کی اسکیمیں، انعامی بانڈ، سُود اور جُوئے پر مشتمل مختلف اسکیمیں آئے دن نئی نئی شکلوں میں جنم لے رہی ہیں، رشوت کو تحفہ اور اپنی فیس سمجھ کر حلال مال شمار کیا جانے لگا ہے، جھوٹ، وعدہ خلافی، ایذاء رسانی کے گناہوں نے فرد فرد کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، تکبُّر، غیبت، حسد، دِکھلاوا، حبِّ مال اور مختلف رسوم ورواجوں نے دِلوں اور گھروں میں ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔
شراب اور نشہ اور گانے بجانے کی مختلف شکلیں وصورتیں عام ہیں۔
ایسے حالات میں اُوپر سے خیر کے فیصلے ہونے اور اللہ کے عذاب سے بچنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

بداعمالیوں کے دنیاوی وبال میں نیک لوگ کب شریک ہوتے ہیں؟

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ بداعمالیوں کی وجہ سے اصل وبال دنیا میں تو بداعمالیوں کے اختیار کرنے والوں پر ہی آتا ہے۔
اور اُن بداعمالیوں سے بچنے اور نیک عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اُس سے محفوظ رکھتے ہیں۔
لیکن یہ اُس وقت ہے جبکہ نیک لوگ اپنی حسبِ قدرت واستطاعت گناہ گاروں کو نہی عن المنکر کرتے رہیں، ورنہ بعض بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا میں آنے والا وبال اُن لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، جو اُن بداعمالیوں سے بچے ہوئے ہوں، مگر اپنی حسبِ قدرت واستطاعت نہی عن المنکر میں سُستی کریں۔
چنانچہ عام زلزلہ، سیلاب، خشک سالی، دشمنوں اور ظالم وجابر اور فاسق وفاجر حکمرانوں کا غلبہ وغیرہ جیسی ہمہ گیر آفات کی عام لہر اسی وجہ سے آتی ہے کہ کچھ لوگ گناہوں اور بداعمالیوں کے مرتکب

ہوتے ہیں، تو کچھ لوگ بداعمالیوں سے لوگوں کو بچانے کی اپنی حسبِ قدرت کوشش نہیں کرتے۔ وہ الگ بات ہے کہ آخرت میں نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ رکھیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورہ انفال آیت ۲۵ پ ۹)

ترجمہ: اور تم ایسے وبال سے بچو جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں، اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں (ترجمہ ختم)

مفسرین نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب باوجود قدرت ہونے کے گناہوں پر نکیر نہیں کی جائے گی، تو اُس کے نتیجے میں آنے والا وبال گناہ گاروں تک محدود نہیں رہے گا؛ بلکہ اُس علاقے کے اُن لوگوں پر بھی آئے گا، جو باوجود قدرت کے نہی عن المنکر نہیں کرتے۔ [1]

اور حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ: أَنَّهُ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ، وَتَضَعُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِ مَا وَضَعَهَا اللّٰهُ "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ"، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَهُمْ، فَلَمْ يُنْكِرُوْهُ، يُوْشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ (مسند الإمام أحمد) [2]

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اور فرمایا کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو:

---

[1] (واتقوا فِتْنَةً) إن أصابتكم (لَّا تُصِيبَنَّ الذين ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَآصَّةً) بل تعمهم وغيرهم ، واتقاؤها بإنكار موجبها من المنكر (واعلموا أَنَّ الله شَدِيدُ العقاب) لمن خالفه(تفسير الجلالين ، تحت آيت ۲۵ من سورة الانفال)

[2] حديث نمبر ۵۳، مؤسسة الرسالة، بيروت.

إسناده صحيح على شرط الشيخين .إسماعيل :هو ابن أبى خالد .وأخرجه المروزى(۸۹) والبزار (۲۲)وأبو يعلى(۱۲۸)من طريقين عن شعبة ، بهذا الإسناد .وقد تقدم (حاشيه مسند احمد)

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوا عَـلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُم

(سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۰۵)

’’اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، کسی کا گمراہ ہونا تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تم ہدایت پر ہو‘‘

اوراس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مراد کے خلاف لیتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جو اپنے درمیان منکر (بُرائی) کو دیکھتے ہیں، پھراُس پر نکیر نہیں کرتے، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لیں (ترجمہ ختم)

رہا سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیت تو بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں گمراہ لوگوں سے مراد کفار ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ جب تم ایمان اور اعمالِ صالحہ کو اختیار کیے ہو، تو کافروں کا کفر پر قائم رہنا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ [1]

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُس صورت سے متعلق ہے، جب دوسرے کو ہاتھ و زبان سے نہی عن المنکر کرنے کی قدرت نہ ہو۔

---

[1] عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ :كَانَ رَجُلٌ قُتِلَ مِنْهُمْ بِأَوْطَاسٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :يَا أَبَا عَامِرٍ أَلَا غَيَّرْتَ ؟ "فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ :(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ " :أَيْنَ ذَهَبْتُمْ إِنَّمَا هِيَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ مِنَ الْكُفَّارِ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ(مسند الإمام أحمد، حديث نمبر ۱۷۷۹۸)

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه أبى عامر الأشعرى(مسند الإمام أحمد)
قال الهيثمى فى "المجمع "(۷/۱۹) " و رجالهما ثقات ، إلا أنى لم أجد لعلى بن مدرک سماعا من أحد من الصحابة . "قلت :خفى عليه أن ابن حبان أورده فى "ثقات التابعين "، و قال (۱۸۰/۳) سمع أبا مسعود صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، روى عنه شعبة بن الحجاج ، مات سنة عشرين و مائة . "قلت :و أبو مسعود مات سنة أربعين ، و أبو عامر الأشعرى مات فى خلافة عبد الملک ابن مروان ، و كانت خلافته سنة ۶۵ ، و قيل سنة۷۳، فهو بإمكانه أن يسمع منه من باب أولى ، لأنه تأخر وفاته عن وفاة أبى مسعود بعشرين سنة أو أكثر .و لذلک ذكر الحافظ فى "التقريب "أنه ثقة من الرابعة .مات سنة عشرين و مائة .و جملة القول :إن الحديث صحيح الإسناد ، و رجاله كلهم ثقات (السلسلة الصحيحة، تحت حديث رقم ۲۵۲۰)

لہٰذا اُس وقت دل سے برائی کو برا سمجھنا اور اپنی اصلاح کی فکر ضروری ہے۔ ۱؎

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیت میں ہدایت پر ہونے میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنی حسبِ قدرت نہی عن المنکر بھی کیا جائے؛ لہٰذا اس سے نہی المنکر کی نفی مراد نہیں ہے۔ ۲؎

بہر حال جو مطلب بھی ہو، نہی عن المنکر کی قدرت ہوتے ہوئے نہی عن المنکر نہ کرنے والے بھی گناہ گاروں کے ساتھ دنیا میں آنے والے وبال میں شریک ہوجاتے ہیں۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، وَالوَاقِعِ فِيْهَا، مَثَلُ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا، فَتَأَذَّوْا بِهِ، فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا :مَا لَكَ، قَالَ :تَأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ(بخاری) ۳؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدود (واحکام) میں مداہنت کرنے (یعنی خود عمل

۱؎ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ، قَالَ :سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، فَقُلْتُ :يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، كَيْفَ تَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ :(عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ) ؟ قَالَ :أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ -يَعْنِي -بِنَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ، وَزَادَنِي غَيْرُهُ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟ قَالَ :أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۳۴۱، واللفظ لہٗ؛ ترمذی، حدیث نمبر ۳۰۵۸؛ ابنِ ماجہ، حدیث نمبر ۴۰۱۴؛ ابنِ حبان، حدیث نمبر ۳۸۵)

۲؎ لَا يَضُرُّكُمُ الضَّلَالُ إِذَا كُنْتُمْ مُهْتَدِينَ، وَمِنَ الِاهْتِدَاءِ أَنْ يُنْكِرَ الْمُنْكَرَ حَسَبَ طَاقَتِهِ عَلَى مَا سَبَقَ مِنَ الْحَدِيثِ (مرقاة، كِتَابُ الْآدَابِ، بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ)

۳؎ حديث نمبر ۲۶۸۶، كتاب الشهادات، باب القرعة فی المشكلات، دارطوق النجاة، بيروت، واللفظ لهٗ، ترمذی حديث نمبر ۲۱۷۳، مسند أحمد، حديث نمبر ۱۸۳۶۱.

کرنے اور دوسروں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے) والے اور ان میں واقع (یعنی اللہ کی حدود اور احکام کو توڑنے) والے ان لوگوں کی طرح ہیں، جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کر کے (اپنا اپنا حصہ منتخب کیا) پس بعض کے حصہ میں کشتی کے نیچے والا حصہ آیا (وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے) اور بعض کے حصہ میں کشتی کے اوپر والا حصہ آیا (وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے) پھر نیچے والے پانی کی ضرورت کے لئے اوپر والوں کے پاس آنے لگے (تاکہ اوپر کھلی جگہ سے ڈول رسی وغیرہ کے ذریعہ کشتی کے باہر سے پانی لیں) جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوئی (پھر نیچے والوں میں سے) ایک شخص نے بسولہ لیا اور نچلے حصہ میں (سمندر اور پانی کی طرف) سوراخ کرنے لگا تاکہ اس سے پانی لے اور اوپر والوں کو (ہمارے اوپر جانے سے) تکلیف نہ ہو، تو اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے اس نے کہا کہ تم لوگوں کو میرے (اوپر آ کر) پانی حاصل کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور میرے واسطے پانی ضروری ہے، تو اگر ان (اوپر والے) لوگوں نے اس (کشتی میں سوراخ کرنے والے) کا ہاتھ پکڑ لیا (اور سوراخ کرنے سے روک دیا، تاکہ پانی کشتی کے اندر داخل ہوکر اس کو غرق نہ کرے) تو وہ اس کو بھی (غرق اور ہلاک ہونے سے) نجات دلا دیں گے، ور اپنے آپ کو بھی نجات دلا لیں گے، اور اگر اس کو چھوڑ دیں گے (اور سوراخ کرنے سے نہیں روکیں گے، اور سوراخ سے پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے گا) تو وہ اس (سوراخ کرنے والے) کو بھی ہلاک کریں گے، اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈالیں گے

(ترجمہ ختم)

مداہن اس کو کہا جاتا ہے، جو خود تو اگرچہ گناہ سے بچا ہوا ہو، لیکن دوسروں کو گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر باوجود قدرت ہونے کے منع نہ کرے، اور سکوت اختیار کرے۔

اس حدیث میں ایک مثال دے کر بتلا دیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام پورے کرنے والے لوگ گناہ گاروں کی ضرورت پوری نہ کریں گے، جو کہ نہی عن المنکر ہے، تو گناہ گاروں کے گناہوں کے

نتیجے میں آنے والے وبال میں وہ دوسروں کے ساتھ خود بھی ہلاک ہوں گے۔ ۱؎

اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ یَعْمَلُوْنَ بِالْمَعَاصِیْ وَفِیْہِمْ رَجُلٌ أَعَزُّ مِنْهُمْ وَأَمْنَعُ لَا یُغَیِّرُوْنَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِعِقَابٍ أَوْ قَالَ أَصَابَهُمُ الْعِقَابَ (مسند الإمام أحمد) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم بھی گناہوں میں مبتلا ہوتی ہے، اور ان میں ایک آدمی زیادہ عزت اور طاقت والا ہوتا ہے، وہ اُن کو گناہوں سے نہیں روکتا، تو اللہ عزوجل ان سب پر عام عذاب بھیجتا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر قدرت کے باوجود دوسروں کو گناہ سے نہ روکا جائے، اور مداہنت اختیار کی جائے، تو جو گناہ سے بچا ہوا ہے، لیکن باوجود قدرت کے دوسروں کو نہیں روکتا، تو گناہ گاروں پر آنے والے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا۔

وہ الگ بات ہے کہ آخرت میں دونوں اپنے اپنے نامۂ اعمال کے مطابق سزا و جزا پائیں گے۔ ۳؎

۱؎ قَوْله :(مثل المدهن) ، وَهُنَاكَ :مثل الْقَائِم على حُدُود الله تَعَالَى، والمدهن، بِضَم الْمِيم وَسُكُون الدَّال الْمُهْملَة وَكسر الْهَاء ، وَفِي آخِره نون من الإدهان، وَهُوَ الْمُحَابَاة فِي غير حق، وَهُوَ الَّذِي يرائي ويضيع الْحُقُوق وَلَا يُغير الْمُنكر، وَوَقع عِنْد الْإِسْمَاعِيلِيّ فِي الشّركَة :مثل الْقَائِم على حُدُود الله وَالْوَاقِع فِيهَا والمدهن فِيهَا، وَهَذِه ثَلَاث فرق، وجودهَا فِي الْمثل الْمَضْرُوب هُوَ أَن الَّذين أَرَادوا خرق السَّفِينَة بِمَنْزِلَة الْوَاقِع فِي حُدُود الله، ثمَّ من عداهم إِمَّا مُنكر وَهُوَ الْقَائِم، وَإِمَّا سَاكِت وَهُوَ المداهن(عمدة القارى، كتاب الشهادات، باب القرعة فى المشكلات،دار إحياء التراث العربى -بيروت)

۲؎ حديث نمبر ۱۹۱۹۲ ،مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، شرح مشكل الآثارللطحاوى، حديث نمبر ۱۱۷۴ .

حديث حسن (حاشيه مسند احمد)

۳؎ (إذا أراد الله بقوم عذابا) أى عقوبة فى الدنيا كقحط وفناء وجور (أصاب) أى أوقع (العذاب) بسرعة وقوة (من كان فيهم ثم بعثوا) بعيد الممات عند النفخة الثانية (على أعمالهم) ليجازوا عليها فمن أعماله صالحة أثيب عليها أو سيئة جوزى بها فيجازون فى الآخرة بأعمالهم ونياتهم وأما ما أصابهم فى الدنيا عند ظهور المنكر فتطهير للمؤمنين ممن لم ينكر وداهن مع القدرة ، ونقمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ أَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰهُ أَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ (ترمذی) [1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ وہ وقت قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے عذاب بھیجے، پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، مگر تمہاری دعا قبول نہ کی جائے (ترجمہ ختم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی اسی طرح روایت ہے۔ [2]

اور اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لغيرهم ، وقضية ما تقرر أن العذاب لا يعم من أنكر ويؤيده آية *(أنجينا الذين ينهون عن السوء) * لكن ظاهر *(واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة) * (الانفال:۲۵) وخبر "أنهلك وفينا الصالحون قال نعم إذا كثر السوء "العموم (ق عن ابن عمر) بن الخطاب.(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوی، تحت حديث رقم ۴۰۰، حرف الهمزة)

[1] حديث نمبر ۲۱۶۹،ابواب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي -مصر، واللفظ لهٗ،مسند الإمام أحمد، حديث نمبر ۲۳۳۰۱،شعب الايمان للبيهقي حديث نمبر ۷۱۵۲.

قال الترمذي :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ :أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ(حواله بالا)

[2] حَدَّثَنِي أَبُو الرُّقَادِ، قَالَ :خَرَجْتُ مَعَ مَوْلَايَ وَأَنَا غُلَامٌ فَدُفِعْتُ إِلَى حُذَيْفَةَ وَهُوَ يَقُولُ " :إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَصِيرُ مُنَافِقًا "، وَإِنِّي لَأَسْمَعُهَا مِنْ أَحَدِكُمْ فِي الْمَقْعَدِ الْوَاحِدِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَحَاضُّنَّ عَلَى الْخَيْرِ، أَوْ لَيُسْحِتَنَّكُمُ اللهُ جَمِيعًا بِعَذَابٍ، أَوْ لَيُؤَمِّرَنَّ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ، ثُمَّ يَدْعُو خِيَارُكُمْ، فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ (مسند الإمام أحمد ، حديث نمبر ۲۳۳۱۲، مؤسسة الرسالة، بيروت)

أثر حسن(حاشية مسند احمد)

[3] عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ أَنْ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ خَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا، فَدَنَوْتُ مِنَ الْحُجُرَاتِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ " :يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ :مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَدْعُونِي فَلَا أُجِيبُكُمْ، وَتَسْأَلُونِي فَلَا أُعْطِيكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُونِي، فَلَا أَنْصُرُكُمْ(مسند الإمام أحمد ،حديث نمبر ۲۵۲۵۵)

حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

احادیث میں جو معروف کے حکم کرنے اور منکَر پر نکیر کرنے کا ذکر آیا ہے، تو معروف سے مراد درجہ بدرجہ اچھے اعمال اور خیر والے کام اور منکَر سے مراد درجہ بدرجہ بُرے اعمال ہیں۔

پس معروف میں ایمان اور درجہ بدرجہ نیک اور مسنون اعمال اور منکَر میں کفر وشرک اور درجہ بدرجہ گناہ اور بدعات داخل ہیں۔ [1]

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس درجے کا کوئی معروف ہوگا، اُس کے لیے اُسی درجے کے اَمر وحکم کی ضرورت ہوگی، اور جس درجے کا کوئی منکَر ہوگا، اُس کے لیے اُسی درجے کے ازالے کی کوشش کی ضرورت ہوگی۔ اور اسی وجہ سے کبیرہ گناہ پر نکیر کی قدرت ہوتے ہوئے نکیر نہ کرنا کبیرہ گناہ اور صغیرہ گناہ پر نکیر نہ کرنا صغیرہ گناہ ہے۔

جن احادیث میں صرف نہی عن المنکر چھوڑنے پر وعید سنائی گئی ہے، اور امر بالمعروف کا ذکر نہیں کیا گیا، ان میں ایسے معروفات کا ترک کرنا بھی داخل ہے کہ جن کا ترک کرنا منکر ہے، مثلاً ترکِ نماز، ترکِ روزہ وغیرہ۔

اور حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰـهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ، حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ (مسند الإمام أحمد) [2]

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خاص لوگوں کے (برے) عمل کی وجہ سے عذاب

---

[1] اور مجتہد فیہ امور میں جن مجتہد وامام کے نزدیک جو چیز ناجائز ہو، وہ اس کے مقلد کے حق میں بھی منکر ہوگی، بالخصوص جبکہ ناجائز کی دلیل قوی بھی ہو، برخلاف دوسرے مجتہد اور اس کے مقلد کے حق میں، البتہ مجمع علیہ محرمات کے منکر ہونے کا درجہ زیادہ ہے۔

المنكر مجمعا عليه ، أو يعتقد الفاعل تحريمه وجب وإلا فلا(شرح البهجة الوردية، باب النكاح)

العلماء إنما ينكرون المجمع على تحريمه أو ما أعتقد فاعله تحريمه وأما الأمر بالمندوب فمندوب أما الـمختلف فيه إذا فعله من لا يعتقد تحريمه فلا ينكره عليه لكن إن ندبه على وجه النصح للخروج من الخلاف فمحبوب(غاية البيان شرح زبد ابن رسلان ،لمحمد بن أحمد الرملى الأنصارى، ص ٢١)

الْـآمِـرُونَ بِالْمَعْرُوفِ بالايمان والطاعة وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ عن الشرك والمعصية وقيل المعروف السنة والمنكر البدعة (التفسير المظهرى، تحت آيت ١١٢ من سورة التوبة)

[2] حديث نمبر ١٧٧٢٠ ، مؤسسة الرسالة ، بيروت. حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

نہیں دیتے، یہاں تک کہ لوگ اپنے درمیان منکَر (گناہ و برائی) کو دیکھ لیں، اور وہ اس کے منع کرنے پر قادر بھی ہوں، پھر وہ منع نہ کریں، پس جب وہ ایسا کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ خاص وعام پر عذاب بھیجتے ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: جب گناہوں پر روک ٹوک نہ کی جائے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گناہ عام ہوجاتے ہیں، اور علی الاعلان کیے جانے لگتے ہیں، اور معزز لوگوں میں بھی وہ گناہ پہنچ جاتے ہیں؛ ایسی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے بھی عنقاء ہوجاتے ہیں۔ [1]

خلاصہ یہ کہ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کی صورت میں ایک تو گناہ عام ہوجاتے ہیں، اور دوسرے جو گناہوں کے نتیجے میں دنیا میں وبال آتا ہے، اس میں وہ لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں، جو خود تو اگرچہ ان گناہوں سے بچے ہوئے ہوں، لیکن قدرت ہونے کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کریں، البتہ آخرت میں نیک لوگوں کا معاملہ بدکاروں سے الگ ہوگا۔

اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جاتا رہے، تو اس کی برکت سے ایک تو گناہ عام نہیں ہوتے، اور دوسرے دنیا میں وبالِ عام سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ :قِيلَ :يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى نَدَعُ الِائْتِمَارَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؟ قَالَ " :إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، إِذَا كَانَتِ الْفَاحِشَةُ فِي كِبَارِكُمْ، وَالْمُلْكُ فِي صِغَارِكُمْ، وَالْعِلْمُ فِي رُذَالِكُمْ "(مسند الإمام أحمد ،حديث نمبر ۱۲۹۴۳، مؤسسة الرسالة، بيروت)

إسناده قوى (حاشيه مسند أحمد)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ ، قَالَتْ :قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ :نَعَمْ إِذَا ظَهَرَ الْخُبْثُ (سنن ترمذى، حديث نمبر ۲۱۸۵، ابواب الفتن، باب ماجاء فى الخسف، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر)

قال الترمذى:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ(حواله بالا)

[2] والحاصل انه لا يلزم من الاشتراك فى الموت الاشتراك فى الثواب أو العقاب بل يجازى كل أحد بعمله على حسب نيته وجنح بن أبى جمرة إلى ان الذين يقع لهم ذلك انما يقع بسبب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہر شخص پر اس کی قدرت اور وسعت کے مطابق لازم ہوتا ہے، جس کا آخری درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ اور زبان سے بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس گناہ کو برا سمجھے، اور اس منکر کے ختم ہونے کی اللہ سے دعا کرے۔

اور قدرت ہونے کی صورت میں اس کے ازالہ کی نیت رکھے، اور جہاں قدرت حاصل ہو، وہاں عملی طور پر اہتمام بھی کرے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ أُمَّةٍ قَبْلِيْ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

سكوتهم عن الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر واما من أمر ونهى فهم المؤمنون حقا لا يرسل الله عليهم العذاب بل يدفع بهم العذاب ويؤيده قوله تعالى وما كنا مهلكى القرى الا وأهلها ظالمون وقوله تعالى وما كان الله ليعذبهم وأنت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ويدل على تعميم العذاب لمن لم ينه عن المنكر وان لم يتعاطاه قوله تعالى فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فى حديث غيره انكم إذا مثلهم ويستفاد من هذا مشروعية الهرب من الكفار ومن الظلمة لأن الإقامة معهم من القاء النفس إلى التهلكة هذا إذا لم يعنهم ولم يرض بأفعالهم فان أعان أو رضى فهو منهم ويؤيده أمره صلى الله عليه و سلم بالإسراع فى الخروج من ديار ثمود وأما بعثهم على أعمالهم فحكم عدل لأن أعمالهم الصالحة انما يجازون بها فى الآخرة واما فى الدنيا فمهما أصابهم من بلاء كان تكفيرا لما قدموه من عمل سيء فكان العذاب المرسل فى الدنيا على الذين ظلموا يتناول من كان معهم ولم ينكر عليهم فكان ذلک جزاء لهم على مداهنتهم ثم يوم القيامة يبعث كل منهم فيجازى بعمله وفى الحديث تحذير وتخويف عظيم لمن سكت عن النهى فكيف بمن داهن فكيف بمن رضى فكيف بمن عاون نسأل الله السلامة قلت ومقتضى كلامه ان أهل الطاعة لا يصيبهم العذاب فى الدنيا بجريرة العصاة والى ذلک جنح القرطبى فى التذكرة وما قدمناه قريبا أشبه بظاهر الحديث والى نحوه مال القاضى بن العربى وسيأتى ذلک فى الكلام على حديث زينب بنت جحش أنهلک وفينا الصالحون قال نعم إذا كثر الخبث فى آخر كتاب الفتن (فتح البارى -لابن حجر، كتاب الفتن، باب إذا انزل الله بقوم عذابا)

خَرْدَلٍ(مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی بھی مجھ سے پہلے اپنی امت میں بھیجا گیا، تو اس کی امت میں سے کچھ لوگ حواری (مددگار) اور صحابی ہوا کرتے تھے، جو اپنے نبی کی سنت کو اختیار کرتے تھے، اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آجاتے تھے، جو کہ وہ بات کہتے تھے، جو کرتے نہیں تھے، اور وہ ایسے عمل کرتے تھے، جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا، پس ان ناخلف لوگوں سے (برائی کو روکنے کی) جس نے اپنے ہاتھ سے کوشش کی تو وہ مومن ہے، اور جس نے ان سے اپنی زبان سے کوشش کی، وہ بھی مومن ہے، اور جس نے ان سے اپنے دل سے کوشش کی، تو وہ بھی مومن ہے، اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی حسبِ قدرت بُرائی کے ختم کرنے کی جدوجہد کا حکم ہے، اور آخری درجہ یہ ہے کہ اپنے دل سے اس برائی کے ازالہ کی کوشش کرے، یعنی دل میں اس کو برا سمجھے اور اس کے ختم ہونے کی دل میں خواہش اور قدرت ہونے کی صورت میں اس کے ازالہ کی نیت رکھے، اور اللہ سے اس بُرائی کے ختم ہونے کی دعا کرتا رہے۔

اور اگر بُرائی کو دل سے بھی بُرا نہیں سمجھتا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دل سے اس برائی کو ناپسند نہیں کرتا، بلکہ اس کو پسند کرتا ہے۔

اگر نعوذ باللہ تعالیٰ ایسا ہے تو یہ کفر ہے۔ [2]

---

[1] ج ۱ ص ۶۹ ، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان الخ ، دار إحیاء التراث العربی -بیروت.

[2] (فمن جاھدھم بیدہ) إذا توقف إزالة المنکر علیہ ولم یترتب علیہ مفسدة أقوی منہ کانشقاق العصی المترتب علی الخروج علی ولی الأمر الذی ھو أعظم مفسدة من المنکر (فھو مؤمن) کامل الإیمان (ومن جاھدھم بلسانہ) بأن أنکر بہ واستعان بمن یدفعہ (فھو مؤمن، ومن جاھدھم بقلبہ) والاستعانة علی إزالتہ با سبحانہ (فھو مؤمن) وتتفاوت مراتب کمال الإیمان بتفاوت ثمراتہ (ولیس وراء ذلک) أی :کراھة المنکر بالقلب (من الإیمان حبة خردل) کنی بھا عن نھایة القلة، وذلک لأن الرضا بالکفر الذی ھو من جملة المعاصی کفر، وبالعصیان الناشیء عن غلبة الشھوة نقصان من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ رَّأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ (مسلم) [1]

ترجمہ: تم میں سے جو شخص منکر (گناہ و بُرائی) کو دیکھے، تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسے بدل دے، اور اگر اس کی طاقت وقدرت نہ ہو تو اپنی زبان سے بدل دے، اور اگر اس کی بھی طاقت وقدرت نہ ہو، تو اپنے دل سے بدل دے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

مَنْ رَّأٰى مُنْكَرًا فَغَيَّرَهُ بِيَدِهٖ فَقَدْ بَرِءَ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّغَيِّرَهُ بِيَدِهٖ، فَغَيَّرَهُ بِلِسَانِهٖ فَقَدْ بَرِءَ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّغَيِّرَهُ بِلِسَانِهٖ، فَغَيَّرَهُ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإيمان أىّ نقصان .وقال القرطبى :الإيمان هنا بمعنى الإسلام، والمراد أن آخر خصال الإيمان المتعينة على العبد وأضعفها الإنكار بالقلب ولم يبق بعدها رتبة أخرى (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد على بن محمد علان بن إبراهيم البكرى،باب فى الأمر بالمعروف)

وليس وراء ذلك من الإيمان حبة خردل هى اسم ليس ومن الإيمان صفته قدمت فصارت حالا ووراء ذلك خبره ثم ذهب المظهر إلى أن ذلك إشارة إلى الإيمان فى المرتبة الثالثة ويحتمل أن يشار به إلى الإيمان فى المراتب الثلاث من مراتب الإيمان فإنه إن لم ينكر بالقلب رضى بالمنكر وهو كفر فتكون هذه الجملة المصدرة بليس معطوفة على الجملة قبلها بكمالها كذا قاله الطيبى والأول هو الظاهر أى وراء الجهاد بالقلب يعنى من لم ينكرهم بالقلب بعد العجز عن جهادهم بيده ولسانه فلم يكن فيه حبة خردل من الإيمان لأن أدنى مراتب أهل الإيمان أن لا يستحسن المعاصى وينكرها بقلبه فإن لم يفعل ذلك فقد خرج عن دائرة الإيمان ودخل فيمن استحل محارم الله واعتقد بطلان أحكامه(مرقاة المفاتيح، كتاب الايمان،باب الإعتصام بالكتاب والسنة)

[1] ج ا ص ۶۹ ،كتاب الايمان،باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان الخ ،دار إحياء التراث العربى -بيروت، واللفظ لهٗ؛ مسند أحمد، حديث نمبر ۱۱۰۷۳ .

إسناده صحيح على شرط الشيخين، رجاله ثقات رجال الشيخين غير إسماعيل بن رجاء :وهو ابن ربيعة الزبيدى، وأبيه، فمن رجال مسلم، وقد توبعا (حاشيه مسند احمد)

www.idaraghufran.org

بَرِءَ، وَذٰلِکَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: جو شخص کسی منکر (وگناہ) کو دیکھے، پھر اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، تو وہ بریٔ الذمہ ہوگیا، اور جو شخص اپنے ہاتھ سے اس کو بدلنے کی طاقت نہ رکھے پھر وہ اپنی زبان سے بدل دے (یعنی زبان سے نہی عن المنکر کردے) تو وہ بھی بریٔ الذمہ ہوگیا، اور جو شخص اپنی زبان سے اس کو بدلنے کی طاقت نہ رکھے پھر وہ اپنے دل سے اس کو بدل دے (یعنی دل سے اس منکر کو برا اور غلط سمجھے) تو وہ بھی بریٔ الذمہ ہوگیا اور یہ ایمان کا کمزور تر درجہ ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَانْــهَ عَنِ الْـمُـنْـكَــرِ، فَـإِنْ لَّـمْ تُـطِـقْ ذٰلِکَ، فَـكُفَّ لِسَـانَکَ إِلَّا مِنَ الْخَيْرِ (مسنداحمد) [2]

ترجمہ: اور آپ نہی عن المنکر کریں، اور اگر آپ کو اس کی طاقت نہ ہو، تو اپنی زبان کو

---

[1] حدیث نمبر ۵۰۰۹، کتاب الایمان وشرائعه، باب تفاضل اهل الایمان، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب.

[2] حديث نمبر۱۸۶۲۴، مؤسسة الرسالة، بيروت.

إسناده صحيح، رجاله ثقات .أبو أحمد :هو محمد بن عبد الله بن الزبير الزبيرى.

وأخرجه الدارقطنی فی "السنن۲/۱۳۵ "من طريق أبی أحمد الزبيری، بهذا الإسناد .دون قوله: "فأطعم الجائع، واسقِ الظمآن، وأمر بالمعروف، وأنه عن المنكر ."وأخرجه عبد الله بن المبارک فی "البر والصلة(۲۲۲) "والطيالسی (۷۳۹)ومن طريقه الطحاوی فی "شرح مشكل الآثار" (۲۷۴۳)والبيهقی فی "السنن۲۷۳، ۱۰/۲۷۲ "والبخاری فی "الأدب المفرد(۶۹) 69 " والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار(۲۷۴۴) " وابن حبان(۳۷۴)والدارقطنی۲/۱۳۵، والحاكم ۲/۲۱۷، والبيهقی أيضا فی "السنن ۲۷۳، ۱۰/۲۷۲ "وفی "شعب الإيمان(۴۳۳۵) "والبغوی فی "شرح السنة(۲۴۱۹)"من طرق عن عيسى بن عبد الرحمن، به .وليس فی رواية البخاری :فأطعم الجائع واسقِ الظمآن .قال الحاكم :صحيح الإسناد ولم يخرجاه، ووافقه الذهبی .وأورده الهيثمی فی "المجمع۴/۲۴۰" وقال :رواه أحمد ورجاله ثقات(حاشية مسند احمد)

قال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۴ص ۲۴۰، باب العتق والاعانة فيه، مكتبة القدسی، قاهرة)

Idara Ghufran

روکیں، سوائے خیر کی بات کے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر زبان سے نہی عن المنکر کی قدرت نہ ہو، تو زبان سے نہی عن المنکر نہ کریں، اور ایسی حالت میں زبان سے دوسری خیر کی باتیں، اور ذکر وغیرہ کریں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ أَوَّلَ مَا تُغْلَبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْجِهَادِ اَلْجِهَادُ بِأَيْدِيْكُمْ ، ثُمَّ الْجِهَادُ بِأَلْسِنَتِكُمْ ، ثُمَّ الْجِهَادُ بِقُلُوْبِكُمْ ، فَأَيُّ قَلْبٍ لَمْ يَعْرِفِ الْمَعْرُوْفَ وَلَا يُنْكِرِ الْمُنْكَرَ نُكِّسَ فَجُعِلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ (مُصنف ابن أبی شيبة) [1]

ترجمہ: تم سب سے پہلے اپنے ہاتھوں سے جہاد کرنے کے عمل سے مغلوب ہوگے، پھر اپنی زبان سے جہاد کرنے سے مغلوب ہوگے، پھر اپنے دِلوں سے جہاد کرنے سے مغلوب ہوگے، تو جو دل معروف (نیکی) کی معرفت (و پہچان) نہ کرے گا، اور نہ منکَر کا انکار کرے گا، تو اُس کو اُلٹ دیا جائے گا، اُس کا اوپر والا حصہ نیچے کر دیا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ فَمَا سِوَاهُمُ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ :رَجُلٌ رَأٰى فِئَةً تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَاهَدَ بنفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ جَاهَدَ بِلسَانِهِ، وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ بِقَلْبِهِ(المعجم الكبير للطبرانی) [2]

---

[1] حديث نمبر ۳۸۷۳۳، كتاب الفتن، باب ماذكر فی فتنة الدجال.

[2] حديث نمبر ۸۸۹۶، مكتبة ابن تيمية -القاهرة.

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی وفيه من لم أعرفه (مجمع الزوائد، ج۷ص ۲۷۶، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسی، قاهرة)

قلتُ: سندهٗ هٰذا:

حَدَّثَنَا أَبُو خَلِيفَةَ الْفَضْلُ بن الْحُبَاب، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بن إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بن مَنِيعٍ السَّدُوسِيُّ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ النَّهْدِيَّ، يَقُولُ :قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بن مَسْعُود.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: لوگ تین قسم کے ہیں (جو اچھے ہیں) جو ان تین کے علاوہ ہیں، ان میں کوئی خیر نہیں، ایک وہ آدمی جس نے کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہوئے دیکھا، تو اُس نے (ان کے ساتھ شامل ہوکر) اپنی جان اور مال سے جہاد کیا؛ دوسرا وہ آدمی جس نے اپنی زبان سے جہاد کیا، یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا؛ اور تیسرا وہ آدمی جس نے اپنے دل سے حق کو پہچانا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

إِذَا رَأَيْتَ الْفَاجِرَ فَلَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْهِ فَاكْفَهِرَّ فِيْ وَجْهِهٖ (المعجم الکبیر للطبرانی)[۱]

ترجمہ: جب آپ گناہ گار کو دیکھیں، اور اُس پر آپ کو (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سے) تغییر کی قدرت نہ ہو، تو اپنے چہرے سے تُرشی کا اظہار کریں (ترجمہ ختم)

اور طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و احوال رجال هٰذا السند هٰذا:

(۱)...... أبو خليفة *الامام العلامة، المحدث الاديب الاخباری، شيخ الوقت، أبو خليفة، الفضل بن الحباب (سير اعلام النبلاء، جزء۱۴، صفحه ۷)

(۲)...... مسلم بن إبراهيم الأزدی الفراهيدی، قال يحيی بن معين والعجلی وغيرهما ثقة (كذا فی تهذيب الكمال تحت رقم الترجمة ۵۹۱۶)

(۳)...... حصين بن منيع السدوسی بصری روی عن العلاء بن بدر النهدی روی عنه شاذان الاسود بن عامر ومسلم بن ابراهيم سمعت ابی يقول ذلک . حدثنا عبد الرحمن قال ذكره ابی عن اسحاق بن منصور عن يحيی بن معين انه قال :حصين بن منيع السدوسی صالح (الجرح والتعديل، لا بن أبی حاتم، تحت رقم الترجمة ۸۵۴)

(۴)...... أبو محمد النهدی يروی عن عمرو بن قيس الملائی وأبی سنان روی عنه بشر بن الحكم وابن حميد (ثقات ابن حبان، جزء۸، صحفه ۱۹۴)

[۱] حديث نمبر ۸۵۸۱، مكتبة ابنِ تيمية ،قاهرة.

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی باسنادين فی أحدهما شريک وهو حسن الحديث ، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج۷ص۲۷۶ ، باب الانكار بالقلب،مكتبة القدسی، قاهرة)

قَالَ عِتُرِيُسٌ لِعَبُدِ اللّٰهِ :هَلَكَ مَنُ لَمُ يَأْمُرُ بِالْمَعُرُوُفِ وَيَنُهَ عَنِ الْمُنُكَرِ ، فَقَالَ عَبُدُ اللّٰهِ :بَلُ هَلَكَ مَنُ لَّمُ يَعُرِفِ الْمَعُرُوُفَ بِقَلُبِهٖ وَيُنُكِرِ الْمُنُكَرَ بِقَلُبِهٖ(مُصنف ابن أبي شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت عتریس (بن عرقوب) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ شخص ہلاک ہوگیا، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے، اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ وہ شخص ہلاک ہوگیا جو اپنے دل سے معروف (نیکی) کی معرفت (وپہچان) اختیار نہ کرے، اور اپنے دل سے منکَر کا انکار نہ کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ایک ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

بِحَسُبِ الْمَرُءِ أَنُ يَّرٰى مُنُكَرًا لَا يَسُتَطِيُعُ لَهٗ غَيُرًا أَنُ يَّعُلَمَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَهٗ مُنُكِرٌ(المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: آدمی کی نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جب وہ کسی منکَر کو دیکھے اور اس کو (اپنے ہاتھ اور زبان سے) بدلنے کی قدرت نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کی نیت کے بارے میں یہ بات آجائے کہ وہ اس کو دل سے

---

[1] حديث نمبر ٣٨٧٣٦،كتاب الفتن، باب ماذكر فى فتنة الدجال واللفظ لهٗ؛ حلية الاولياء فى ترجمة عبدالله بن مسعود؛ شعب الإيمان، حديث نمبر ٧١٨٢؛ المعجم الكبير، حديث نمبر ٨٤٨٥.

قال الهيثمي:

رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد،ج٧ص٢٧٥، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسي، قاهرة)

[2] حديث نمبر ١٠٥٤١ ،مكتبة ابن تيمية -القاهرة،واللفظ لهٗ، التاريخ الكبير للبخاري، تحت ترجمة ربيع بن سهل بن ركين ج٣ص٢٧٨.

قال الهيثمي:

رواه الطبراني، وفيه الربيع بن سهل وهو ضعيف(مجمع الزوائد ج٧ص٢٧٥، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسي، قاهرة)

Idara Ghufran

برا سمجھتا ہے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ منکر کو دل سے بدلنے کی حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کو ہاتھ اور زبان سے منکر کو روکنے کی قدرت نہ ہو، تو وہ دل میں اس کو برا سمجھے، اور یہ نیت رکھے کہ اگر اس کو زبان یا ہاتھ سے قدرت ہوگئی تو وہ حسبِ قدرت اس کا ازالہ کرے گا، تو وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائے گا۔

گویا کہ تغییر کی دو قسمیں ہیں ایک حسّی اور ایک معنوی، پہلی قسم کا تعلق تو ہاتھ سے اور بعض اوقات زبان سے ہوتا ہے، اور دوسری قسم کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ [۱]

احادیث میں جو دل سے نکیر کرنے کو ایمان کا کمزور درجہ قرار دیا گیا ہے، اس کا مطلب پہلے گزر چکا ہے کہ گناہ کو دل میں بھی برا نہ سمجھے، تو پھر ایمان سے محروم ہو جاتا ہے، اور ایک مطلب یہ ہے کہ منکَر کے انکار کا اپنی ذات میں کمزور درجہ ہے، یہ مطلب نہیں کہ جو ہاتھ وزبان سے طاقت نہ رکھتا ہو، اس کے لیے اور اس کے حق میں بھی کمزور درجہ ہے، کیونکہ ایسے شخص کے حق میں تو اُس کی وسعت اور طاقت کے اعتبار سے یہ کامل ہی درجہ ہے۔ [۲]

اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ اپنے ثمرہ کے اعتبار سے ایمان کا کمزور درجہ ہے، نہ یہ کہ نہی عن المنکر کرنے والے کے اعتبار سے ایمان کا کمزور درجہ ہے۔ [۳]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

---

[۱] (بحسب المرء)بسکون السين اى يكفيه فى الخروج عن عهدة الواجب والباء زائدة (اذارأى منكرا)يعنى علم به والحال انه (لايستطيع له تغييرا) بيده ولابلسانه(ان يعلم اللهٰ تعالىٰ)من نيته(انه له منكر)بقلبه لان ذالک مقدوره فيكره بقلبه ويعزم انه لو قدرعليه بقول اوفعل ازاله(فيض القديرللمناوى ج۳،حرف الباء الموحده،تحت حديث رقم ۳۱۲۴)

فبقلبه بأن لا يرضى به وينكر فى باطنه على متعاطيه فيكون تغييرا معنويا إذ ليس فى وسعه إلا هذا القدر من التغيير (مرقاة المفاتيح،كتاب الآداب ،باب الأمر بالمعروف)

[۲] ''اضعف الايمان'' المتعلقة بانكار المنكَر فى ذاته لابالنظر الىٰ غير المستطيع فانهٗ بالنظر اليه هو تمام الوسع والطاقة وليس عليه غيره (حاشية السندى على النسائى، كتاب الايمان وشرائعه، باب تفاضل اهل الايمان)

[۳] ''فبقلبه'' معناه فليكرهه بقلبه وليس ذالک بازالة وتغيير منه للمنكَر ولكنهٗ هو الذى فى وسعهٖ وقولهٗ صلى الله عليه وسلم ''وذالک اضعف الايمان'' معناه والله اعلم اقلهٗ ثمرةً (شرح النووى، تتمة كتاب الايمان، باب بيان كون النهى عن المنكر الخ)

لَا يَـنۡبَـغِيۡ لِلۡمُؤۡمِنِ أَنۡ يُّذِلَّ نَفۡسَهٗ قَالُوۡا :يَـا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَمَا الۡإِذۡلَالُ؟ قَالَ : يَتَعَرَّضُ لِلسُّلۡطَانِ وَلَيۡسَ لَهٗ مِنۡهُ النِّصۡفُ(السنن الواردة فی الفتن للدانی) [1]

ترجمہ: مؤمن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا کس طرح سے ہوگا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بادشاہ (یعنی حکومت یا حکامِ وقت، ریاستی منصب دار وعہدے دار) سے تعرُّض کرے، حالانکہ اُس کے پاس بادشاہ کے مقابلے میں نصف (طاقت) بھی نہیں ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ:

قُلۡتُ لِابۡنِ عَبَّاسٍ آمُرُ السُّلۡطَانَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَأَنۡهَاهُ عَنِ الۡمُنۡكَرِ؟ قَالَ :إِنۡ خِفۡتَ أَنۡ يَّقۡتُلَكَ فَـلَا، قَالَ :ثُمَّ عُدۡتُ، فَقَالَ لِيۡ مِثۡلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عُدۡتُ، فَـقَـالَ لِي مِثۡلَ ذٰلِكَ وَقَالَ :إِنۡ كُـنۡـتَ لَا بُـدَّ فَـاعِلًا فَفِيۡمَا بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهٗ

(الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر لابن أبي الدنيا ،حديث نمبر ۸۰، ص ۱۱۳)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا میں حاکم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں؟ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر آپ کو خوف ہو کہ وہ آپ کو قتل کردے گا، تو پھر نہیں، حضرت سعید بن جبیر نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا، اور حضرت ابنِ عباس نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا، اور حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر آپ کے لئے حاکم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہو، تو صرف اپنے اور اس کے درمیان کرے (کسی دوسرے کے سامنے نہیں) (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَـمِـعۡـتُ الۡـحَجَّاجَ يَخۡطُبُ، فَذَكَرَ شَيۡئًا أَنۡكَرۡتُهٗ، فَذَكَرۡتُ مَقَالَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ :لَا يَنۡبَغِيۡ لِلۡمُؤۡمِنِ أَنۡ يُّذِلَّ نَفۡسَهٗ.قُلۡتُ :يَا

---

[1] حديث نمبر ۱۴۸ ،باب النهي عن الخروج على الأئمة والأمراء .

www.idaraghufran.org

رَسُوْلَ اللّٰہِ، کَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَہٗ؟ قَالَ :یَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا یُطِیْقُ

(المعجم الأوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے حجاج (بن یوسف) سے خطبے میں ایسی چیز سُنی، جس کو میں نے منکر (بُرا) سمجھا (میں نے اُس پر نکیر کرنی چاہی) پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد آ گیا کہ مؤمن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی آزمائش میں پڑے، جس کی اُسے طاقت نہ ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن بن حسن کے بارے میں روایت ہے کہ:

قَامَ إِلَیْهِ رَجُلٌ فَقَالَ یَا أَبَا سَعِیْدٍ الْحَجَّاجُ قَدْ أَخَّرَ الصَّلَاةَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتّٰی کَانَ قَرِیْبًا مِّنَ الْعَصْرِ قَالَ فَأَقُوْمُ إِلَیْهِ فَأٰمُرُهُ بِتَقْوَی اللّٰهِ قَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ أَبِیْ الْحَسَنِ إِنَّهُمْ إِذًا یَقْتُلُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ أَلَیْسَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ قَالَ الْحَسَنُ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ بَکْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَیْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ یُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَکَیْفَ یُذِلُّهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ یَتَکَلَّفُ

---

[1] حدیث نمبر ۵۳۵۷،دار الحرمین -القاهرة، واللفظ لهٗ؛ امثال الحدیث لابی الشیخ الاصبهانی، حدیث نمبر ۱۳۱)

رواه البزار والطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار واسناد الطبرانی فی الکبیر جید ورجاله رجال الصحیح غیر زکریا بن یحی بن أیوب الضریر ذکره الخطیب روی عنه جماعة ولم یتکلم فیه أحد (مجمع الزوائد، ج۷ص ۲۷۴، باب فیمن خشی من ضرر علی غیره وعلی نفسه، مکتبة القدسی، قاهرة)

وبه قال الطبرانی لا یروی عن ابن عمر إلا بهذا الإسناد تفرد به زکریا قلت رواته موثقون إلا عبد الکریم وهو أبو أمیة بن أبی المخارق فإنه ضعیف لکنه شاهد جید للحدیث الماضی وله شاهد آخر من حدیث علی رضی الله تعالی عنه رویناه فی المعجم الأوسط أیضا وفی إسناده من لا یعرف (الامالی المطلقة لابن حجر، جزء ا، صفحه ۱۶۸)

www.idaraghufran.org

مِنَ الْبَـلَاءِ مَا لَا يُطِيْقُ (بغیة الباحث، روایت نمبر ۷۷۳) [1]

ترجمہ: اُن کے سامنے ایک آدمی کھڑا ہوا، اور کہا اے ابوسعید! حجاج (بن یوسف) نے جمعہ کے دن نماز میں بہت تاخیر کی ہے، یہاں تک کہ عصر کا وقت قریب ہوگیا، تو آپ اُن کو کھڑے ہوکر اللہ کا خوف دِلائیے۔

حضرت حسن بن حسن نے اُن سے کہا کہ ایسی صورت میں وہ مجھے قتل کردیں گے، پھر اُن کو اُس آدمی نے کہا کہ کیا اللہ عزوجلّ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ وہ لوگ نہی عن المنکَر نہیں کرتے تھے، اور اُن کا طرزِ عمل بہت بُرا تھا۔

حضرت حسن نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوبکرہ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی آزمائش کو (اپنی طرف سے) اختیار کرے کہ جس کی اُسے طاقت نہ ہو (ترجمہ ختم)

اور ابویعلیٰ موصلی نے بھی اپنی مسند میں اس قسم کا ایک تفصیلی واقعہ صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] رواتـه ثـقـات إلا الخليل وهو عند أبي يعلى فى قصة طويلة من طريق المعلى بن زياد القردوسى عـن الـحسن البصرى إنما حدث بحديثين ، أحدهما :عـن أبـى سعيد رضى الله عنه ، والثانى قال : قـال رسـول الله صلى الله عليه وسلم .فـذكـر هذا المتن (المطالب العالية، باب جواز ترک النهى عن المنكر ، لمن لا يطيق)

رواه الـحـارث بـن أبـى أسـامة عن الخليل بن زكريا وهو ضعيف لكن لم ينفرد به فقد رواه أبو يعلى مـطـولًا وسيـأتى فى الفتن فى باب ليس للمؤمن أن يذل نفسه (اتحاف الخيرة المهرة، باب إجتناب المحرمات)

[2] حـدثـنـا قطن بن نسير ، حدثنا جعفر بن سليمان ، حدثنا المعلى بن زياد قال :لما هزم يزيد بن المهلب أهل البصرة قال المعلى :فـخشيت أن أجلس فى حلقة الحسن بن أبى الحسن فأوجد فيها فـأعـرف ، فـأتيت الحسن فى منزله ، فدخلت عليه فقلت :يـا أبا سعيد ، كيف بهذه الآية من كتاب الله ؟ قال : أية آية من كتاب الله ؟ ، قلت :قول الله فى هذه الآية :(وترى كثيرا منهم يسارعون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عمر اور حضرت حسن کی مذکورہ احادیث اُن صحیح احادیث کے موافق ہیں، جن میں ایسے حکمرانوں کے سامنے جوسنت کی خلاف ورزی کریں گے، بدعات کا ارتکاب کریں گے، نماز کو مؤخر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی الإثم والعدوان وأكلهم السحت لبئس ما كانوا يعملون) ، قال : يا عبد الله ، إن القوم عرضوا السيف فحال السيف دون الكلام ، قلت : يا أبا سعيد ، فهل تعرف لمتكلم فضلا ؟ قال : لا ، قال المعلى : ثم حدث بحديثين : حدثنا أبو سعيد الخدرى ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بحديث ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ألا لا يمنعن أحدكم رهبة الناس أن يقول الحق إذا رآه ، أن يذكر تعظيم الله فإنه لا يقرب من أجل ، ولا يبعد من رزق قال : ثم حدث الحسن بحديث آخر ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ليس للمؤمن أن يذل نفسه قيل : وما إذلاله نفسه ؟ قال : يتعرض من البلاء لما لا يطيق قيل : يا أبا سعيد فيزيد الضبى وكلامه فى الصلاة ؟ قال : أما إنه لم يخرج من السجن حتى ندم ، قال المعلى : فقمت من مجلس الحسن فأتيت يزيد فقلت : يا أبا مودود ، بينما أنا والحسن نتذاكر إذ نصبت أمرك نصبا ، فقال : مه يا أبا الحسن ، قال : قلت : قد فعلت ؟ قال : فما قال الحسن ؟ قلت قال : أما إنه لم يخرج من السجن حتى ندم على مقالته ، قال يزيد : ما ندمت على مقالتى ، وايم الله لقد قمت مقاما أخطر فيه بنفسى ، قال يزيد : فأتيت الحسن فقلت : يا أبا سعيد ، غلبنا على كل شىء ، نغلب على صلاتنا ؟ فقال : يا عبد الله ، إنك لم تصنع شيئا ، إنك تعرض نفسك لهم ، ثم أتيته فقال لى مثل مقالته ، قال : فقمت يوم الجمعة فى المسجد والحكم بن أيوب يخطب ، فقلت : رحمك الله ، الصلاة ، قال : فلما قلت ذلك احتوشتنى الرجال يتعاورونى ، فأخذوا بلحيتى وتلبيبتى ، وجعلوا يجئون بطنى بنعال سيوفهم ، قال : ومضوا بى نحو المقصورة ، فما وصلت إليه حتى ظننت أنهم سيقتلونى دونه ، قال : ففتح لى باب المقصورة ، قال : فدخلت فقمت بين يدى الحكم وهو ساكت ، فقال : أمجنون أنت ؟ قال : وما كنا فى صلاة ، فقلت : أصلح الله الأمير ، هل من كلام أفضل من كتاب الله ؟ قال : لا ، قلت : أصلح الله الأمير ، أرأيت لو أن رجلا نشر مصحفا يقرؤه غدوة إلى الليل أكان ذلك قاضيا عنه صلاته ؟ قال : والله إنى لأحسبك مجنونا ، قال : وأنس بن مالك جالس تحت منبره ساكت ، فقلت : يا أنس ، يا أبا حمزة ، أنشدك الله فقد خدمت رسول الله صلى الله عليه وسلم وصحبته ، أبمعروف قلت أم بمنكر ، أبحق قلت أم بباطل ؟ قال : فلا والله ، ما أجابنى بكلمة ، قال له الحكم بن أيوب : يا أنس ، قال : يقول : لبيك ، أصلحك الله ، قال : وكان وقت الصلاة قد ذهب ، قال : كان بقى من الشمس بقية ، فقال : احبسوه ، قال يزيد : فأقسم لك يا أبا الحسن -يعنى للمعلى- لما لقيت من أصحابى كان أشد على من مقامى ، قال بعضهم : مراء ، وقال بعضهم : مجنون ، قال : وكتب الحكم إلى الحجاج : أن رجلا من بنى ضبة قام يوم الجمعة قال : الصلاة ، وأنا أخطب ، وقد شهد الشهود العدول عندى أنه مجنون ، فكتب إليه الحجاج : إن كانت قامت الشهود العدول أنه مجنون فخل سبيله ، وإلا فاقطع يديه ورجليه ، واسمر عينيه ، واصلبه ، قال : فشهدوا عند الحكم أنى مجنون فخلى عنى . قال المعلى ، عن يزيد الضبى : مات أخ لنا فتبعنا جنازته فصلينا عليه ، فلما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کریں گے، یہ حکم دیا گیا ہے کہ خود آدمی اپنی ذات کو اُن سے بچا کر رکھے، اور حتی الامکان خود اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہے، اور نماز کو وقت پر پڑھے، اور اُن کے ساتھ بامرِ مجبوری پڑھنی پڑ جائے تو بامرِ مجبوری نفل کے طور پر اُن کے ساتھ شرکت کرے، اور فتنے کی وجہ سے اُن حکمرانوں کے ساتھ تعرّض اور بھڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

دفن تنحيت فى عصابة ، فذكرنا الله وذكرنا معادنا ، فإنا كذلک إذ رأينا نواصى الخيل والحراب ، فلما رآه أصحابى قاموا وتركونى وحدى ، فجاء الحكم حتى وقف على فقال :ما كنتم تصنعون ؟ قلت : أصلح الله الأمير ، مات صاحب لنا فصلينا عليه ودفن ، فقعدنا نذكر ربنا ، ونذكر معادنا ، ونذكر ما صار إليه ، قال :ما منعک أن تفر كما فروا ؟ قلت : أصلح الله الأمير ، أنا أبرأ من ذلک ساحة وآمن للأمير من أن أفر ، قال :فسكت الحكم ، فقال عبد الملک بن المهلب -وكان على شرطته -تدرى من هذا ؟ قال :من هذا ؟ قال :هذا المتكلم يوم الجمعة ، قال :فغضب الحكم وقال :أما إنک لجرىء ، خذاه ، قال : فأخذت فضربنى أربعمائة سوط ، فما دريت حين تركنى من شدة ما ضربنى ، قال :وبعثنى إلى واسط ، فكنت فى ديماس الحجاج حتى مات الحجاج (مسند ابى يعلىٰ، حديث نمبر ۱۳۸۱)

رواه أبويعلى الموصلى بسند صحيح، والحارث مختصرًا بسند ضعيف، وتقدم لفظه فى المواعظ فى باب من يعمل الحسنات (اتحاف الخيرة المهرة، باب فى التلاعن وتحريم دم المسلم)

[1] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِى ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِى رَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْکَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا .قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِى قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَکَ نَافِلَةٌ .وَلَمْ يَذْكُرْ خَلَفٌ عَنْ وَقْتِهَا (مسلم، حديث نمبر ۱۴۹۷، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب كراهية تأخير الصلاة عن وقتها المختار، وما يفعله المأموم إذا أخرها الإمام)

-(سيكون بعدى أئمة) أى فسقة كما فى رواية الديلمى (يؤخرون الصلاة عن مواقيتها) فإذا فعلوا ذلک (صلوها لوقتها فإذا حضرتم معهم الصلاة فصلوا) قال ابن تيمية :هذا كالصريح فى أنهم كانوا يفوتونها وهو الصحيح وفيه كما قبله صحة الصلاة خلف الفاسق لأمره بالصلاة خلف أولئک الأئمة وقال جمع منهم المهلب :أراد تأخيرها عن وقتها المستحب لا إخراجها عن وقتها قال ابن حجر :وهو مخالف للواقع فقد صح أن الحجاج وأميره الوليد كانوا يؤخرونها عن وقتها(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت حديث رقم ۴۶۷۴)

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَلِى أُمُورَكُمْ بَعْدِى رِجَالٌ يُطْفِئُونَ السُّنَّةَ وَيَعْمَلُونَ بِالْبِدْعَةِ وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَدْرَكْتُهُمْ كَيْفَ أَفْعَلُ قَالَ تَسْأَلُنِى يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ (ابن ماجة، حديث نمبر ۲۸۶۵، كتاب الجهاد، باب لا طاعة فى معصية الله، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، حديث نمبر ۳۷۹۰؛ سنن البيهقى الكبرىٰ، حديث نمبر ۵۵۲۰)

نیز مؤمن کو اپنے آپ کو ذلیل نہ کرنے کی حدیث دوسری سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [1]
اور اسی وجہ سے قُربِ قیامت کے فتنوں کے دَور میں جبکہ زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت نہ رہے گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتی اصلاح تک محدود رہنے کی تعلیم دی ہے۔
چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

بَيۡنَمَا نَحۡنُ حَوۡلَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ -إِذۡ ذَكَرَ الۡفِتۡنَةَ فَقَالَ إِذَا رَأَيۡتُمُ النَّاسَ قَدۡ مَرِجَتۡ عُهُوۡدُهُمۡ وَخَفَّتۡ أَمَانَاتُهُمۡ وَكَانُوۡا هٰكَذَا . وَشَبَّكَ بَيۡنَ أَصَابِعِهٖ قَالَ فَقُمۡتُ إِلَيۡهِ فَقُلۡتُ كَيۡفَ أَفۡعَلُ عِنۡدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ اِلۡزَمۡ بَيۡتَكَ وَامۡلِكۡ عَلَيۡكَ لِسَانَكَ وَخُذۡ بِمَا تَعۡرِفُ وَدَعۡ مَا تُنۡكِرُ وَعَلَيۡكَ بِأَمۡرِ خَاصَّةِ نَفۡسِكَ وَدَعۡ عَنۡكَ أَمۡرَ الۡعَامَّةِ (ابوداوٗد) [2]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردا گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ جب لوگوں کے ساتھ عہد (ومعاہدوں) کی خلاف ورزی ہوگی، اور لوگوں کی امانتوں کو ہلکا سمجھا جائے گا (یعنی اُن کی ادائیگی کی اہمیت دِلوں میں نہ رہے گی) اور لوگ اس طرح (ایک دوسرے میں خلط ملط) ہو جائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرلیا۔

---

[1] عَنۡ حُذَيۡفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَنۡبَغِي لِلۡمُؤۡمِنِ أَنۡ يُذِلَّ نَفۡسَهُ قَالُوا وَكَيۡفَ يُذِلُّ نَفۡسَهُ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنۡ الۡبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ (ترمذی، حديث نمبر ۲۲۵۴، ابواب الفتن؛ ابنِ ماجه، حديث نمبر ۴۰۰۶)

[2] حديث نمبر ۴۳۴۳، كتاب الملاحم،باب الأمر والنهی، واللفظ لهٗ؛ مستدرک حاكم، حديث نمبر ۷۸۶۶؛ مسند احمد، حديث نمبر ۶۹۸۷؛ معرفة الصحابه لابی نعيم، حديث نمبر ۴۳۵۹.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه.
وقال الذهبی فی التلخيص :صحيح
وفی حاشية مسند احمد:
إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح غير هلال بن خبّاب، فقد روى له أصحاب السنن، وهو ثقة.

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ ایسے وقت میں میں کیا طرزِ عمل اختیار کروں؟ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑلو، اور اپنی زبان کو اپنی ذات تک قابو میں رکھو، اور جو معروف (نیکی) دیکھو، اُسے اختیار کرو، اور جو منکَر (بُرا کام) دیکھو، اُسے چھوڑ دو، اور اپنے اوپر اپنی ذات کے معاملات لازم رکھو، اور عام لوگوں کے معاملات کو اپنے سے چھوڑ دو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے بھی بسندِ ضعیف استطاعت وقدرت نہ ہونے کی صورت میں صبر کرنے کی حدیث منقول ہے۔ [1]

اور حضرت عرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا .وَقَالَ مَرَّةً أَنْكَرَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا

(ابوداؤد) [2]

ترجمہ: جب زمین میں کوئی گناہ کیا جائے، تو جو شخص اُس جگہ موجود ہو، مگر اُس کو ناپسند کرے، اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ اُس پر نکیر کرے، تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ سے غائب ہے؛ اور جو اُس گناہ کی جگہ سے غائب تو ہو، لیکن اُس گناہ سے راضی ہو، تو وہ

---

[1] عَنْ أَبِى أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ، قَالَ ":إِذَا رَأَيْتُمْ أَمْرًا لا تَسْتَطِيعُونَ تَغْيِيرَهُ، فَاصْبِرُوا حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ هُوَ الَّذِى يُغَيِّرُهُ."(المعجم الكبير، حديث نمبر ۷۶۸۵، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان، حديث نمبر ۹۳۴۵؛ الكامل فى ضعفاء الرجال)

قال الهيثمى:رواه الطبرانى وفيه عفير بن معدان وهو ضعيف (مجمع الزوائد، ج۷ص۲۷۵، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسى، قاهرة)

قَال عبد الرحمن بن أَبى حاتم :سَأَلتُ أبى عن عفير بن معدان :فقال :ضعيف الحديث ، يكثر الرواية عن سليم بن عامر ، عَن أبى أمامة ، عن النبى صلى الله عليه وسلم ما لا أصل له ، لا يشتغل بروايته .وَقَال أبو عُبَيد الآجرى :سألت أبا داود عن عفير بن معدان ، فقال :شيخ صالح ، ضعيف الحديث ، قال :وسألته أيضا فقال هكذا .وَقَال النَّسَائى :ليس بثقة ولا يكتب حديثه.وَقَال أبو أحمد بن عدى :وعامة رواياته غير محفوظة.(تهذيب الكمال، ج۲۰ص۱۷۸)

[2] حديث نمبر ۴۳۴۵، كتاب الملاحم، باب الامر والنهى ،المكتبة العصرية، صيدا -بيروت.

www.idaraghufran.org

ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ موجود ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا عُمِلَ بِالْخَطِيئَةِ فِي الْأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا(السنن الكبرى للبيهقي) [1]

ترجمہ: جب زمین میں کوئی گناہ کیا جائے، تو جو شخص اُس جگہ موجود ہو، مگر اُس کو ناپسند کرے (اور حسبِ قدرت اُس پر نکیر کرے) تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ سے غائب ہے؛ اور جو اُس گناہ کی جگہ سے غائب تو ہو، لیکن اُس گناہ سے راضی ہو، تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ موجود ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص گناہ ہونے والے خطے میں موجود ہو، اور اُس پر حسبِ قدرت نکیر کرے، اگر ہاتھ اور زبان سے قدرت نہ ہو، تو اپنے دل ہی سے نکیر کرے، تو وہ گناہ میں کسی طرح شریک نہیں سمجھا جائے گا، اور اس کے برعکس جو شخص اُس گناہ ہونے والے خطے میں موجود تو نہ ہو، لیکن وہ اس گناہ کو راضی اور پسند کرتا ہو، تو وہ بغیر عمل کیے بھی گناہ میں شریک ہے۔ [2]

احادیث میں بشرطِ قدرت ہاتھ اور زبان اور دل سے برائی کو تبدیل کرنے کی تفصیل اور دوسری احادیث وآثار سے استدلال کرتے ہوئے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ ہاتھ سے برائی کو تبدیل کرنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے، اور زبان سے علماء اور اہلِ اثر عوام کی ذمہ داری ہے، اور دل سے ضعفاء اور کمزوروں کی ذمہ داری ہے۔ [3]

---

[1] حديث نمبر ۱۴۵۵۱، كتاب الصداق، باب الرجل يدعى إلى الوليمة وفيها المعصية نهاهم فإن نحوا ذلك عنه وإلا لم يجب، دارالكتب العلمية، بيروت.

[2] والمعنى من حضرها فكرهها أى فأنكرها ولو بقلبه كان كمن غاب عنها أى ولم يعلم بها ومن غاب عنها أى وعلم بها فرضيها أى فرضى بها واستحسنها كان كمن شهدها أى ولم ينكرها (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف)

[3] قال العلماء الامر بالمعروف باليد على الامراء وباللسان على العلماء وبالقلب على الضعفاء يعنى عوام الناس (تفسير القرطبى ج۴، سورہ آلِ عمران، تحت آيت نمبر ۲۲،۲۱)

وقد قال بعض علمائنا الأمر الأول للأمراء والثانى للعلماء والثالث لعامة المؤمنين (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اپنے زیرِ اثر اور ماتحت افراد (خواہ وہ خانگی اعتبار سے ہوں یا کسی ادارہ، محکمہ ودفتری اعتبار سے) پر بھی انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ وہ ان کا ایک طرح سے حکمران ہوتا ہے، اس لئے بحیثیت حکمران کے اپنے زیرِ اثر اور ماتحت افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی ضروری ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَأَمَّا غَيْرُ نَحْوِ السُّلْطَانِ فَإِنَّمَا يَأْمُرُ وَيَنْهَى بِالْقَوْلِ الْأَرْفَقِ فَالْأَرْفَقِ وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهِ فَإِنْ لم يَقْدِرْ الْمُكَلَّفُ على الْأَمْرِ أو النهى بيده لِكَوْنِهِ غير سُلْطَانٍ وَمَنْ فى مَعْنَاهُ من نَحْوِ الْأَبِ وَالسَّيِّدِ وَالزَّوْجِ لِأَنَّ غير من ذُكِرَ لَا يَأْمُرُ بِالْيَدِ وَحِينَئِذٍ فَمَعْنَى عَدَمِ الْقُدْرَةِ عَدَمُ التَّمَكُّنِ شَرْعًا من الْأَمْرِ أو النَّهْيِ بِالْيَدِ فَبِلِسَانِهِ أَىْ فَيَأْمُرُ وَيَنْهَى بِلِسَانِهِ فَإِنْ لم يَقْدِرْ على الْأَمْرِ أو النَّهْيِ بِلِسَانِهِ لِشِدَّةِ صَوْلَةِ من يُرَادُ أَمْرُهُ أو نَهْيُهُ فَبِقَلْبِهِ أَىْ فَيَأْمُرُ وَيَنْهَى بِقَلْبِهِ بِمَعْنَى أَنَّهُ يقول فى نَفْسِهِ لو كُنْت أَقْدِرُ على ذلك بِيَدِى أو لِسَانِى لَفَعَلْت وَيَبْغَضُ ذلك مع تَرْكِ مُخَالَطَةِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمُنْكَرِ إنْ اسْتَطَاعَ وَإِلَّا انْتَقَلَ إلَى الْمُدَارَاةِ لِأَنَّهَا صَدَقَةٌ وَمَشْرُوعَةٌ لِخَبَرِ أُمِرْت بِالْمُدَارَاةِ لِلنَّاسِ كما أُمِرْتُ بِأَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَتَقَدَّمَ أنها بَذْلُ الدُّنْيَا لِحِفْظِ الدِّينِ أو الْعِرْضِ أو الْجَاهِ بِخِلَافِ الْمُدَاهَنَةِ فَإِنَّهَا بَذْلُ الدِّينِ لِحِفْظِ الدُّنْيَا وَهِىَ حَرَامٌ إلَّا لِمَفْسَدَةٍ أَعْظَمَ(الفواكه الدوانى على رسالة ابن أبى زيد القيروانى، لأحمد بن غنيم ،بَابٌ مُشْتَمِلٌ على بَيَانِ جُمَلٍ جَمْعُ جُمْلَةٍ أَىْ عِدَّةٍ من الْفَرَائِضِ)

وخلاصة الكلام من أبصر ما أنكره الشرع فليغير بيده أى بأن يمنعه بالفعل بأن يكسر الآلات ويريق الخمر ويرد المغصوب إلى مالكه فإن لم يستطع أى التغيير باليد وإزالته بالفعل لكون فاعله أقوى منه فبلسانه أى فليغيره بالقول وتلاوة ما أنزل الله من الوعيد عليه وذكر الوعظ والتخويف والنصيحة فإن لم يستطع أى التغيير باللسان أيضا فبقلبه بأن لا يرضى به وينكر فى باطنه على متعاطيه فيكون تغييرا معنويا إذ ليس فى وسعه إلا هذا القدر من التغيير وقيل التقدير فلينكره بقلبه لأن التغيير لا يتصور بالقلب فيكون التركيب من باب علفتها تبنا وماء باردا ومنه قوله تعالى والذين تبوؤا الدار والإيمان الحشر وذلك أى الإنكار بالقلب وهو الكراهية أضعف الإيمان أى شعبه أو خصال أهله والمعنى أنه أقلها ثمرة فمن غير المراتب مع القدرة كان عاصيا ومن تركها بلا قدرة أو يرى المفسدة أكثر ويكون منكرا بقلبه فهو من المؤمنين وقيل معناه وذلك أضعف زمن الإيمان إذ لو كان إيمان أهل زمانه قويا لقدر على الإنكار القولى أو الفعلى ولما احتاج إلى الاقتصار على الإنكار القلبى أو ذلك الشخص المنكر بالقلب فقط أضعف أهل الإيمان فإنه لو كان قويا صلبا فى الدين لما اكتفى به ويؤيده الحديث المشهور أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر وقد قال تعالى ولا يخافون لومة لائم المائدة هذا وقد قال بعض علمائنا الأمر الأول للأمراء والثانى للعلماء والثالث لعامة المؤمنين وقيل المعنى إنكار المعصية بالقلب أضعف مراتب الإيمان لأنه إذا رأى منكرا معلوما من الدين بالضرورة فلم ينكره ولم يكرهه ورضى به واستحسنه كان كافرا ولعل الإطلاق الدال على العموم لإفادة التهديد والوعيد الشديد قال ابن الملك رحمه الله (مرقاة المفاتيح ،كتاب الآداب ،باب الأمر بالمعروف)

اور اسی وجہ سے قرآن وسنت میں اپنے ماتحتوں اور بیوی بچوں کو بطورِ خاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم آیا ہے، اور شوہر کو بیوی کا اور والد کو اولاد کا نگران و ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ [1]

---

[1] وقوله :(وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا) : هذا أيضًا من الثناء الجميل، والصفة الحميدة، والخلة السديدة، حيث كان مثابرًا على طاعة ربه آمرًا بها لأهله، كما قال تعالى لرسوله :(وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى) (طه: ١٣٢)، وقال تعالى :(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلائِكَةٌ غِلاظٌ شِدَادٌ) الآية (التحريم:٦) أي :مروهم بالمعروف، وانهوهم عن المنكر، ولا تدعوهم هملا فتأكلهم النار يوم القيامة(تفسير ابن كثير، تحت آيت ٥٦ من سورة مريم)

قال سفيان الثوري، عن منصور، عن رجل، عن علي، رضي الله عنه، في قوله تعالى :(قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا) يقول :أدبوهم، عَلموهم.وقال علي بن أبي طلحة، عن ابن عباس :(قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا) يقول :اعملوا بطاعة الله، واتقوا معاصي الله، ومُروا أهليكم بالذكر، ينجيكم الله من النار.وقال مجاهد :(قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا) قال :اتقوا الله، وأوصوا أهليكم بتقوى الله . . وقال قتادة :يأمرهم بطاعة الله، وينهاهم عن معصية الله، وأن يقومَ عليهم بأمر الله، ويأمرهم به ويساعدهم عليه، فإذا رأيت لله معصية، قَدعتهم عنها وزجرتهم عنها .وهكذا قال الضحاك ومقاتل :حق على المسلم أن يعلم أهله، من قرابته وإمائه وعبيده، ما فرض الله عليهم، وما نهاهم الله عنه.وفي معنى هذه الآية الحديث الذي رواه الإمام أحمد، وأبو داود، والترمذي، من حديث عبد الملك بن الربيع بن سَبْرَة، عن أبيه، عن جده قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" :مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين، فإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها"هذا لفظ أبي داود، وقال الترمذي :هذا حديث حسن .وروى أبو داود، من حديث عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عن النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك .قال الفقهاء :وهكذا في الصوم؛ ليكون ذلك تمرينًا له على العبادة، لكي يبلغ وهو مستمر على العبادة والطاعة ومجانبة المعصية وترك المنكر، والله الموفق(تفسير ابن كثير، تحت آيت ٨ من سورة التحريم)

وعلى هذا الوجه قال تعالى :(يـأَيُّهَا الذين ء امَنُواْ قُواْ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً) (التحريم :٦) فالتواصي بالحق يدخل فيه سائر الدين من علم وعمل ، والتواصي بالصبر يدخل فيه حمل النفس على مشقة التكليف في القيام بما يجب ، وفي اجتنابهم ما يحرم إذ الإقدام على المكروه ، والإحجام عن المراد كلاهما شاق شديد ، وههنا مسائل :

المسألة الأولى :هذه الآية فيها وعيد شديد ، وذلك لأنه تعالى حكم بالخسار على جميع الناس إلا من كان آتياً بهذه الأشياء الأربعة ، وهي الإيمان والعمل الصالح والتواصي بالحق والتواصي بالصبر ، فدل ذلك على أن النجاة معلقة بمجموع هذه الأمور وإنه كما يلزم المكلف تحصيل ما يخص نفسه فكذلك يلزمه في غيره أمور ، منها الدعاء إلى الدين والنصيحة والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وأن يحب له ما يحب لنفسه ، ثم كرر التواصي ليضمن الأول الدعاء إلى الله ، والثاني الثبات عليه ، والأول الأمر بالمعروف والثاني النهي عن المنكر ، ومنه قوله :(وانه عَنِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر ہاتھ اور زبان سے طاقت وقدرت ہونے سے لغوی طاقت وقدرت مراد نہیں، بلکہ شرعی طاقت وقدرت مراد ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ یا زبان سے قدرت استعمال کرنے کے نتیجے میں کسی بڑے منکَر یا نا قابلِ برداشت تکلیف کا سامنا نہ ہو، مثلاً اگر وہ شراب کے پینے سے منع کرے تو اس کا اس سے منع کرنا کسی کے قتل کا ذریعہ بنے یا وہ گناہ کا مرتکب منع کرنے کی وجہ سے کلماتِ کفر بکنے لگے، جس کے نتیجے میں ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے، یا اسی طرح کی کوئی اور خرابی لازم آئے، ورنہ ہاتھ وزبان (جس کی وجہ سے بھی منکر لازم آرہا ہے) سے منع کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ خود اس سے بچتے ہوئے دل سے منع کرنے پر اکتفاء کرنا ہوگا۔

اور اگر زبان سے منع کرنے کی صورت میں کوئی بڑا منکَر تو لازم نہ آئے، البتہ صرف اپنی ذات کو تکلیف پہنچتی ہے (کسی اور کو نہیں) یا دوسرے کے ماننے کی امید نہ ہو، تو پھر زبان سے منع کرنا جائز

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المنكر واصبر(تفسير الفخر الرازى مفاتيح الغيب ،تفسيرسورة العصر)

(وعن ابن عمر رضى الله عنهما عن النبى قال :كلكم راع) أى حافظ مؤتمن ملتزم صلاح ما اؤتمن على حفظه فهو مطلوب بالعدل فيه والقيام بمصالحه (كلكم مسؤول عن رعيته) أى هل قام بما عليه من صلاحها وحفظها والقيام بمصلحتها أولاً (والأمير) أى ذو الأمر فيشمل سائر الحكام، وفى رواية الإمام، وعليها فخص بالذكر لأنه الأشرف الأكمل وباقى الولاة مثله كما أفادته رواية الباب، والأمير (راع) على من تحت ولايته فعليه النظر فى شأنهم وتسديد أمرهم ودفع المضرات عنهم (والرجل راع على أهل بيته) فيقوم بكفايتهم من سائر المؤن بحسب حاله يساراً وإعساراً، ويأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ويبين لهم ما يحتاجون إليه من أمر الشرائع (والمرأة راعية على بيت زوجها) فتقوم بحفظه عن السارق والهرة وسائر المتلفات، ولا تخزن فيه ولا تتصدق بما تعلم أنه لا يرضى به (وولده) فتقوم بحضانته وخدمته .قال الخطابى :اشتركوا يعنى الأمير ومن بعده فى الوصف بالراعى، ومعناه مختلف، فرعاية الإمام الأعظم رعاية الشريعة بإقامة حدودها والعدل فى الحكم، ورعاية الرجل أهله سياسته لأمرهم وإيصال حقوقهم، ورعاية المرأة تدبيرها لأمر البيت والأولاد والخدم والنصيحة للزوج (فكلكم) حتى من لا أمر له ولا زوجة وهو الإنسان فى نفسه فإنه (راع) على جوارحه فيعمل المأمورات ويجتنب المنهيات فعلاً ونطقاً واعتقاداً، فجوارحه وقواه وحواسه رعاياه، ثم لا يلزم من كونه راعياً أن لا يكون مرعياً باعتبار آخر (وكلكم مسؤول عن رعيته) هل قام بما يجب لها عليه أولا؟ وجاء فى حديث أنس مثل حديث ابن عمر، وفى آخره فاعدد للمسألة جواباً، قال :وما جوابها؟ قال :أعمال البرّ أخرجه ابن عدىّ والطبرانى فى الأوسط وسنده حسن (متفق عليه) ورواه أحمد وأبو داود والترمذى(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،باب حق أى واجب الزواج على المرأة)

یا مستحب تو ہوتا ہے، مگر واجب ولازم نہیں رہتا۔

البتہ دل سے برا سمجھنا ہر حال میں فرض رہتا ہے، کیونکہ اس کی فرضیت کبھی ساقط نہیں ہوتی۔ ۱؎

۱؎ فان غلب على ظنه ان تغييره بيده يسبب منكرا اشد منه من قتله اوقتل غيره بسبب كف يده واقتصر على القول باللسان والوعظ والتخويف(شرح النووى تممه كتاب الايمان ،باب بيان كون النهى عن المنكر الخ)

فَإِنَّ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ وَإِنْ كَانَ مُتَضَمِّنًا لِتَحْصِيلِ مَصْلَحَةٍ وَدَفْعِ مَفْسَدَةٍ فَيُنْظَرُ فِي الْمُعَارِضِ لَهُ فَإِنْ كَانَ الَّذِي يَفُوتُ مِنْ الْمَصَالِحِ أَوْ يَحْصُلُ مِنْ الْمَفَاسِدِ أَكْثَرَ لَمْ يَكُنْ مَأْمُورًا بِهِ ؛ بَلْ يَكُونُ مُحَرَّمًا إذَا كَانَتْ مَفْسَدَتُهُ أَكْثَرَ مِنْ مَصْلَحَتِهِ(مجموع الفتاوى،لابن تيمية ،فَصْلٌ فِي الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ)

وكذلک يحسن أن يستخار في النهي عن المنكر كشخص متمرد عات يخشى بنهيه حصول ضرر عظيم عام أو خاص وإن كان جاء في الحديث إن أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر لكن إن خشي ضررا عاما للمسلمين فلا ينكر وإن خشي على نفسه فله الإنكار ولكن يسقط الوجوب(عمدة القارى، كتاب التهجد،باب ما جاء فى التطوع مثنى مثنى)

أجمع المسلمون فيما ذكر ابن عبد البر أن المنكر واجب تغييره على كل من قدر عليه، وأنه إذا لم يلحقه بتغييره إلا اللوم الذى لا يتعدى إلى الاذى فإن ذلک لا يجب أن يمنعه من تغييره، فإن لم يقدر فبلسانه، فإن لم يقدر فيقلبه ليس عليه أكثر من ذلک.وإذا أنكر بقلبه فقد أدى ما عليه إذا لم يستطع سوى ذلک .قال :والاحاديث عن النبى صلى الله عليه وسلم فى تأكيد الامر بالمعروف والنهى عن المنكر كثيرة جدا ولكنها مقيدة بالاستطاعة(تفسير القرطبى، تحت آيت ۴ من سورة آل عمران)

(فمن جاهدهم بيده) إذا توقف إزالة المنكر عليه ولم يترتب عليه مفسدة أقوى منه كانشقاق العصى المترتب على الخروج على ولى الأمر الذى هو أعظم مفسدة من المنكر (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد على بن محمد علان بن إبراهيم البكرى،باب فى الأمر بالمعروف)

وقد قال العلماء رحمة اللہ عليهم ان التغيير باليد متعين على الامراء وباللسان متعين على العلماء وبالقلب متعين على غيرهما وماقالوه هو فى غالب الحال والا فقد نجد كثيرا منه يتعين تغييره باليد على غير الامير وغير العالم فضلا منهما واذاكان الامر كذالک فينقسم التغيير بالنسبة الى العالم قسمين قسم يتغير باليد قسم يتغير باللسان والشاذالنادر يتعين عليه بالقلب، وقد نقل ابن رشد رحمه اللہ تعالىٰ فى البيان والتحصيل ماهذا لفظه ان الامر بالمعروف والنهى عن المنكر واجب على كل مسلم بثلاثة شروط، احدها ان يكون عارفا بالمعروف والمنكر لانه ان لم يكن عارفا بهما لم يصح له امر ولانهى اذ لايأمن من ان ينهى عن المعروف ويامر بالمنكر لجهله بحكمهما وتمييز كل منهما عن الآخر ،والثانى ان لايؤدى انكاره المنكر الى منكراكبر منه مثل ان ينهاه عن شرب الخمر فيؤول نهيه عن ذالک الى قتل نفس واما اشبه ذالک لانه اذالم يامن ذالک لم يجز له امرولانهى، والثالث ان يعلم اويغلب على ظنه ان انكاره المنكر مزيل له وان امره مؤثر ونافع لانه اذالم يعلم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور انفرادی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اپنی شرائط کے مطابق فرضِ عین ہونے) کے علاوہ ہر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذالک ولاغلب علی ظنہ لم یجب علیہ امرولا نہی، فالشرطان الاول والثانی مشترطان فی الجواز ،والشرط الثالث مشترط فی الوجوب فاذاعدم الشرط الاول والثانی لم یجز ان یامر ولاینھی، واذاعدم الشرط الثالث ووجد الشرط الاول والثانی جاز لہ ان یامر وینھی ولم یجب ذالک علیہ(المدخل لابنِ الحاج ، الجزء الاول ص ۷۰، ۷۱)

إذا أمن أن يؤثر إغلاظه منكرا أشد مما غيره لكون جانبه محميا عن سطوة الظالم .فإن غلب على ظنه أن تغييره بيده يسبب منكرا أشد منه من قتله أو قتل غيره بسبب كف يده ، واقتصر على القول باللسان والوعظ والتخويف .فإن خاف أن يسبب قوله مثل ذلك غير بقلبه ، وكان في سعة ، وهذا هو المراد بالحديث إن شاء الله تعالى وإن وجد من يستعين به على ذلك استعان ما لم يؤد ذلك إلى إظهار سلاح وحرب ، وليرفع ذلك إلى من له الأمر إن كان المنكر من غيره ، أو يقتصر على تغييره بقلبه .هذا هو فقه المسألة ، وصواب العمل فيها عند العلماء والمحققين خلافا لمن رأى الإنكار بالتصريح بكل حال وإن قتل ونيل منه كل أذى .هذا آخر كلام القاضي رحمه الله .

قال إمام الحرمين رحمه الله :ويسوغ لآحاد الرعية أن يصد مرتكب الكبيرة وإن لم يندفع عنها بقوله ما لم ينته الأمر إلى نصب قتال وشهر سلاح .فإن انتهى الأمر إلى ذلك ربط الأمر بالسلطان قال :وإذا جار والي الوقت ، وظهر ظلمه وغشمه ، ولم ينزجر حين زجر عن سوء صنيعه بالقول ، فلأهل الحل والعقد التواطؤ على خلعه ولو بشهر الأسلحة ونصب الحروب .هذا كلام إمام الحرمين .وهذا الذي ذكره من خلعه غريب ، ومع هذا فهو محمول على ما إذا لم يخف منه إثارة مفسدة أعظم منه .قال :وليس للآمر بالمعروف البحث والتنقير والتجسس واقتحام الدور بالظنون ، بل إن عثر على منكر غيره جهده .هذا كلام إمام الحرمين .

وقال أقضى القضاة الماوردي :ليس للمحتسب أن يبحث عما لم يظهر من المحرمات .فإن غلب على الظن استسرار قوم بها لأمارة وآثار ظهرت ، فذلك ضربان .

أحدهما :أن يكون ذلك في انتهاك حرمة يفوت استدراكها ، مثل أن يخبره من يثق بصدقه أن رجلا خلا برجل ليقتله أو بامرأة ليزني بها فيجوز له في مثل هذا الحال أن يتجسس ، ويقدم على الكشف والبحث حذرا من فوات ما لا يستدرك .وكذا لو عرف ذلك غير المحتسب من المتطوعة جاز لهم الإقدام على الكشف والإنكار .

الضرب الثاني :ما قصر عن هذه الرتبة فلا يجوز التجسس عليه ، ولا كشف الأستار عنه .فإن سمع أصوات الملاهي المنكرة من دار أنكرها خارج الدار لم يهجم عليها بالدخول لأن المنكر ظاهر وليس عليه أن يكشف عن الباطن .وقد ذكر الماوردي في آخر الأحكام السلطانية بابا حسنا في الحسبة مشتملا على جمل من قواعد الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وقد أشرنا هنا إلى مقاصدها ، وبسطت الكلام في هذا الباب لعظم فائدته ، وكثرة الحاجة إليه ، وكونه من أعظم قواعد الإسلام .والله أعلم (شرح النووی، کتاب الایمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

علاقہ میں ایک ایسی جماعت کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ہونا فرضِ کفایہ ہے، جو اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(وأمر بمعروف) أى واجب ونهى عن محرم باليد فاللسان فالقلب سواء الفاسق وغيره وفى الحديث إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعذابه والمراد بالنهى عنه بالقلب هو أن يتوجه بهمته إلى الله تعالى فى إزالته سواء صدر ذلك التوجه عمن جرت عادة الله تعالى بأن لا يخيب توجهه أم من غيره فظاهر أنه يكتفى بتوجه البعض ولا يشترط توجه الجميع بخلاف الكراهة بالقلب فإنها فرض عين لأن انتفاء ها فى فرد ينافى الإيمان والعياذ بالله تعالى(نهاية الزين فى إرشاد المبتدئين،محمد بن عمر بن على بن نووى الجاوى ،فصل فى الصيال)

قال المهلب وأما قول أبى وائل(قيل لأسامة ألا تكلم هذا الرجل)يعنى عثمان بن عفان ليكلمه فى شأن الوليد ؛ لأنه ظهر عليه ريح نبيذ وشهر أمره ، وكان أخا عثمان لأمه ، وكان عثمان يستعمله على الأعمال ، فقيل لأسامة ألا تكلمه فى أمره ؛ لأنه كان من خاصة عثمان ، وممن يخف عليه ، فقال :قد كلمته فيما بينى وبينه ، وما دون أن أفتح بابا أكون أول من يفتحه ، يريد لا أكون أول من يفتح باب الإنكار على الأئمة علانية فيكون بابا من القيام على أئمة المسلمين فتفترق الكلمة وتتشتت الجماعة ، كما كان بعد ذلك من تفرق الكلمة بمواجهة عثمان بالنكير ، ثم عرفهم أنه لا يداهن أميرا أبدا بل ينصح له فى السر جهده بعدما سمع النبى يقول فى الرجل الذى كان فى النار كالحمار يدور برحاه ، من أجل أنه كان يأمر بالمعروف ولا يفعله وينهى عن الشر ويفعله يعرفهم أن هذا الحديث جعله ألا يداهن أحدا ، يتبرأ إليهم مما ظنوا به من سكوته عن عثمان فى أخيه.

فإن قال قائل :فإن الإنكار على الأمراء فى العلانية من السنة لما روى سفيان عن علقمة بن مرثد ، عن طارق بن شهاب :(أن رجلا سأل النبى (صلى الله عليه وسلم) أى الجهاد أفضل ؟ قال :كلمة حق عند سلطان جائر) . قال الطبرى :قد اختلف السلف قبلنا فى تأويل هذا الحديث فقال بعضهم :إنما عنى النبى (صلى الله عليه وسلم) بقوله :(كلمة حق عند سلطان جائر) إذا أمن على نفسه القتل أو أن يلحقه من البلاء ما لا قبل له به ، هذا مذهب أسامة بن زيد ، وروى ذلك عن ابن مسعود وابن عباس وحذيفة ، وروى عن مطرف بن الشخير أنه قال :والله لو لم يكن لى دين حتى أقوم إلى رجل معه ألف سيف فأنبذ إليه كلمة فيقتلنى إن دينى إذا لضيق .وقال آخرون :الواجب على من رأى منكرا من ذى سلطان أن ينكره علانية وكيف أمكنه ، روى ذلك عن عمر بن الخطاب وأبى بن كعب ، واحتجوا بقوله (صلى الله عليه وسلم) : (من رأى منكم منكرا فليغيره بيده ، فإن لم يستطيع فبلسانه ، فإن لم يستطيع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان) وبقوله :(إذا هابت أمتى أن تقول للظالم :يا ظالم ، فقد تودع منهم) . وقال آخرون :من رأى من سلطانه منكرا فالواجب عليه أن ينكره بقلبه دون لسانه ، واحتجوا بحديث أم سلمة عن النبى (صلى الله عليه وسلم) أنه قال :(يستعمل عليكم أمراء بعدى ، تعرفون وتنكرون ، فمن كره فقد برء ، ومن أنكر فقد سلم ، ولكن من رضى وتابع ، قالوا :يا رسول الله ، أفلا نقاتلهم ؟ قال :لا ، ما صلوا) . قال الطبرى :والصواب : أن الواجب على كل من رأى منكرا أن ينكره إذا لم يخف على نفسه عقوبة لا قبل له بها ؛ لورود الأخبار عن النبى (صلى الله عليه وسلم) بالسمع والطاعة للأئمة ، وقوله (صلى الله عليه وسلم) :(لا ينبغى للمؤمن أن يذل نفسه .قالوا :وكيف يذل نفسه ؟ قال :يتعرض من البلاء ما لا يطيق) (شرح صحيح البخارى ـ لابن بطال،كتاب الفتن،باب الفتنة التى تموج كموج البحر)

www.idaraghufran.org

ضرورت کو پورا کرتی رہے۔ [1]

---

[1] اور کسی خاص شعبہ کی تبلیغ کرنے والی جماعت کے ہونے سے یہ فریضہ ادا نہ ہوگا، جبکہ دین کے جملہ شعبوں سے متعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کیا جائے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و تبلیغ کے لئے شریعت نے اصول و آداب تو قائم فرمادیئے ہیں، مگر اس کا طریقہ سب کے لئے کوئی ایک مقرر نہیں کیا، تحریراً و تقریراً، تدریساً و عملاً مختلف طریقوں سے تبلیغ کی ادائیگی ہوسکتی ہے، اور ہر شخص اپنی حیثیت اور ضرورت کو ملحوظ رکھ کر امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا کوئی مناسب طریقہ اختیار کرسکتا ہے، اور ایک سے زیادہ طریقے بھی اختیار کرسکتا ہے۔

وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنُ الْأُمَّةِ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ مِنُ الدَّعْوَةِ بِمَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ غَيْرُهُ فَمَا قَامَ بِهِ غَيْرُهُ سَقَطَ عَنْهُ وَمَا عَجَزَ لَمْ يُطَالَبْ بِهِ . وَأَمَّا مَا لَمْ يَقُمْ بِهِ غَيْرُهُ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ بِهِ ؛ وَلِهَذَا يَجِبُ عَلَى هَذَا أَنْ يَقُومَ بِمَا لَا يَجِبُ عَلَى هَذَا وَقَدْ تَقَسَّطَتْ الدَّعْوَةُ عَلَى الْأُمَّةِ بِحَسَبِ ذَلِكَ تَارَةً وَبِحَسَبِ غَيْرِهِ أُخْرَى ؛ فَقَدْ يَدْعُو هَذَا إلَى اعْتِقَادِ الْوَاجِبِ وَهَذَا إلَى عَمَلٍ ظَاهِرٍ وَاجِبٍ وَهَذَا إلَى عَمَلٍ بَاطِنٍ وَاجِبٍ ؛ فَتَنَوُّعُ الدَّعْوَةِ يَكُونُ فِي الْوُجُوبِ تَارَةً وَفِي الْوُقُوعِ أُخْرَى . وَقَدْ تَبَيَّنَ بِهَذَا أَنَّ الدَّعْوَةَ إلَى اللَّهِ تَجِبُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ؛ لَكِنَّهَا فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ وَإِنَّمَا يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ الْمُعَيَّنِ مِنْ ذَلِكَ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ غَيْرُهُ وَهَذَا شَأْنُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ وَتَبْلِيغِ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَتَعْلِيمِ الْإِيمَانِ وَالْقُرْآنِ . وَقَدْ تَبَيَّنَ بِذَلِكَ أَنَّ الدَّعْوَةَ نَفْسَهَا أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنْ الْمُنْكَرِ فَإِنَّ الدَّاعِيَ طَالِبٌ مُسْتَدْعٍ مُقْتَضٍ لِمَا دُعِيَ إلَيْهِ وَذَلِكَ هُوَ الْأَمْرُ بِهِ ؛ إذْ الْأَمْرُ هُوَ طَلَبٌ لِلْفِعْلِ الْمَأْمُورِ بِهِ وَاسْتِدْعَاءٌ لَهُ وَدُعَاءٌ إلَيْهِ فَالدُّعَاءُ إلَى اللَّهِ الدُّعَاءُ إلَى سَبِيلِهِ فَهُوَ أَمْرٌ بِسَبِيلِهِ وَسَبِيلُهُ تَصْدِيقُهُ فِيمَا أَخْبَرَ وَطَاعَتُهُ فِيمَا أَمَرَ . وَقَدْ تَبَيَّنَ أَنَّهُمَا وَاجِبَانِ عَلَى كُلِّ فَرْدٍ مِنْ أَفْرَادِ الْمُسْلِمِينَ وُجُوبَ فَرْضِ الْكِفَايَةِ لَا وُجُوبَ فَرْضِ الْأَعْيَانِ كَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ بَلْ كَوُجُوبِ الْجِهَادِ، وَالْقِيَامُ بِالْوَاجِبَاتِ : مِنْ الدَّعْوَةِ الْوَاجِبَةِ وَغَيْرِهَا يَحْتَاجُ إلَى شُرُوطٍ يُقَامُ بِهَا كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ : (يَنْبَغِي لِمَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنْ الْمُنْكَرِ أَنْ يَكُونَ فَقِيهًا فِيمَا يَأْمُرُ بِهِ فَقِيهًا فِيمَا يَنْهَى عَنْهُ رَفِيقًا فِيمَا يَأْمُرُ بِهِ رَفِيقًا فِيمَا يَنْهَى عَنْهُ حَلِيمًا فِيمَا يَأْمُرُ بِهِ حَلِيمًا فِيمَا يَنْهَى عَنْهُ) فَالْفِقْهُ قَبْلَ الْأَمْرِ لِيُعَرِّفَ الْمَعْرُوفَ وَيُنْكِرَ الْمُنْكَرَ وَالرِّفْقُ عِنْدَ الْأَمْرِ لِيَسْلُكَ أَقْرَبَ الطُّرُقِ إلَى تَحْصِيلِ الْمَقْصُودِ وَالْحِلْمُ بَعْدَ الْأَمْرِ لِيَصْبِرَ عَلَى أَذَى الْمَأْمُورِ الْمَنْهِيِّ فَإِنَّهُ كَثِيرًا مَا يَحْصُلُ لَهُ الْأَذَى بِذَلِكَ . وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى : (وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ) وَقَدْ أَمَرَ نَبِيَّنَا بِالصَّبْرِ فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ كَمَا قَالَ تَعَالَى فِي أَوَّلِ الْمُدَّثِّرِ : (قُمْ فَأَنْذِرْ) (وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ) (وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ) (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) (وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ) (وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ) وَقَالَ تَعَالَى : (وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا) وَقَالَ : (وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَقَالَ تَعَالَى : (وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَى مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّى أَتَاهُمْ نَصْرُنَا) وَقَالَ : (فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ) . وَقَدْ جَمَعَ سُبْحَانَهُ بَيْنَ التَّقْوَى وَالصَّبْرِ فِي مِثْلِ قَوْلِهِ : (لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ بھی ملحوظ رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کے لیے خود پورا عامل ہونا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی خود عمل میں کوتاہی کرتا ہے، تب بھی حسبِ قدرت وحسبِ حیثیت دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی ذمہ داری عائد رہتی ہے، کیونکہ خود عمل کرنا اور دوسرے کو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا دو الگ الگ اور مستقل ذمہ داریاں ہیں۔

لہٰذا ایک ذمہ داری میں کوتاہی کرنے سے دوسری ذمہ داری کا حکم اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْأُمُورِ) . وَالْمُؤْمِنُونَ كَانُوا يَدْعُونَ إلَى الْإِيمَان بِاَللَّهِ وَمَا أَمَرَ بِهِ مِنْ الْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَمَّا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ مِنْ الْمُنْكَرِ فَيُؤْذِيهِمْ الْمُشْرِكُونَ وَأَهْلُ الْكِتَابِ .وَقَدْ أَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ قَبْلَ وُقُوعِهِ وَقَالَ لَهُمْ :(وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ) وَقَدْ قَالَ يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ) . فَالتَّقْوَى تَتَضَمَّنُ طَاعَةَ اللَّهِ وَمِنْهَا الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ وَالصَّبْرُ يَتَنَاوَلُ الصَّبْرَ عَلَى الْمَصَائِبِ الَّتِي مِنْهَا أَذَى الْمَأْمُورِ الْمَنْهِيِّ لِلْآمِرِ النَّاهِي .لَكِنْ لِلْآمِرِ النَّاهِي أَنْ يَدْفَعَ عَنْ نَفْسِهِ مَا يَضُرُّهُ كَمَا يَدْفَعُ الْإِنْسَانُ عَنْ نَفْسِهِ الصَّائِلَ فَإِذَا أَرَادَ الْمَأْمُورُ الْمَنْهِيُّ ضَرْبَهُ أَوْ أَخْذَ مَالِهِ وَنَحْوَ ذَلِكَ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى دَفْعِهِ فَلَهُ دَفْعُهُ عَنْهُ ؛ بِخِلَافِ مَا إذَا وَقَعَ الْأَذَى وَتَابَ مِنْهُ ؛ فَإِنَّ هَذَا مَقَامَ الصَّبْرِ وَالْحِلْمِ وَالْكَمَالُ فِي هَذَا الْبَابِ حَالُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ (عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ خَادِمًا لَهُ وَلَا امْرَأَةً وَلَا دَابَّةً وَلَا شَيْئًا قَطُّ إلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا نِيلَ مِنْهُ فَانْتَقَمَ لِنَفْسِهِ إلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ مَحَارِمُ اللَّهِ فَإِذَا اُنْتُهِكَتْ مَحَارِمُ اللَّهِ لَمْ يَقُمْ لِغَضَبِهِ شَيْءٌ حَتَّى يَنْتَقِمَ لِلَّهِ) فَقَدْ تَضَمَّنَ خُلُقُهُ الْعَظِيمُ أَنَّهُ لَا يَنْتَقِمُ لِنَفْسِهِ إذَا نِيلَ مِنْهُ وَإِذَا اُنْتُهِكَتْ مَحَارِمُ اللَّهِ لَمْ يَقُمْ لِغَضَبِهِ شَيْءٌ حَتَّى يَنْتَقِمَ لِلَّهِ وَمَعْلُومٌ أَنَّ أَذَى الرَّسُولِ مِنْ أَعْظَمِ الْمُحَرَّمَاتِ فَإِنَّ مَنْ آذَاهُ فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَقَتْلُ سَابِّهِ وَاجِبٌ بِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ سَوَاءٌ قِيلَ إنَّهُ قُتِلَ لِكَوْنِهِ رِدَّةً أَوْ لِكَوْنِهِ رِدَّةً مُغَلَّظَةً أَوْجَبَتْ أَنْ صَارَ قَتْلُ السَّابِّ حَدًّا مِنْ الْحُدُودِ .وَالْمَنْقُولُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي احْتِمَالِهِ وَعَفْوِهِ عَمَّنْ كَانَ يُؤْذِيهِ كَثِيرٌ كَمَا قَالَ تَعَالَى :(وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ(مجموع الفتاوى،لابن تيمية، ج۱۵،ص ۱۶۹)

۱؎ وكذا لا حجة فيها لمن زعم أنه ليس للعاصى أن يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر لأن التوبيخ على جمع الأمرين بالنظر للثانى فقط لا منع الفاسق عن الوعظ فإن النهى عن المنكر لازم ولو لمرتكبه فإن ترك النهى ذنب وإرتكابه ذنب آخر وإخلاله بأحدهما لا يلزم منه الإخلال بالآخر (روح المعانى -للالوسى ،ج ۱ ص ۲۵۰ ،سورة البقرة)

قَالَ أَبُو بَكْرٍ :لَمَّا ثَبَتَ بِمَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ مِنْ الْقُرْآنِ وَالْآثَارِ الْوَارِدَةِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوبُ فَرْضِ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ ، وَبَيَّنَّا أَنَّهُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ إذَا قَامَ بِهِ الْبَعْضُ سَقَطَ عَنْ الْبَاقِينَ ، وَجَبَ أَنْ لَا يَخْتَلِفَ فِي لُزُومِ فَرْضِهِ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ؛ لِأَنَّ تَرْكَ الْإِنْسَانِ لِبَعْضِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ آخرت میں نجات کے لیے صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا کافی نہیں، بلکہ خود عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ [۱]

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ دنیا و آخرت میں مصائب کا اصل سبب گناہوں کا ارتکاب ہے، اور دنیا میں عمومی آفات و بلیات کا سبب گناہوں پر نکیر نہ کرنا ہے۔

اور دنیا و آخرت میں راحت و عافیت حاصل کرنے کا صحیح راستہ ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان کو اعمالِ صالحہ کا اہتمام اور گناہوں سے بچنے اور توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور شرعی اصولوں کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

اور اسی کے ساتھ مصیبت و پریشانی سے نجات کی دعا کرنی چاہیئے (جس کا اگلے مضامین میں ذکر آتا ہے) اور اس سلسلہ میں احادیث میں مذکور مسنون دعاؤں کا بھی وِرد کرنا چاہیئے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الْفُرُوضِ لَا يُسْقِطُ عَنْهُ فُرُوضَ غَيْرِهِ ، أَلَا تَرَى أَنَّ تَرْكَهُ لِلصَّلَاةِ لَا يُسْقِطُ عَنْهُ فَرْضَ الصَّوْمِ وَسَائِرَ الْعِبَادَاتِ ؟ فَكَذَلِكَ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ سَائِرَ الْمَعْرُوفِ ، وَلَمْ يَنْتَهِ عَنْ سَائِرِ الْمَنَاكِيرِ فَإِنَّ فَرْضَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ غَيْرُ سَاقِطٍ عَنْهُ .وَقَدْ رَوَى طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :(اجْتَمَعَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْت إنْ عَمِلْنَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ الْمَعْرُوفِ شَيْءٌ إلَّا عَمِلْنَاهُ وَانْتَهَيْنَا عَنْ الْمُنْكَرِ حَتَّى لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ مِنْ الْمُنْكَرِ إلَّا انْتَهَيْنَا عَنْهُ ، أَيَسَعُنَا أَنْ لَا نَأْمُرَ بِالْمَعْرُوفِ ، وَلَا نَنْهَى عَنْ الْمُنْكَرِ ؟ قَالَ :مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَإِنْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهِ كُلِّهِ ، وَانْهَوْا عَنْ الْمُنْكَرِ وَإِنْ لَمْ تَنْتَهُوا عَنْهُ كُلِّهِ) ، فَأَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْضَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ مَجْرَى سَائِرِ الْفُرُوضِ فِي لُزُومِ الْقِيَامِ بِهِ مَعَ التَّقْصِيرِ فِي بَعْضِ الْوَاجِبَاتِ .(أحكام القرآن للجصاص،سورة آل عمران ،بَابُ فَرْضِ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ)

اقول: حديث ابى هريرة ضعيف، ولكن المعنىٰ صحيح. محمد رضوان

[۱] عَنْ سُلَيْمَانَ، سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ :قِيلَ لِأُسَامَةَ :أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا؟ قَالَ :قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ، وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ، بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ :أَنْتَ خَيْرٌ، بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ، فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الحِمَارِ بِرَحَاهُ، فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ :أَيْ فُلاَنُ، أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ المُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ :إِنِّي كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلاَ أَفْعَلُهُ، وَأَنْهَى عَنِ المُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ (بخارى، بَابُ الفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ البَحْرِ، حديث نمبر ۷۰۹۸)

آفات وبلیّات سے نجات کی چند مسنون دعائیں

اب آفات وبلیات سے نجات وحفاظت کی چند مسنون دعاؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔
آفات وبلیات اور مصائب سے نجات وحفاظت کے لئے ان کا وِرد کرنا انتہائی نافع اور مفید ہے۔

(۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے، پھر وہ یہ دعا پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو بہترین اجر عطا فرماتے ہیں، اور اس کے لئے اس سے بہتر بدل پیدا فرماتے ہیں:

''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا''

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یااللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما، اور میرے لئے اس سے بہتر متبادل عطا فرما (مسلم) [۱]

(۲)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے:

''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ''

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو کہ عظیم اور حلیم ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو کہ آسمان اور زمین کا رب ہے، اور عرشِ کریم کا رب ہے (مسلم) [۲]

---

[۱] ج۲ص۶۳۲، کتاب الکسوف، باب مایقال عندالمصیبة، دار إحیاء التراث العربی -بیروت.
[۲] ج۴ص۲۰۹۲، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب دعاء الکرب، دار إحیاء التراث العربی -بیروت.

www.idaraghufran.org

بعض احادیث وروایات میں مذکورہ دعا کو ''کلماتِ فرج''، یعنی ''مشکل وپریشانی کے دور ہونے کے کلمات'' قرار دیا گیا ہے۔ [1]

(۳)

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف کے وقت اس دعا کے پڑھنے کی تعلیم دی:

اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِکُ بِهٖ شَيْئًا

ترجمہ: اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (مسند احمد) [2]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی فکر یا تنگی لاحق ہو، تو وہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِکُ بِهٖ شَيْئًا.

ترجمہ: اللہ، اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (معجم اوسط طبرانی) [3]

اور بعض روایات میں یہ دعا سات مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ [4]

---

[1] عن ابن عباس ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : کلمات الفرج لا إله إلا الله الحليم العظيم ، لا إله إلا الله الحليم الكريم ، لا إله إلا هو رب السماوات السبع ورب العرش الكريم (مسند عبدبن حميد، حديث نمبر ۶۵۹)

(كلمات الفرج :لا إله إلا الله الحليم الكريم ، لا إله إلا الله العلى العظيم ، لا إله إلا الله رب السماوات السبع ورب العرش الكريم) قال الحكيم :كان هذا الدعاء عند أهل البيت معروفا مشهورا يسمونه دعاء الفرج فيتكلمون به فى النوائب والشدائد متعارفا عندهم غياثه والفرج به. (ابن أبى الدنيا) أبو بكر (فى كتاب الفرج) بعد الشدة (عن ابن عباس) رمز المصنف لحسنه.(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت حديث رقم ۶۳۷۲)

[2] حديث نمبر ۲۷۰۸۲، مؤسسة الرسالة، بيروت.

حديث حسن(حاشية مسند احمد)

[3] حديث نمبر ۵۲۹۰، ج۵ص ۲۷۱، ۲۷۲، دارالحرمين، قاهرة.

[4] عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ :جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَقَالَ " :إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ هَمٌّ أَوْ حَزَنٌ فَلْيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ :اللهُ، اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا "(السنن الكبرىٰ للنسائى، حديث نمبر ۱۰۴۱۱، ج۹ص ۲۴۱، مؤسسة الرسالة، بيروت)

(۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کو بھی کبھی کوئی فکر اور غم پہنچے، اور وہ یہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور فرما دیتے ہیں، اور اس کے غم کی جگہ خوشی عطا فرما دیتے ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ کیا ہم یہ دعا دوسروں کو بھی سکھلا دیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، جو اس دعا کو سنے، تو اس کو چاہئے کہ اس کی دوسروں کو تعلیم دے، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُـمَّ إِنِّیْ عَبْدُکَ ابْنُ عَبْدِکَ ابْنُ أَمَتِکَ، نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ، مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُکَ، أَسْأَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَکَ، سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِیْ کِتَابِکَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَ بَصَرِیْ، وَجِلَاءَ حُزْنِیْ، وَذَهَابَ هَمِّیْ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کا بندہ، آپ کے بندے کا بیٹا، آپ کی بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے، میرے بارے میں آپ کا فیصلہ ہو چکا ہو، میرے بارے میں آپ کا فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہے، میں آپ سے سوال کرتا ہوں، ہر اس نام کی برکت سے، جو آپ کا ہے، جو آپ نے اپنا نام رکھا ہے، یا آپ نے اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا ہے، یا آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس کی تعلیم دی ہے، یا آپ نے اپنے علمِ غیب میں اس کو اختیار فرمایا ہے، یہ کہ قرآن کو میرے دل کی بہار اور میری آنکھوں کا نور، اور میرے غم کا جِلاء، اور میرے فکر کے دور ہونے کا ذریعہ بنا دیجئے (صحیح ابنِ حبان) [۱]

---

[۱] حدیث نمبر ۹۷۲، ج۳ص ۲۵۳، ذِكْرُ الْأَمْرِ لِمَنْ أَصَابَهُ حُزْنٌ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ ذَهَابَهُ عَنْهُ وَإِبْدَالَهُ إِيَّاهُ فَرَحًا، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم حديث نمبر ۱۸۷۷، ج ۱ ص ۶۹۰، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۰۳۵۲، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حديث نمبر ۵۲۹۷، ج۹ص ۱۹۸، ۱۹۹، مسنداحمد حديث نمبر ۳۷۱۲.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پریشان حال شخص کی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ أَرْجُوْ، فَلا تَکِلْنِیْ إِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَأَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں، تو آپ مجھے میری ذات کی طرف پلک جھپکنے کے برابر بھی حوالہ نہ کیجئے (بلکہ ہمہ وقت آپ ہی اپنی نگرانی میں رکھئے) اور میری ہر حالت کو درست فرما دیجئے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (صحیح ابنِ حبان) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال شعيب الارنوؤط: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح(حاشية ابنِ حبان)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد، وأبو يعلى، والبزار، إلا أنه قال " :وذهاب غمي ."مكان "همي ." والطبراني، ورجال أحمد وأبي يعلى رجال الصحيح غير أبي سلمة الجهني، وقد وثقه ابن حبان(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۳۶ ،باب ما يقول إذا أصابه هم، مكتبة القدسي، قاهرة)

وقال الحاكم:

هَـذَا حَـدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ إِنْ سَلِمَ مِنْ إِرْسَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ فَإِنَّهُ مُخْتَلَفٌ فِي سَمَاعِهِ عَنْ أَبِيهِ.

وقال الألباني:

قلت :هو سالم منه ، فقد ثبت سماعه منه بشهادة جماعة من الأئمة ، منهم سفيان الثوري و شريک القاضي و ابن معين و البخاري و أبو حاتم ، و روى البخاري في " التاريخ الصغير "بإسناد لا بأس به عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود عن أبيه قال ":لما حضر عبد الله الوفاة ، قال له ابنه عبد الرحمن :يا أبت أوصني ، قال :ابک من خطيئتک . "فلا عبرة بعد ذلک بقول من نفى سماعه منه ، لأنه لا حجة لديه على ذلک إلا عدم العلم بالسماع ، و من علم حجة على من يعلم..........و للحديث شاهد من حديث فياض عن عبد الله بن زبيد عن أبي موسى رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :فذكره نحوه .أخرجه ابن السني (۳۴۳) (السلسلة الصحيحة، تحت حديث رقم ۱۹۹)

[1] حديث نمبر ۹۷۰، ذِكْرُ وَصْفِ دَعَوَاتِ الْمَكْرُوبِ، ج۳ص۲۵۰، مؤسسة الرسالة.

قال شعيب الارنؤط: إسناده محتمل للتحسين(حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

(٦)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا تھی، اور جو بھی مسلمان آدمی اس کے ساتھ کسی چیز کی دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں، وہ دعا یہ ہے:

لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

ترجمہ: آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، اور میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں (ترمذی) [1]

(٧)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکے جانے کا ذکر فرمایا، جس سے صحابۂ کرام کو گھبراہٹ ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس دعا کی تعلیم دی:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَکِیْلُ عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا

ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہتر کارساز ہے، ہم نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا ہے (ترمذی) [2]

(٨)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا، تو آپ علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے سے پہلے آخری جملہ یہ کہا:

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَکِیْلُ

---

[1] حدیث نمبر ٣٥٠٥، ابواب الدعوات، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ١٨٦٢.

[2] حدیث نمبر ٢٤٣١، ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب ما جاء فی شأن الصور، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر.

قال الترمذی: هَـذَا حَـدِیـثٌ حَسَـنٌ، وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ هَذَا الحَدِیثُ عَنْ عَطِیَّةَ، عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَه.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: مجھے اللہ کافی ہے، اور کیا ہی اچھا کارساز ہے (بخاری) [1]

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں مصیبت کے وقت یہ دعا مفید ہے۔

(۹)

حضرت انس بن مالک اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کو کسی چیز سے تکلیف وگھبراہٹ پہنچتی، یا کوئی فکر یا غم لاحق ہوتا تو یہ دعا پڑھتے تھے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

ترجمہ: اے حی، اور اے قیوم (اللہ تعالیٰ کی صفات) آپ کی رحمت سے میں مدد حاصل کرتا ہوں (ترمذی) [2]

(۱۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ ایک شخص سخت بیمار پڑ گیا تھا، اور کمزور ہونے کی وجہ سے سوکھ کر چوزے کی طرح ہوگیا تھا، اسے رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کی تعلیم دی، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمادی، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرمایئے، اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرمایئے، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچایئے (مسلم) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۴۵٦۴، کتاب تفسیر القرآن، باب إن الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم، دارطوق النجاة، بیروت.

[2] حدیث نمبر ۳۵۲۴،عمل اليوم والليلة لابن السنى حديث نمبر ۳۳٦،عن انس ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۸۷۵ ، شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۹۷۵۱ عن ابنِ مسعود.
قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ(حاكم)

[3] ج۴ص۲۰٦۸ ،کتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار،باب كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة فى الدنيا،دار إحياء التراث العربى -بيروت،واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۲۰۴۹ .
إسناده صحيح على شرط الشيخين .ابن أبى عدى :اسمه محمد بن إبراهيمَّ(حاشية مسنداحمد)

www.idaraghufran.org

(۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی کسی نازل شدہ بلاء وتکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے، اگر موت کی تمنا ضروری ہو، تو اس کے بجائے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ أَحْيِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِیْ وَتَوَفَّنِیْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِیْ

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ، جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو، اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے وفات دے دیجئے (بخاری) ؎۱

(۱۲)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مصیبت زدہ شخص کو دیکھ کر یہ کلمات کہے، تو ان کلمات کا کہنے والا شخص جب تک بھی زندہ رہے گا، اُس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا .

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے اس مصیبت وپریشانی سے نجات عطا فرمائی، جس میں تجھے (یعنی اس مصیبت زدہ کو) مبتلا کیا، اور اس نے مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی (ترمذی) ؎۲

(۱۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے اس جامع دعا کی تعلیم دی:

؎۱ حديث نمبر ٦٣٥١، كتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، دارطوق النجاة، بيروت، واللفظ لهٗ، مسلم حديث نمبر ٢٦٨٠.

؎۲ حديث نمبر ٣٤٣١، ابواب الدعوات، باب ما يقول إذا رأى مبتلى، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة، حديث نمبر ٣٨٩٢)

Idara Ghufran

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهٖ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُکَ أَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ لِیْ خَیْرًا.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی تمام خیر کی چیزوں کو سوال کرتا ہوں، جن کا مجھے علم ہے ان کا بھی، اور جن کا مجھے علم نہیں ہے ان کا بھی، اور میں آپ کے ذریعے سے دنیا وآخرت کے تمام شر کی چیزوں کی پناہ طلب کرتا ہوں، جن کا مجھے علم ہے ان سے بھی، اور جن کا مجھے علم نہیں ان سے بھی، اے اللہ! میں آپ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے بندے اور نبی نے سوال کیا، اور میں آپ کے ذریعے سے اس شر سے پناہ مانگتا ہوں، جس کی پناہ آپ کے بندے اور نبی نے مانگی، اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور ایسے قول یا عمل کا بھی جو جنت کے قریب کرے، اور میں آپ کے ذریعے سے جہنم سے پناہ چاہتا ہوں، اور ایسے قول یا عمل سے بھی جو جہنم کے قریب کرے، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جو بھی آپ میرے لئے فیصلہ فرمائیں، وہ خیر والا فرمائیں (ابنِ ماجہ) [1]

فقط۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۶/ صفر المظفر/ ۱۴۳۲ھ 31/ جنوری/ 2011ء

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] حدیث نمبر ۳۸۴۶، کتاب الدعاء، باب الجوامع من الدعاء، دار إحیاء الکتب العربیة، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۰۱۹، مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۹۹۵۷، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۹۱۴.

قال الحاکم: هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ.

﴿ ۲ ﴾

زلزلہ اور اس سے حفاظت

دنیا میں جو عمومی نوعیت کے مصائب و آفات آتے ہیں، وہ انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے آتے ہیں۔

زلزلہ کے اسباب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لئے وبال کبھی زلزلہ کی شکل میں آتا ہے۔

زلزلہ انسانوں کے لئے بہت بڑی تباہی کا ذریعہ ہے، جس کی وجہ سے بڑے بڑے شہر اور علاقے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، پوری پوری بستیوں کا نشان صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے، زندہ اور ہنستے کھیلتے ہوئے لوگ زمین میں دھنس کر ختم ہو جاتے ہیں، علاقے کی جغرافیائی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے، دنیا میں زلزلہ کی زد میں تباہ ہونے والے ایسے بہت سے آثارِ قدیمہ دریافت ہوئے ہیں جن کی اب نسلوں کا بھی نام و نشان باقی نہیں۔

قرآن مجید میں قومِ ثمود، اہلِ مدین، قومِ صالح اور دوسری قوموں پر زلزلے کے عذاب کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ قومِ ثمود اور قومِ شعیب کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْافِیْ دِیَارِهِمْ جَاثِمِیْنَ (سورہ اعراف آیت ۷۸، ۹۱، عنکبوت آیت ۳۷)

ترجمہ: سو، انہیں سخت زلزلہ (کے عذاب) نے آ پکڑا پس وہ (ہلاک ہوکر) صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (ترجمہ ختم) [۱]

---

[۱] (فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرجفة) الزلزلة الشديدة (فَأَصْبَحُواْ فِى دَارِهِمْ جاثمين) باركين على الرُّكب ميّتين(تفسير الجلالين، تحت آيت ۹۱ من سورة اعراف)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو بنی اسرائیل کے لوگ کوہِ طور پر گئے تھے اور کچھ گستاخانہ کلمات کہے تھے ان کے قِصّہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (سورہ اعراف آیت ۱۵۵)

ترجمہ: سو جب ان کو زلزلہ نے آ پکڑا (ترجمہ ختم)

اور قارون کے زمین میں دھنس جانے کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے کہ۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ (سورة القصص، آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: سو ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، تو اس کے لئے اللہ کے مقابلہ میں مدد کے لئے کوئی جماعت نہ آئی، اور نہ ہی وہ مدد کئے جانے والوں میں سے تھا (ترجمہ ختم)

اور یہ بات یقینی ہے کہ دھنسنے سے پہلے زمین کو حرکت (یعنی زلزلہ) ضروری ہے۔

اور قومِ لوط کی بستیوں کا اُلٹ جانا کئی جگہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ اُلٹنے سے پہلے حرکت اور زلزلہ لازمی ہے۔ [۱]

اور قومِ لوط کے عذاب کا واقعہ سُنا کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ. وَاِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ . اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (سورة الحجر، آیات نمبر ۷۵، ۷۶، ۷۷)

ترجمہ: بے شک اس واقعہ میں اہلِ بصیرت کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور یہ (بستی) عام گزرگاہ پر (موجود) ہے، بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانی ہے (ترجمہ ختم)

غرضیکہ پہلی قوموں پر گناہوں اور نافرمانیوں کی بدولت زلزلہ کا عذاب آنا ثابت ہے۔

---

[۱] فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ. مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ (سورہ ہود، آیات نمبر ۸۲، ۸۳)
فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ (سورة الحجر، آیت نمبر ۷۴)

اور اللہ تعالیٰ نے آگے والوں کو بھی زلزلہ اور اس جیسے دوسرے خطرناک عذابوں سے ڈرایا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ . اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ . اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورة النحل، آیت ۴۵ تا ۴۷)

ترجمہ: جو لوگ بری چالیں چل رہے ہیں کیا وہ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں (زلزلہ بھیج کر) زمین میں دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آ جائے جہاں سے آنے کا انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے، یہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ یا انہیں ڈرانے کے بعد پکڑے پس تحقیق تمہارا رب نہایت ہی شفیق رحم کرنے والا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا . اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا (سورة الاسراء آیت ۶۸، ۶۹)

ترجمہ: سو کیا تم لوگ نڈر (اور بے خوف) ہو گئے ہو اس بات سے کہ وہ کبھی تم کو خشکی کی جانب ہی (زلزلہ بھیج کر) زمین میں دھنسا دے یا وہ بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی کوئی آندھی، پھر تم نہ پا سکو اپنے لئے کوئی کارساز۔ یا تم اس بات سے نڈر (اور بے خوف) ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں لوٹا کر دوبارہ اسی (سمندر) میں لے جائے اور تمہاری ناشکری کے بدلے تم پر سخت طوفانی ہوا بھیج کر تمہیں غرق کر دے اور تم کو اس بات پر ہمارا کوئی پیچھا کرنے والا نہ ملے؟ (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

ءَ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا ہِیَ تَمُوۡرُ . اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ (سورة الملک آیت ۱۶، ۱۷)

ترجمہ: کیا تم اس بات سے نڈر (اور بے خوف) ہو گئے ہو کہ آسمان والا (زلزلہ بھیج کر) تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے۔ یا کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسائے، پھر تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا (ترجمہ ختم)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافرمانی اور گناہوں کے نتیجہ میں زلزلہ کے عذاب میں مبتلا فرما دینے کی تنبیہ کی گئی ہے۔

قربِ قیامت میں زلزلوں کی کثرت

اور احادیث میں بھی اس امت میں زلزلوں کے آنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے، اور زلزلے کا سبب گناہوں کو قرار دیا گیا ہے، اور زلزلوں کی کثرت کو علاماتِ قیامت میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ قیامت کے قریب ایسی بداعمالیاں زیادہ ہوں گی جو زلزلے کا سبب بنتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَکُوۡنُ فِیۡ اُمَّتِیۡ خَسۡفٌ وَمَسۡخٌ وَقَذۡفٌ (ابن ماجة) [۱]

---

[۱] حدیث نمبر ۴۰۶۲، کتاب الفتن، باب الخسوف، واللفظ لہ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۸۴۹۵.

قال الحاكم: "إِنْ كَانَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَإِنَّهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ"

وقال الذهبی فی التلخیص :علی شرط مسلم.

وقال الالبانی:إن للحديث شواهد كثيرة تشهد لصحته عن عائشة و عمران بن حصين و عبد الله بن عمر و عبد الله بن عمرو و سهل بن سعد و جابر بن عبد الله و أبی هريرة و سعيد بن راشد (السلسلة الصحيحة ، تحت حديث رقم ۱۷۸۷)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں (زلزلوں کے ذریعہ سے زمین میں) دھنس جانا اور صورتوں کا مسخ ہوجانا اور پتھروں کا برسنا ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ العِلْمُ، وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الهَرْجُ -وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ -حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ (بخاری) [1]

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ (دین کا) علم نہ اُٹھ جائے (جو کہ علماء کے اُٹھ جانے سے ہوگا) اور زلزلوں کی کثرت نہ ہوجائے، اور زمانہ قریب قریب نہ ہوجائے (یعنی اوقات میں برکت ختم ہوجائے اور وقت تیزی تیزی سے گزرنے لگے یا عمریں تھوڑی ہوجائیں) اور بہت سے فسادات ظاہر نہ ہوجائیں اور ''ہرج'' کی کثرت نہ ہوجائے اور ''ہرج'' قتل ہے، قتل ہے (یہ جملہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا) اور یہاں تک کہ تمہارے اندر مال کی حد سے زیادہ کثرت نہ ہوجائے (ترجمہ ختم)

مال کی کثرت ہوجانے کا مطلب دوسری حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی صدقہ کا مستحق بھی نہ ملے۔ [2]

اور حضرت حسن، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَزُوْلَ الْجِبَالُ عَنْ أَمَاكِنِهَا، وَتَرَوْنَ الْأُمُوْرَ الْعِظَامَ الَّتِيْ لَمْ تَكُوْنُوْا تَرَوْنَهَا (المعجم الكبير للطبراني) [3]

---

[1] حديث نمبر ١٠٣٦، كتاب الجمعة، باب ماقيل فى الزلازل والآيات، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ، فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ صَدَقَةً، وَيُدْعَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ :لَا أَرَبَ لِي فِيهِ "(مسلم، حديث نمبر ١٥٧، كتاب الزكاة، باب الترغيب فى الصدقة قبل ان لا يوجد من يقبلها)

[3] حديث نمبر ٦٨٥٧، مكتبة ابن تيمية -القاهرة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے نہ ٹل جائیں، اور آپ ایسی بڑی بڑی چیزیں نہ دیکھ لیں، جو آپ نے نہیں دیکھی ہونگیں (ترجمہ ختم)

یہی مضمون حضرت حسن سے مرسلاً بھی مروی ہے۔ [1]

نیز حضرت ثعلبہ بن عباد نے بھی ایک لمبی حدیث میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کا مضمون روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] جس کے الفاظ یہ ہیں:

لاتقوم الساعة حتى تزول الجبال من أماكنها وحتى تروا الامر العظيم الذى لم تكونوا ترونه (مصنف عبد الرزاق،حديث نمبر ۲۰۷۸۰ ،باب اشراط الساعة)

[2] جس کے الفاظ یہ ہیں:

وَلَنْ يَكُونَ ذَلِكَ كَذَلِكَ حَتَّى تَرَوْا أُمُورًا يَتَفَاقَمُ شَأْنُهَا فِي أَنْفُسِكُمْ، وَتَسَاءَلُونَ بَيْنَكُمْ هَلْ كَانَ نَبِيُّكُمْ ذَكَرَ لَكُمْ مِنْهَا ذِكْرًا، وَحَتَّى تَزُولَ جِبَالٌ عَلَى مَرَاتِبِهَا، ثُمَّ عَلَى أَثَرِ ذَلِكَ الْقَبْضُ "، قَالَ :ثُمَّ شَهِدْتُ خُطْبَةً لِسَمُرَةَ ذَكَرَ فِيهَا هَذَا الْحَدِيثَ، فَمَا قَدَّمَ كَلِمَةً، وَلَا أَخَّرَهَا عَنْ مَوْضِعِهَا (مسند احمد حديث نمبر ۲۰۱۷۸، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ۳۸۶۶۸، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۶۷۹۹، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۲۸۵۶،صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ۱۳۹۷، سنن البيهقى حديث نمبر ۶۵۸۸، مستدرک حاكم حديث نمبر ۱۲۳۰)

حضرت حسن کی معجم کبیر طبرانی کی روایت میں تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے عفیر بن معدان کے، جوکہ ضعیف ہیں، لیکن حضرت حسن کی مرسل روایت اس کی مؤید ہے، جس میں مذکورہ راوی موجود نہیں، نیز حضرت ثعلبہ بن عباد کی روایت بھی اس کی مؤید ہے۔

اور معجم کبیر طبرانی کی ایک اور روایت بھی اس کی مؤید ہے، جوکہ مندرجہ ذیل ہے:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، ثنا مَرْوَانُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ خُبَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :سَوْفَ تَرَوْنَ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ أَشْيَاءَ تَسْتَنْكِرُونَهَا عِظَامًا، تَقُولُونَ :هَلَكْنَا، حُدِّثْنَا بِهَذَا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَاذْكُرُوا اللهَ تَعَالَى، وَاعْلَمُوا أَنَّهَا أَوَائِلُ السَّاعَةِ "حَتَّى قَالَ :سَوْفَ تَرَوْنَ جِبَالًا تَزُولُ قَبْلَ حَقِّ الصَّيْحَةِ وَكَانَ يَقُولُ لَنَا " :لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَدُلَّ الْحَجَرُ عَلَى الْيَهُودِيِّ مُخْتَبِئًا كَانَ يَطْرُدُهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، فَاطَّلَعَ قُدَّامَهُ، فَاخْتَفَى، فَيَقُولُ الْحَجَرُ :يَا عَبْدَ اللهِ، هَذَا مَا تَبْغِي "(المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۷۰۸۳)

پس مذکورہ مندرجہ بالا شواہد کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔

Idara Ghufran

آج کل خطرناک زلزلوں کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جانے اور ہٹ جانے کے واقعات رونما ہونے لگے ہیں۔

اوراس کے علاوہ بڑی بڑی ایسی چیزیں رونما ہونے لگی ہیں جو بہت حیران کُن ہیں، مثلاً سمندروں میں جزیروں کا رونما اور ختم ہونا وغیرہ وغیرہ۔

اور حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَسَتَأْتُوْنَ أَفْنَادًا يُفْنِىْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَبَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ مَوْتَانٌ شَدِيْدٌ، وَبَعْدَهٗ سَنَوَاتُ الزَّلَازِلِ (مسند الإمام أحمد) [1]

ترجمہ: عنقریب تم الگ الگ گروہ بن جاؤ گے، بعض بعض کو (مار مار کر) ختم کردیں گے، اور قیامت کے قریب شدید موتیں واقع ہونگیں، جس کے بعد زلزلوں کے سال شروع ہونگے (ترجمہ ختم)

اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب لوگوں کی بداعمالیوں کی بدولت جہاں اور فتنے ظاہر ہوں گے وہاں زلزلوں کی کثرت بھی ہوگی۔

کون سے گناہ زلزلوں کا سبب بنتے ہیں؟

اب چند ایسی احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، جن میں ان گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو بطورِ خاص زلزلہ کا سبب بنتے ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُيَلَآءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِى الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (بخاری) [2]

---

[1] حديث نمبر ۱۶۹۶۴، مؤسسة الرسالة، بيروت .
إسناده صحيح، رجاله ثقات(حاشية مسند الإمام أحمد)

[2] حديث نمبر ۳۴۸۵، كتاب احاديث الانبياء، باب حديث الغار، دارطوق النجاة، بيروت ، واللفظ لهٗ، نسائى حديث نمبر ۵۳۴۱، باب التغليظ فى جر الازار، مسند احمد حديث نمبر ۵۳۴۰.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ایک آدمی اپنے ازار (پائجامہ) کو تکبر کی وجہ سے (ٹخنوں کے نیچے) لٹکا رہا تھا، اس کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اسی وقت زمین میں دھنسا دیا گیا، پس وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا (ترجمہ ختم)

بخاری شریف میں ہی ایک مقام پر یہ واقعہ ان الفاظ میں مروی ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ کے والد نے اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ اِذْ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی اپنے ازار کو (ٹخنوں کے نیچے) لٹکا رہا تھا، اس کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اسی وقت زمین میں دھنسا دیا گیا، پس وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا (ترجمہ ختم)

یہ اگرچہ انفرادی عذاب ہے، مگر زمین میں دھنسنے کا سبب زلزلہ ہے، خواہ محدود جگہ میں ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور اتراہٹ کا گناہ زلزلے کے عذاب کا سبب ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں کئی ایسے گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب ان کی کثرت ہوجائے گی، تو زلزلے کا عذاب آئے گا۔

چنانچہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُضْرَبُ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْقَيْنَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ (التاريخ الكبير للبخارى) [2]

---

[1] حديث نمبر ٥٧٩٠، كتاب اللباس، بَاب مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ الْخُيَلَاء، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] ج ١ ص ٣٠٥، دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد -الدكن، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة حديث نمبر ٤٠١٠، كتاب الفتن، باب العقوبات، شعب الايمان حديث نمبر ٥٢٢٧، مصنف ابنِ ابى شيبة حديث نمبر ٢٤٢٢٧، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ٣٣٤٢، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ٦٧٥٨.
قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات غير مالك هذا فإنه لا يعرف إلا برواية حاتم عنه فهو مجهول ولذلک قال الحافظ فيه " :مقبول "أى عند المتابعة (تحريم آلات الطرب للألبانى، ص ٤٥)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: کچھ لوگ میری امت میں سے شراب پئیں گے، جس کا نام شراب کے علاوہ کچھ اور رکھیں گے ان کے سروں پر گانے بجانے کے آلات بجائے جائیں گے، اور گانے والی گانے گائیں گی، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے، اور ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ بندر اور خنزیر بنا دیں گے (ترجمہ ختم)

معازف عربی زبان میں گانے بجانے کے تمام آلات کو کہا جاتا ہے، جس میں ڈھول، بانسری وغیرہ سب داخل ہیں۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب نوشی اور نشہ آور چیزوں پر دوسرے ناموں کا خول چڑھا کر اور لیبل لگا کر استعمال کرنا اور موسیقی کا استعمال، زلزلہ کا سبب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يُمَسَخُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِىْ قِرَدَةً وَطَائِفَةٌ خَنَازِيْرَ وَيُخْسَفُ بِطَائِفَةٍ وَيُرْسَلُ عَلٰى طَائِفَةٍ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ بِأَنَّهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَلَبِسُوا الْحَرِيْرَ وَاتَّخَذُوْا الْقِيَانَ وَضَرَبُوْا بِالدُّفُوْفِ (ذم الملاهی لابن ابی الدنیا) [2]

---

[1] والمعازف وقوله يستحلون قال بن العربی يحتمل أن يكون المعنى يعتقدون ذلک حلالا ويحتمل أن يكون ذلک مجازا على الاسترسال أی يسترسلون فی شربها كالاسترسال فی الحلال وقد سمعنا ورأينا من يفعل ذلک قوله والمعازف بالعين المهملة والزای بعدها فاء جمع معزفة بفتح الزای وهی آلات الملاهی ونقل القرطبی عن الجوهری أن المعازف الغناء والذی فی صحاحه أنها آلات اللهو وقيل أصوات الملاهی وفی حواشی الدمياطی المعازف الدفوف وغيرها مما يضرب به ويطلق على الغناء عزف وعلى كل لعب عزف ووقع فی رواية مالک بن أبی مريم تغدو عليهم القيان وتروح عليهم المعازف (فتح الباری لابن حجر،باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه)

المعازف ، هی الدفوف وغيرها مما يضرب (به) كما فی "النهاية "

وفی "القاموس : "هی الملاهی كالعود والطنبور الواحد (عزف) أو (معزف) كمنبر ومكنسة و (العازف) : اللاعب بها والمغنی ولذلک قال ابن القيم فی "الإغاثة : "وهی آلات اللهو كلها لا خلاف بين أهل اللغة فی ذلک وأوضح منه قول الذهبی فی "السير "(۱۵۸/۲۱) (المعازف) : اسم لكل آلات الملاهی التی يعزف بها كالمزمار والطنبور والشبابة والصنوج ونحوه فی كتابه "تكرة الحفاظ "(۱۳۳۷/۲)(تحريم آلات الطرب،للألبانی، صفحة ۷۹)

[2] حديث نمبر ۶،ص۲۸، مكتبة ابن تيمية، القاهرة -مصر.

كنز العمال جلد۱۵، صفحه ۲۲۳، عن ابن ابی الدنيا فی ذم الملاهی وابو الشيخ فی الفتن.

ترجمہ: میری امت کے ایک گروہ کو بندر بنادیا جائے گا اور ایک گروہ کو خنزیر، اور ایک گروہ کو زمین میں دھنسایا جائے گا اور ایک گروہ پر نامبارک آندھی بھیجی جائے گی، اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ شرابیں پئیں گے، اور ریشم پہنیں گے، اور گانے بجانے والی عورتیں رکھیں گے، اور طبلے ڈھول بجائیں گے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موسیقی کا استعمال اور شراب نوشی اور مرد حضرات کا ریشمی لباس کا استعمال زلزلہ اور صورتیں مسخ ہونے اور طوفان کا باعث ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَقَذْفٌ، قِيْلَ وَمَتٰى ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ اِذَا ظَهَرَ الْقَيَّانُ وَالْمَعَازِفُ وَاسْتَحَلَّتِ الْخُمُوْرَ (مسند عبد بن حميد) [1]

ترجمہ: اس امت میں دھنسائے جانے اور صورتیں مسخ کیے جانے اور پتھر برسائے جانے کا عذاب ہوگا، سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے بجانے والی عورتوں اور گانے بجانے کے آلات (موسیقی) کی کثرت ہوجائے گی، اور شرابوں کو حلال سمجھا جانے لگے گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ موسیقی اور ساز باجوں کا استعمال اور شراب کو حلال سمجھنا، زلزلہ اور صورتیں مسخ ہوجانے اور پتھر برسنے کے عذاب کا باعث ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يَبِيْتُ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْنَ قَدْ مُسِخُوْا خَنَازِيْرَ، وَلَيُخْسَفَنَّ بِقَبَائِلَ فِيْهَا وَفِيْ دُوْرٍ فِيْهَا، حَتّٰى يُصْبِحُوْا فَيَقُوْلُوْا خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِيْ فُلَانٍ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ بَنِيْ فُلَانٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمْ حَصْبَاءُ حِجَارَةٌ كَمَا أُرْسِلَتْ عَلٰى قَوْمِ لُوْطٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نَسَفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيْرَ، وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ، وَقَطِيْعَتِهِمُ

[1] جلد۲ صفحہ ۳۸، حدیث نمبر ۴۵۴.

www.idaraghufran.org

الرَّحِمَ قَالَ وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرٰى فَنَسِيتُهَا(مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میری امت میں سے کچھ لوگ کھانے پینے اورلہو(گانے بجانے کے مشغلہ) پر رات گزاریں گے، پھر صبح ہونے پر مسخ کر کے خنزیر بنا دیے جائیں گے، اور کچھ قبیلوں اور گھرانوں کوان کے گھروں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جب لوگ صبح کریں گے، تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کوفلاں قبیلہ کو، فلاں گھرانے کو، گھروں سمیت دھنسا دیا، اوران پر تیز آندھی اور پتھر پھینکے جائیں گے، جیسا کہ قومِ لوط پر پھینکے گئے، اوران پر تیز وتند طوفان بھیجا جائے گا، جوان کوتہس نہس کردے گا، جس طرح پہلے لوگوں کو(تہس نہس) کیا گیا تھا، ان کے شراب پینے کی وجہ سے اور سود کھانے کی وجہ سے اور ریشم پہننے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) اختیار کرنے کی وجہ سے، اوران کے قطع رحمی کرنے کی وجہ سے، اوراس کے علاوہ بھی بعض خصلتیں ذکر کیں، جو مجھے یاد نہیں رہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں شراب پینے، سود کھانے، ریشم پہننے اور گانے بجانے اور قطع رحمی کے گناہوں کو زلزلہ اور دوسرے خطرناک عذابوں کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَكُونَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِكَ إِذَا شَرِبُوا الْخُمُورَ وَاتَّخَذُوا الْقَيْنَاتِ وَضَرَبُوا بِالْمَعَازِفِ(ذم الملاهي لابن ابی الدنيا) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمّت میں یقیناً زمین میں دھنس جانے

---

[1] حديث نمبر ۸۵۷۲ كتاب الفتن والملاحم، دار الكتب العلمية -بيروت؛ مسند ابو داؤد الطيالسي، حديث نمبر ۱۲۲۰ .

قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ لِجَعْفَرٍ، فَأَمَّا فَرْقَدٌ فَإِنَّهُمَا لَمْ يُخْرِجَاهُ

تعليق الذهبي فى التخليص: صحيح.

[2] حديث نمبر ۷، ج ۱ ص ۲۹، باب فى المزمار، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

تحقيق الألباني (صحيح) (صحيح وضعيف الجامع الصغير، حديث نمبر ۹۵۹۸)

اورآسمان سے پتھر برسنے اورصورتیں مسخ ہوجانے کا عذاب آئے گا، اور یہ اس وقت ہوگا جب لوگ کثرت سے شراب پییں گے، اورگانے والی عورتیں رکھیں گے اورگانے بجانے کا سامان استعمال کریں گے(ترجمہ ختم)

اس حدیث میں شراب پینے اور گانے اور موسیقی کو زلزلہ اور دوسرے عذابوں کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

اورحضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بسندِ ضعیف حضورﷺ کا ارشادمروی ہے کہ:

قیامت کے قریب ۷۲ باتیں پیش آئیں گی (جن میں سے چند ایک یہ ہیں) لوگ نمازیں غارت کرنے لگیں گے، سود کھانے لگیں گے، معمولی معمولی باتوں پرخونریزی کرنے لگیں گے، قطع رحمی (یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی) ہوگی، انصاف نایاب ہوجائے گا، ظلم عام ہوجائے گا، طلاقوں کی کثرت ہوگی، ناگہانی موت عام ہوجائے گی، امیر اوروزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں گے، سردار اورحکمران ظلم پیشہ لوگ ہونگے، گناہ زیادہ ہوجائیں گے، شرابیں پی جائیں گی، تجارت میں عورت مرد کے ساتھ شرکت کرے گی، مرد عورتوں کی نقّالی کریں گے، عورتیں مردوں کی نقّالی کریں گی (یعنی مرد عورتوں جیسا حُلیہ بنائیں گے اورعورتیں مردوں جیسا حُلیہ بنائیں گی۔ دیکھ کر پتہ لگانا مشکل ہوگا کہ یہ مرد ہے یا عورت ہے) آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا، اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا، گانے والی عورتوں کی تعظیم وتکریم کی جائے گی (یعنی جو عورتیں گانے بجانے کا پیشہ کرنے والی ہیں، ان کی تعظیم اورتکریم کی جائے گی اوران کو بلند مرتبہ دیا جائے گا) گانے بجانے اورموسیقی کے آلات کوسنبھال کررکھا جائے گا، اُمّت کے آخری لوگ اپنے سے پہلے لوگوں پرلعن طعن کریں گے (یعنی ان کی عیب جوئی کریں گے)

پھرفرمایا کہ جب یہ علامات ظاہرہوں تو اس وقت اس کا انتظار کرو کہ:

یا توتم پرسُرخ آندھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائے، یا زلزلے آجائیں اورزمین میں

Idara Ghufran

دھنس جائیں، یا لوگوں کی صورتیں بدل جائیں، یا آسمان سے پتھر برسیں، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور عذاب آجائے (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم) [1]

یہ حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے کمزور ہے، مگر اس حدیث میں مذکور بہت سی چیزوں کی دوسری احادیث سے تائید ہوتی ہے۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ایک اور شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اے اُمُّ المؤمنین! ہم سے زلزلہ کے متعلق کوئی بات کہئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

إِذَا اسْتَبَاحُوا الزِّنَا، وَشَرِبُوا الْخَمْرَ، وَضَرَبُوا بِالْمَغَانِيْ، غَارَ اللّٰهُ عَزَّ

---

[1] حدثنا أبو اسحاق بن حمزة وسليمان بن احمد واللفظ له قالا ثنا ابراهيم بن محمد بن عون ثنا سويد بن سعيد عن فرج بن فضالة عن عبد الله ابن عبيد بن عمير الليثى عن حذيفة بن اليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من اقتراب الساعة اثنتان وسبعون خصلة إذا رأيتم الناس أماتوا الصلاة وأضاعوا الأمانة وأكلوا الربا واستحلوا الكذب واستخفوا الدماء واستعلوا البناء وباعوا الدين بالدنيا وتقطعت الأرحام ويكون الحكم ضعفا والكذب صدقا والحرير لباسا وظهر الجور وكثر الطلاق وموت الفجاء ة وائتمن الخائن وخون الأمين وصدق الكاذب وكذب الصادق وكثر القذف وكان المطر قيظا والولد غيظا وفاض اللئام فيضا وغاض الكرام غيضا وكان الأمراء فجرة والوزراء كذبة والأمناء خونة والعرفاء ظلمة والقراء فسقة إذا لبسوا مسوك الضأن قلوبهم أنتن من الجيفة وأمر من الصبر يغشيهم الله فتنة يتهاوكون فيها تهاوك اليهود الظلمة وتظهر الصفراء يعنى الدنانير وتطلب البيضاء يعنى الدراهم وتكثر الخطايا وتغل الامراء وحليت المصاحف وصورت المساجد وطولت المنائر وخربت القلوب وشربت الخمور وعطلت الحدود وولدت الأمة ربها وترى الحفاة العراة وقد صاروا ملوكا وشاركت المرأة زوجها فى التجارة وتشبه الرجال بالنساء والنساء بالرجال وحلف بالله من غير أن يستحلف وشهد المرء من غير أن يستشهد وسلم للمعرفة وتفقه لغير الدين وطلبت الدنيا بعمل الآخرة واتخذ المغنم دولا والامانة مغنما والزكاة مغرما وكان زعيم القوم أرذلهم وعق الرجل أباه وجفا أمه وبر صديقه وأطاع زوجته وعلت أصوات ا لفسقة فى المساجد واتخذت القينات والمعازف وشربت الخمور فى الطرق واتخذ الظلم فخرا وبيع الحكم وكثرت الشرط واتخذ القرآن مزامير وجلود السباع صفافا والمساجد طرقا ولعن آخر هذه الامة أولها فليتقوا عند ذلك ريحا حمراء وخسفا ومسخا وآيات غريب من حديث عبدالله بن عبيد بن عمير لم يروه عنه فيما أعلم إلا فرج بن فضالة (حلية الاولياء، جزء۳، صفحه ۳۵۸)

[2] وَفِى إِسْنَادِهِ فَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْهُ وَفِيهِ ضَعْفٌ وَانْقِطَاعٌ (التلخيص الحبير فى تخريج أحاديث الرافعى الكبير، كِتَابُ الزَّكَاةِ ،بَابُ زَكَاةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ)

وَجَلَّ فِيْ سَمَائِهٖ فَقَالَ لِلْأَرْضِ :تَزَلْزَلِيْ بِهِمْ.فَإِنْ تَابُوْا وَنَزَعُوْا، وَإِلَّا هَدَمَهَا عَلَيْهِمْ .قَالَ :قُلْتُ :يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَعَذَابٌ لَهُمْ؟ قَالَتْ :بَلْ مَوْعِظَةٌ وَّرَحْمَةٌ وَبَرَكَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَنَكَالٌ وَعَذَابٌ وَسَخَطٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ (العقوبات لابن أبی الدنیا) [۱]

ترجمہ: جب لوگ زنا کو جائز کام کی طرح کرنے لگیں اور شرابیں پینے لگیں۔ اور ڈھولک وسارنگی بجانے لگیں اُس وقت حق تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور زمین کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو ذرا ہلا ڈال! پھر اگر (ان لوگوں نے) توبہ کر لی اور باز آ گئے تو خیر! ورنہ (اس سرکشی کا تقاضا یہ ہے کہ) ان پر عمارتیں گرائی جائیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یہ بطورِ عذاب اور سزا کے ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ ایمان والوں کے لئے نصیحت اور رحمت و برکت ہے اور کافروں کے لئے پکڑ عذاب اور غضب ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ زلزلہ مسلمانوں کو نصیحت اور تنبیہ کرنے اور نیک لوگوں کے گناہ مُعاف و درجات بلند کرنے اور کافروں پر عذاب اور وبال کے طور پر آتا ہے۔

پس اگر مسلمان اس سے عبرت نہ پکڑیں اور گناہوں (خاص کر زنا، شراب نوشی اور گانے بجانے) کو نہ چھوڑیں اور توبہ نہ کریں اور اللہ کی پکڑ سے نہ ڈریں تو دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہت نقصان اور خسارے کی بات ہے۔

اور محمد بن عبدالملک بن مروان سے روایت ہے کہ:

زُلْزِلَتْ بِالنَّاسِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ :أَيُّهَا النَّاسُ، مَا كَانَتْ هٰذِهِ الزَّلْزَلَةُ إِلَّا عَنْ شَيْءٍ أَحْدَثْتُمُوْهُ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ عَادَتْ لَا أُسَاكِنُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا (العقوبات لابن أبی الدنیا) [۲]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زلزلہ ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اِس زلزلہ کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم نے کوئی نیا گناہ کیا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

---

[۱] حدیث نمبر ۱۷، باب اسباب العقوبات وانواعها، ص ۲۹، دار ابن حزم، بیروت.

[۲] حدیث نمبر ۱۸، باب اسباب العقوبات وانواعها، ص ۲۹، دار ابن حزم، بیروت.

اگر یہ پھر ہوا تو میں تمہارے ساتھ یہاں نہیں رہوں گا (کہیں اور چلا جاؤں گا) (ترجمہ ختم)

اورحارث بن نعمان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، إِنَّكُمْ قَدْ رُجِفْتُمْ، وَالرَّجْفُ مِنْ كَثْرَةِ الرِّبَا، وَإِنَّ قُحُوطَ الْمَطَرِ مِنْ قُضَاةِ السُّوْءِ وَأَئِمَّةِ الْجَوْرِ، وَإِنَّ مَوْتَ الْبَهَائِمِ وَنُقْصَانَ الثَّمَرِ مِنْ قِلَّةِ الصَّدَقَةِ، فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ، أَوْ لَيَخْرُجَنَّ عُمَرُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِكُمْ؟ (العقوبات لابن أبي الدنيا) [1]

ترجمہ: اے مدینہ کے لوگو! تم کو زلزلہ آیا ہے، اور زلزلہ سود کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور بارش کا قحط بُرے فیصلے کرنے اور ظالم رہبروں کی وجہ سے ہوتا ہے، اور چوپاؤں کی موت اور پھلوں کی کمی صدقہ (وزکاۃ) کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے، کیاتم باز نہیں آؤ گے، یا پھر عمر تمہارے درمیان سے نکل کر چلا جائے (ترجمہ ختم)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ زلزلہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے آتا ہے۔

خاص کر تکبر، شراب نوشی، گانے بجانے، سود کی کثرت، زنا، اور مَردوں کے ریشمی لباس کے استعمال کا گناہ، زلزلہ کے آنے کا باعث ہوتا ہے۔

یہ باتیں خیرالقرون کے بابرکت زمانے میں اُس وقت بیان کردی گئی تھیں جب ان باتوں اور گناہوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، لیکن آج جبکہ نشہ اور شراب عام ہے، منشیات فروشی اور منشیات نوشی کو بہت سے لوگوں نے بہترین مشغلہ بنایا ہوا ہے، گلی، گلی، محلّہ، محلّہ، شہر، شہر ہر جگہ نشئی لوگوں کی بھرمار ہے، اُبھرتی ہوئی جوانیاں اس کی وجہ سے تباہ ہورہی ہیں، گھر اُجڑ رہے ہیں، عورتیں مطلّقہ اور بیوہ ہورہی ہیں، بچے یتیم ہورہے ہیں، لیکن قوم پر نشہ کا بھوت اس طرح سوار ہے کہ کسی طرح اترنے کا نام ہی نہیں لیتا، آئے دن نشہ کرنے کے نت نئے طریقے ایجاد ہورہے ہیں، پاؤڈر، ٹیکے کے علاوہ جدید منشیات کے ایسے جدید طریقے چل پڑے ہیں کہ جدید تہذیب میں ان کو اختیار کرنا باعثِ فخر سمجھا جانے لگا ہے۔

---

[1] حديث نمبر ۵۵ ٣، باب اسباب العقوبات وانواعها، ص ۲۲۴، دار ابن حزم، بيروت.

گانے والی عورتیں اس طرح ہر ایک کے پاس ہیں کہ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ، ٹی وی، آڈیو وڈیو کیسٹیں اورسی ڈیز اور موبائل فونوں میں گانے ریکارڈ شدہ شکل میں موجود ہیں، کیبل اور ڈِش سسٹم گھروں میں گھسا ہوا ہے، انٹرنیٹ کے بڑے بڑے کلب (جن کو فحاشی کا اڈّہ کہنا چاہئے) کھل چکے ہیں، جب چاہیں اِن گانے والی عورتوں کی آوازیں سنیں، جب چاہیں ان کو دیکھیں، ریڈیو، ٹیپ، موبائل فون ہر جگہ لے جانا آسان ہے، سفر وحضر میں بہت سے لوگ ساتھ رکھتے ہیں، گاڑیاں چلانے والوں کو گانے کے بغیر گاڑی چلانا مشکل معلوم ہو رہا ہے، مسافر کو سفر دشوار محسوس ہو رہا ہے، ریلوے اسٹیشنوں اور ائیر پورٹوں پر موسیقی کے بغیر انتظار نا گوار ہو رہا ہے، گانے بجانے کے سامان کا استعمال عام ہے۔

گانا بجانا ہے عام　　　　مکان ہو یا دوکان

زلزلہ کے بارے میں چند غلط فہمیوں کا ازالہ

آج کل زلزلہ کے بارے میں بعض لوگ کئی غلط فہمیوں کا شکار ہیں، جن کا ذیل میں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)......بعض لوگ زلزلہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر زلزلہ آ گیا تو کیا ہوا؟ سب کے لئے آئے گا تنہا ہمارے ہی لئے تو نہیں ہوگا، لہٰذا جو حال سب کا ہوگا وہی ہمارا بھی ہوگا پھر ڈرنے کی کیا ضرورت؟

اس قسم کی باتیں سخت خطرناک ہیں، اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو جانا دنیا وآخرت کے اعتبار سے بڑی تباہی کا باعث ہے۔

(۲)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ زلزلہ گائے کے سینگ بدلنے سے ہوتا ہے۔

اس بارے میں عرض ہے کہ کسی معتبر روایت سے یہ بات ثابت نہیں اس لئے یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے (''اخبار الزلزلہ'' بتغیر ص ۶)

(۳)......بعض لوگ زلزلہ کو ایک اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہیں۔

حالانکہ کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کے بغیر حرکت نہیں کرتا، ہمیں چونکہ اپنی محدود عقل

کے سہارے اس حرکت کی حکمت ومصلحت کا علم نہیں ہوتا، اس لئے ہم اپنی لاعلمی کو اتفاق کے پردے میں چُھپا لیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دنیا کے یہ انقلابات کسی اتفاق کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ورنہ ان تمام اتفاقی واقعات کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوا کرتی ہے، ہمارے اوپر چھائی ہوئی اس پُر اِسرار کائنات میں جو واقعات رُونُما ہوتے ہیں، ان میں سے بہت سے واقعات وہ ہیں جن کے ظاہری اسباب ونتائج ہمیں معلوم نہیں ہوتے، اور بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ ان کے کم از کم ظاہری اسباب ہمارے علم میں آ چکے ہیں، لیکن جو کچھ ہمارے علم میں آیا ہے، وہ ان واقعات کا ظاہری سبب ہے، مگر ان ظاہری اسباب کے پیچھے ان تمام واقعات کی اصل عِلَّت وحکمت کیا ہے؟ اس کا پتہ ہمیں شریعت اور وحی سے چلتا ہے، لہٰذا جب شریعت نے بتلا دیا کہ زلزلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گناہوں کی وجہ سے آتا ہے، تو اس کو اتفاقی حادثہ قرار دینا درست نہیں۔

(۴)......آج کل کے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ زمین پر زلزلہ اس وقت آتا ہے کہ زمین کے اندر بہت زیادہ مقدار میں بُخارات جمع ہونے سے ایک ہائیڈروجن اور اسٹیم بن جاتی ہے، یا پہاڑوں کے آتش فشاں کے گرد وپیش بخارات جمع ہو جاتے ہیں، اور وہ ایک دم باہر نکلنا چاہتے ہیں تو اگر زمین کے مسام (باریک باریک سوراخ) تنگ ہوں جس کی وجہ سے ان مسامات سے بخارات نہ نکل سکیں تو اُن کی وجہ سے زمین پر زلزلہ واقع ہوتا ہے، جیسا کہ آج کل کھانا وغیرہ پکانے کا پریشر کُوکر ہے کہ اگر اس کے نیچے آگ جلنے سے اندر زیادہ مقدار میں بخارات (گیس) جمع ہو جائیں اور اوپر سے سوراخ بند ہونے کی وجہ سے ان کو نکلنے کی جگہ نہ ملے تو ایک دم پریشر کُوکر کو حرکت ہوتی ہے اور بعض اوقات یک لخت پھٹ بھی جاتا ہے۔

مگر اولاً تو ضروری نہیں کہ سائنس کا ہر مسئلہ صحیح اور حقیقت کے مطابق ہو، یہی وجہ ہے کہ سائنس کی تحقیق آئے دن بدلتی اور تبدیل ہوتی رہتی ہے، لیکن شریعت اور وحی سے ثابت شدہ بات حتمی ویقینی ہے۔

لہٰذا جہاں سائنس اور اسلام کی تحقیق میں فرق ہو جائے وہاں اسلام کی تحقیق کو معتبر سمجھا جائے گا، دوسرے بالفرض کسی چیز کے بارے میں اسلام اور سائنس میں ٹکراؤ ہو جائے تو بھی ضروری نہیں کہ حقیقت میں ٹکراؤ ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس عالَمِ اسباب میں ظاہری سبب ایک چیز ہو اور اس کے پیچھے

کوئی اور چیز کارفرما ہو جو بظاہر ہماری نظروں سے اوجھل ہو۔

اور ایک مسبب کے ایک سے زیادہ اسباب ہو سکتے ہیں (خواہ بعض قریبی اسباب ہوں اور بعض دُور کے، یعنی اسباب کے اسباب) جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کو غصہ دلانے والی کوئی بات کہہ دی گئی۔ اس شخص کو اس غصہ سے اشتعال پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو کر سرسام ہو گیا اور اس طرح سے وہ شخص ہلاک ہو گیا۔ تو اس کی ہلاکت کا سبب سرسام کو کہنا بھی صحیح ہے اور اشتعال کو بھی اور غصہ کو بھی اور اس کو بے جا غصہ دلانے والی بات کو بھی۔ ان میں باہم کوئی ٹکراؤ نہیں، البتہ جو شخص طب کے فن سے واقف نہیں اگر اس کے سامنے یہ بات کہی جائے کہ وہ شخص گالی یا غصہ کی بات سے ہلاک ہو گیا تو اس کو اس بات پر تعجب ہوگا۔ اسی طرح جو لوگ روحانی طب سے ناواقف ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت اور گناہوں کے نقصانات اور اثرات کو نہیں جانتے وہ اس قسم کی باتوں کو غلط سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ (سورہ یونس آیت ۳۹ پ ۱۱)

’’بلکہ ایسی چیز کو جھٹلانے لگے ہیں جس (کے صحیح وغلط ہونے) کو اپنے علمی احاطے میں نہیں لائے اور ابھی آئی نہیں ان کے پاس اس کی حقیقت‘‘

لہٰذا یوں کہا جائے گا کہ گناہوں کی کثرت سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتے ہیں اور اس وقت زمین کو حرکت دینا چاہتے ہیں اور اس کے لئے زمین کے اندر آتش فشاں یا بخارات اور لہروں کو پیدا فرماتے یا حرکت کا حکم دیتے ہیں اور زمین کی رگوں اور پلیٹوں کو ایک دوسرے سے قریب یا دُور کرتے ہیں جس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔

اور اس طرح ظاہری سبب ہمارے سامنے یہ ظاہری چیزیں ہوتی ہیں اور درحقیقت ان کے پسِ پردہ اللہ احکم الحاکمین کا حکم اور مشیت ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں یہ سب کچھ ہوتا ہے جو ماہرینِ سائنس کو نظر آتا ہے، تو سائنس اور شریعت کی باتوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں رہتا (’’اخبار الزلزلہ‘‘ بتغیر واضافہ)

زلزلہ سے حفاظت کے حقیقی اسباب

احادیث اور روایات سے زلزلہ سے حفاظت کے لئے چند اسباب وآداب معلوم ہوتے ہیں، جو کہ درجِ ذیل ہیں:

(۱)......توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا۔

(۲)......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنا

(۳)......دعا کا اہتمام کرنا۔

(۴)......زکاۃ وصدقات کا اہتمام کرنا۔

(۵)......فرض اور نفل نمازوں کا اہتمام کرنا۔

عوام میں جو رواج ہے کہ زلزلے کے وقت اذانیں کہنے لگتے ہیں شرعی دلائل سے اس کا ثبوت نہیں۔

آگے ان اسباب وآداب کے بارے میں ترتیب وار کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)......توبہ واستغفار کا اہتمام

قرآن وسنت سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ زلزلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گناہوں کی وجہ سے آتا ہے، لہٰذا زلزلہ سے بچنے کا سب سے پہلا سبب گناہوں کو چھوڑنا اور توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا ہوا۔

بطورِ خاص احادیث میں جن گناہوں کی وجہ سے زلزلوں کے آنے کی نشاندہی کی گئی ہے، ان سے بچنا اور توبہ واستغفار کرنا ضروری ہوا۔

استغفار کے معنیٰ اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کے آتے ہیں۔

اہلِ علم حضرات نے ایک حیثیت سے استغفار کو توبہ سے عام اور دوسری حیثیت سے خاص قرار دیا ہے، اور استغفار اور توبہ میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ توبہ صرف اپنی ذات ہی کے لئے ہوتی ہے، جبکہ

استغفار اپنے لئے اور اپنے علاوہ دوسرے کے لئے بھی ہوتا ہے۔

نیز توبہ میں گزشتہ زمانہ پر (جس میں وہ گناہ سرزد ہوا) ندامت وشرمندگی ہوتی ہے، اور آئندہ زمانہ میں اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہوتا ہے، جبکہ استغفار میں صرف ماضی کے گناہ پر مغفرت طلب کی جاتی ہے، اور اس کے لئے آئندہ زمانہ میں اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری نہیں۔ [1]

پھر استغفار یعنی مغفرت طلب کرنا کبھی تو صرف زبان سے ہوتا ہے، اور کبھی صرف دل سے ہوتا ہے، اور کبھی زبان اور دل دونوں سے ہوتا ہے۔

استغفار کی یہ تمام صورتیں نافع اور مفید ہیں، البتہ تیسری صورت (یعنی زبان اور دل دونوں سے استغفار کرنا) سب سے زیادہ مفید ہے (کیونکہ اس میں دل اور زبان دونوں مغفرت طلب کرنے میں مشغول ہوتے ہیں)

اور اس کے بعد دوسری صورت (یعنی دل سے استغفار کرنے) کا درجہ ہے (کیونکہ اس میں دل مغفرت طلب کرنے میں مشغول ہوتا ہے، اور اصل مرکز دل ہی ہے)

اور اس کے بعد پہلی صورت (یعنی صرف زبان سے استغفار کرنے) کا درجہ ہے (کیونکہ اس میں

---

[1] باب الاستغفار أی طلب المغفرة (مرقاة، ج۸ص۱۵۸، کتاب الدعوات، باب الاستغفار)

والاستغفار استفعال من الغفران وأصله من الغفر وهو إلباس الشيئ بما يصونه عن الدنس ومن قيل اغفر ثوبک فی الوعاء فإنه أغفر للوسخ والغفران والمغفرة من الله أن يصون عبده عن العذاب والتوبة ترک الذنوب علی أحد الوجوه (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوی، تحت حديث رقم ۳۰۵۲)

واعلم أنه قد نبه الشيخ شمس الدين الجزری علی الفرق بين التوبة والاستغفار، بأن التوبة لا تكون إلا لنفسه، بخلاف الاستغفار، فإنه يكون لنفسه ولغيره .وبأن التوبة :هی الندم علی ما فرط منه فی الماضی، والعزم علی الامتناع عنه فی المستقبل .والاستغفار: طلب الغفران لما صدر منه، ولا يجب فيه العزم فی المستقبل (فيض الباری شرح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة)

وليعلم أن بين التوبة والاستغفار فرقاً فإن التوبة هو ترک الإثم والعزم علی الترک مع الندامة علی ما فعل ، وليس ذلک فی الاستغفار وعلی هذا يمكن الاستغفار للغير بخلاف التوبة (العرف الشذی، ج۱ص۳۸۳، باب ما جاء فی الصلاة عند التوبة)

زبان کا عمل پایا جاتا ہے، نیز یہ ذکر کی عادت کا باعث ہے) [1]

گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فی نفسہٖ توبہ اور استغفار دو الگ الگ عمل ہیں۔

البتہ اگر استغفار اس طرح کیا جائے کہ اپنے گناہ پر ملامت ہونے کے ساتھ ساتھ آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا بھی پختہ ارادہ ہو، تو پھر یہ استغفار توبہ کو بھی شامل ہوگا، اور اسی حیثیت سے بعض اوقات استغفار کا توبہ پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اگر استغفار میں توبہ کی حقیقت شامل نہ ہو، تو اس پر گناہ کی معافی کا مرتب ہونا ضروری نہیں، البتہ ایک امکان ضرور ہے۔

تاہم ایسی صورت میں استغفار کا اجر وثواب ضرور حاصل ہوگا۔ [2]

---

[1] وقال السبکی الکبیر الاستغفار طلب المغفرة باللسان أو بالقلب أو بهما الأول فیه نفع لأنه خیر من السکوت ولأنه یعتاد فعل الخیر والثانی نافع جدا والثالث أبلغ منه لکنهما لا یمحصان الذنوب حتی توجد التوبة فإن العاصی المصر یطلب المغفرة ولا یستلزم ذلک وجود التوبة منه قلت قوله لا یمحصان الذنب حتی توجد التوبة مراده أنه لا یمحصانه قطعا وجزما لا أنه لا یمحصانه أصلا لأن الاستغفار دعاء وقد یستجیب الله دعاء عبده فیمحص ذنبه ولأن التمحیص قد یکون بفضل الله تعالی أو بطاعة من العبد أو ببلیة فیه ثم قال والذی ذکرته من أن معنی الاستغفار غیر معنی التوبة وهو بحسب وضع اللفظ لکنه غلب عند کثیر من الناس أن لفظ أستغفر الله معناه التوبة فمن کان ذلک معتقده فهو یرید التوبة لا محالة ثم قال وذکر بعض العلماء أن التوبة لا تتم إلا بالاستغفار لقوله تعالی وأن استغفروا ربکم ثم توبوا إلیه هود والمشهور أنه لا یشترط مرقاة، ج۸ص۱۷۸، کتاب الدعوات، باب الاستغفار)

وکثیراً ما یُقرن الاستغفارُ بذکر التوبة ، فیکون الاستغفارُ حینئذٍ عبارةً عن طلب المغفرة باللسان ، والتوبة عبارة عن الإقلاع عن الذنوب بالقلوب والجوارح (جامع العلوم والحکم بشرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم،لابن رجب ،الحدیث الثانی والأربعون)

[2] قال فی الحلبیات :الاستغفار طلب المغفرة إما باللسان أو بالقلب أو بهما فالأول فیه نفع لأنه خیر من السکوت ولأنه یعتاد قول الخیر والثانی نافع جدا والثالث أبلغ منه لکن لا یمحصان الذنوب حتی توجد التوبة فإن العاصی المصر یطلب المغفرة ولا یستلزم ذلک وجود التوبة منه ، قال :وما ذکر من أن معنی الاستغفار غیر معنی التوبة هو بحسب وضع اللفظ لکنه غلب عند الناس أن لفظ أستغفر الله معناه التوبة فمن اعتقده فهو یرید التوبة لا محالة وذکر بعضهم أن التوبة لا تتم إلا بالاستغفار لآیة *(استغفروا ربکم ثم توبوا إلیه) (هود:۵۲) والمشهور عدم الاشتراط انتهی (فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۸۳۲۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس میں شبہ نہیں کہ اگر استغفار دل اور زبان کے ساتھ اس طرح کیا جائے، کہ اس میں توبہ کی حقیقت بھی شامل ہو، یعنی فی الحال اس گناہ کو چھوڑ کر گزشتہ کئے پر ندامت اور شرمندگی ہو، اور آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ ہو، تو یہ زیادہ مفید اور نورٌ علیٰ نور ہے۔ [1]

توبہ واستغفار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اپنے عذاب اور پکڑ سے بچا کر خوش عیش اور عمدہ زندگی نصیب فرماتے ہیں، اوراس کی وجہ سے آخرت میں بھی عذاب سے بچا کر عظیم اجروثواب عطا فرماتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ. وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ (سورة الزمر آیت ۵۳ تا ۵۶)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے اے میرے بندو جنھوں نے (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا، بے شک وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

باب الاستغفار أی طلب المغفرة وهو قد يتضمن التوبة وقد لا يتضمن (مرقاة، ج۸ص ۱۵۸، کتاب الدعوات، باب الاستغفار)

ثم اعلم أن التوبة إذا وجدت بشروطها المعتبرة فلا شك فی قبولها وترتب المغفرة عليها لقوله تعالى وهو الذی يقبل التوبة عن عباده الشوری ولا يجوز الخلف فی أخباره ووعده ووعيده وأما الاستغفار على وجه الافتقار والانكسار بدون تحقق التوبة فقد يكون ما حيا لذنوبه وقد لا يكون ماحيا لكن يترتب عليه الثواب البتة وهو داخل تحت المشيئة (مرقاة، ج۸ص ۲۱۴، کتاب الدعوات، باب الاستغفار)

[1] وفی جمعه بين الاستغفار والتوبة احتياط، لأن الاستغفار محتمل لكل من لمعنيين، ويقرب حمله على التوبة (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الحث)

www.idaraghufran.org

بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے گی۔اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے ہائے افسوس، اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی، بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں رہا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(سورۃ التوبۃ آیت ۱۰۴)

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے اور بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۵)

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کردیتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو (ترجمہ ختم)

ان دونوں آیات سے اللہ تعالیٰ کا بندوں کی توبہ قبول فرما کر گناہوں کو معاف کرنا معلوم ہوا۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا. وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

(سورة النساء آيت ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: اللہ پرتوبہ قبول کرنے کا حق انہیں لوگوں کے لیے ہے جو جہالت کی وجہ سے برا کام کرتے ہیں اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے سر پر آنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، لہٰذا گناہ ہونے کے بعد جلد از جلد توبہ کرنی چاہئے کہ کہیں خدانخواستہ موت سر پر نہ آ جائے۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

(سورة النساء آيت ۱۱۰، ۱۱۱)

ترجمہ: جوشخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا۔ اور جوشخص کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہوتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورة المائدة، آيت ۳۹)

Idara Ghufran

ترجمہ: پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ترجمہ ختم)

غرضیکہ مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ و استغفار کی طرف ابھارا ہے، اور توبہ کے ذریعہ سے گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ (سورة هود آيت ۳ پ ۱۲)

ترجمہ: اور یہ کہ تم اپنے رب سے (گناہوں پر) استغفار کرو، پھر اس کی طرف (توبہ کے ذریعے سے) رجوع کرو، وہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھے سامانِ زندگی سے نوازے گا، اور وہ عطا فرمائے گا ہر فضل والے کو اس کا فضل، اور اگر تم لوگ پھر گئے (اس راہِ حق و ہدایت سے) تو مجھے خوف ہے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار کے ذریعہ سے دنیا میں پاکیزہ اور وسعتِ رزق والی عیش کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ [1]

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سوره انفال آيت ۳۳ پ ۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے، اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے ہوں (ترجمہ ختم)

---

[1] (وَأَنِ استغفروا رَبَّكُمْ) من الشرک (ثُمَّ تُوبُواْ) ارجعوا (إِلَيْهِ) بالطاعة (يُمَتِّعْكُمْ) فى الدنيا (متاعا حَسَنًا) بطيب عيش وسعة رزق (إلى أَجَلٍ مُّسَمًّى) هو الموت (وَيُؤْتِ) فى الآخرة (كُلَّ ذِى فَضْلٍ) فى العمل (فَضْلَه) جزاءه (وَإِن تَوَلَّوْاْ) فيه حذف إحدى التاء ين أى تُعرضوا (فَإِنِّى أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ)(تفسير الجلالين، تحت آيت ۳ من سورة هود)

www.idaraghufran.org

اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے عذاب سے حفاظت ہوتی ہے۔ [1]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلْعَبْدُ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (بخاری) [2]

ترجمہ: بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

فَاسْتَغْفِرِى اللّٰهَ، ثُمَّ تُوبِىْ إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ، ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (مسنداحمد) [3]

ترجمہ: تم اللہ سے استغفار کرو، پھر اللہ سے توبہ کرو، پس بے شک بندہ جب گناہ کا اعتراف کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَاسْتَغْفِرِى اللّٰهَ وَتُوبِىْ إِلَيْهِ، فَإِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ اَلنَّدَمُ وَالْاِسْتِغْفَارُ (شعب الإيمان للبيهقى) [4]

ترجمہ: تم اللہ سے استغفار کرو، اور اس سے توبہ کرو، پس بے شک گناہ سے توبہ،

---

[1] عَنْ أَبِى بُرْدَةَ بْنِ أَبِى مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِى (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ) (الأنفال:٣٣) فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيهِمُ الاسْتِغْفَارَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيثِ(ترمذى، حديث نمبر ٣٠٩٢، ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الانفال)

[2] حديث نمبر ٢٦٦١، كتاب الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضا، دارطوق النجاة، بيروت.

[3] حديث نمبر ٢٥٦٢٣،مؤسسة الرسالة، بيروت.
إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

[4] حديث نمبر ٦٦٢٧،باب فى السرور بالحسنة والاغتمام بالسيئة،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض.

Idara Ghufran

ندامت اور (گناہ سے) مغفرت طلب کرنے کا نام ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: (گناہ پر) ندامت کا ہونا توبہ ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے توبہ کے لئے ضروری ہے کہ گناہ کا اعتراف کیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر گناہ پر ندامت وشرمندگی نہیں پائی جاتی، جو توبہ کے لئے ضروری ہے۔

پس جو لوگ آج کل گناہ کر کے گناہ کا اعتراف نہیں کرتے، بلکہ گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھتے (مثلاً موسیقی کو نعوذ باللہ تعالیٰ جائز سمجھتے ہیں) وہ توبہ کی توفیق سے محروم رہتے ہیں۔

اور اسی وجہ سے بدعتی اس وقت تک توبہ سے محروم رہتا ہے، جب تک کہ وہ بدعت میں مبتلا رہے، کیونکہ وہ بدعت کو گناہ کا کام نہیں سمجھتا۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللّٰہَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ(المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۲۰۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ بدعت سے

---

[1] حديث نمبر ۳۵۶۸، مؤسسة الرسالة، بيروت.
صحيح، وهذا إسناد حسن(حاشية مسند احمد)

[2] ج۴ص ۲۸۱، دارالحرمين، قاهرة،واللفظ لهٗ،المجالسة وجواهر العلم، حديث نمبر ۲۸۱۶ ،شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۶۸۴۶،البدع لابن الوضاح ،حديث نمبر ۱۴۴،السنة لابنِ ابى عاصم، حديث نمبر ۳۰،طبقات المحدثين باصبهان، حديث نمبر ۱۰۶۴.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الأوسط، ورجاله رجال الصحيح غير هارون بن موسى الفروى، وهو ثقة(مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۱۸۹ ،مكتبة القدسى، قاهرة)

وقال المنذرى:

رواه الطبرانى وإسناده حسن(الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۵۷)

وقال الالبانى:

صحيح(صحيح الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۵۴)

(اس کی بدعت کی وجہ سے) توبہ کو روک دیا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلْعَبْدُ آمِنٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: بندہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے، جب تک اللہ سے استغفار (یعنی اپنے گناہوں پر مغفرت طلب) کرتا رہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استغفار، اللہ کے عذاب سے امن وحفاظت کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا تَزَالُ التَّوْبَةُ مَقْبُولَةً حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ، فَإِذَا طَلَعَتْ طُبِعَ عَلٰى كُلِّ قَلْبٍ بِمَا فِيهِ (مسند أحمد) [2]

ترجمہ: توبہ اس وقت تک قبول کی جاتی رہے گی، جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا، پھر جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا، تو ہر شخص کے دل پر اسی حالت میں مُہر لگا دی جائے گی، جو اس کے دل میں ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا (مسلم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں، جتنا زیادہ کوئی اپنی گم شدہ چیز کے ملنے پر خوش ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] حديث نمبر ٢٣٩٥٣، مؤسسة الرسالة، بيروت.
حسن بمجموع طريقيه وشاهده (حاشية مسند احمد)

[2] حديث نمبر ١٦٧١، مؤسسة الرسالة، بيروت.
إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

[3] ج۴ص ٢١٠٢، كتاب التوبة، باب فى الحض على التوبة والفرح بها، دار إحياء التراث العربى، بيروت.

www.idaraghufran.org

اسی قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۱؎

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۲؎

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۳؎

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۴؎

۱؎ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ أَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثَيْنِ حَدِيثًا عَنْ نَفْسِهِ وَحَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -يَقُولُ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِيَّةٍ مَهْلَكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ ثُمَّ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ .فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ(مسلم ، ج۴ص۲۱۰۳،کتاب التوبة،باب فی الحض علی التوبة والفرح بها،دار إحياء التراث العربی ،بيروت)

۲؎ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - كَيْفَ تَقُولُونَ بِفَرَحِ رَجُلٍ انْفَلَتَتْ مِنْهُ رَاحِلَتُهُ تَجُرُّ زِمَامَهَا بِأَرْضٍ قَفْرٍ لَيْسَ بِهَا طَعَامٌ وَلاَ شَرَابٌ وَعَلَيْهَا لَهُ طَعَامٌ وَشَرَابٌ فَطَلَبَهَا حَتَّى شَقَّ عَلَيْهِ ثُمَّ مَرَّتْ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ فَتَعَلَّقَ زِمَامُهَا فَوَجَدَهَا مُتَعَلِّقَةً بِهِ .قُلْنَا شَدِيدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ .فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - أَمَا وَاللَّهِ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنَ الرَّجُلِ بِرَاحِلَتِهِ(مسلم، ج۴ص۲۱۰۴،کتاب التوبة،باب فی الحض علی التوبة والفرح بها،دار إحياء التراث العربی ،بيروت)

۳؎ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ خَطَبَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ فَقَالَ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ حَمَلَ زَادَهُ وَمَزَادَهُ عَلَى بَعِيرٍ ثُمَّ سَارَ حَتَّى كَانَ بِفَلاَةٍ مِنَ الأَرْضِ فَأَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ فَنَزَلَ فَقَالَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ وَانْسَلَّ بَعِيرُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَسَعَى شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ثُمَّ سَعَى شَرَفًا ثَانِيًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ثُمَّ سَعَى شَرَفًا ثَالِثًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَأَقْبَلَ حَتَّى أَتَى مَكَانَهُ الَّذِي قَالَ فِيهِ فَبَيْنَمَا هُوَ قَاعِدٌ إِذْ جَاءَهُ بَعِيرُهُ يَمْشِي حَتَّى وَضَعَ خِطَامَهُ فِي يَدِهِ فَلَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ هَذَا حِينَ وَجَدَ بَعِيرَهُ عَلَى حَالِهِ .قَالَ سِمَاكٌ فَزَعَمَ الشَّعْبِيُّ أَنَّ النُّعْمَانَ رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَمَّا أَنَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ(مسلم، ج۴ص۲۱۰۳،کتاب التوبة،باب فی الحض علی التوبة والفرح بها،دار إحياء التراث العربی ،بيروت)

۴؎ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ -وَهُوَ عَمُّهُ -قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلاَةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيِسَ مِنْهَا فَأَتَى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ(مسلم ، ج۴ص۲۱۰۴،کتاب التوبة،باب فی الحض علی التوبة والفرح بها،دار إحياء التراث العربی ،بيروت)

اوراحادیث میں ایک ایسے شخص کا قصہ مذکور ہے، جوسو قتل کر کے ایک اللہ والے کے پاس توبہ کرنے کے لئے جارہا تھا کہ راستے میں اس کا انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے توبہ والی جگہ کا فاصلہ اس جگہ سے کم ہونے کے نتیجے میں کہ جہاں سے وہ چلا تھا، اس کی توبہ کو قبول فرمالیا۔ [1]

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ توبہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر متوجہ ہوتی ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بسندِ ضعیف رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ(ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۱۸) [2]

ترجمہ: جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی کثرت سے استغفار کرتا رہے) اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کے لئے راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو دھیان بھی نہ ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت شہر بن حوشب سے مرسلاً بسندِ ضعیف روایت ہے کہ:

زُلْزِلَتِ الْمَدِيْنَةُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ، فَقَالَ :إِنَّ رَبَّكُمْ

---

[1] عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِىِّ أَنَّ نَبِىَّ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -قَالَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لاَ .فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَاعْبُدِ اللَّهَ مَعَهُمْ وَلاَ تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ .فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلاً بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ .وَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ .فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِى صُورَةِ آدَمِىٍّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَ الأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ. فَقَاسُوهُ فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الأَرْضِ الَّتِى أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ .قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُ الْمَوْتُ نَأَى بِصَدْرِهِ(مسلم، ج۴ص۲۱۱۸،کتاب التوبة،باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله،دار إحياء التراث العربى ،بيروت)

[2] كتاب الصلاة، باب فى الاستغفار،المكتبة العصرية، صيدا -بيروت، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة حديث نمبر ۳۸۱۹،مسند احمد حديث نمبر ۲۲۳۴.

يَسْتَعْتِبُكُمْ فَأَعْتِبُوْهُ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں زلزلہ آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا رب تم سے توبہ (واستغفار) چاہتا ہے، لہٰذا تم اُس سے توبہ (واستغفار) کرو (ترجمہ ختم)

یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے تمام علاقوں میں گشتی فرمان بھیجا تھا کہ:

یہ زلزلہ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندوں پر عتاب فرماتے ہیں۔ میں نے فلاں شہر کے لوگوں کو لکھا تھا کہ وہ فلاں دن باہر نکلیں (اور توبہ استغفار کریں) اور جو شخص صدقہ کرسکتا ہو وہ صدقہ بھی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (سورہ اعلیٰ پ ۳۰)

''تحقیق کامیاب ہوا وہ شخص جو پاک ہوا''

اور اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی یہ دعا پڑھا کرو کہ:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (سورہ اعراف آیت ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اور اگر آپ ہماری بخشش نہ فرمائیں اور ہم پر رحم نہ فرمائیں؟ تو بلاشبہ ہم خسارہ اٹھانے والوں میں ہونگے''

اور حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا پڑھا کرو کہ:

---

[1] حديث نمبر ۸۴۲۰، كتاب الصلاة، باب فى الصلاة فى الزلزلة.
هذا مرسل ضعيف (تلخيص الحبير، كتاب صلاة الاستسقاء)

[2] حدثنا عبد الله قال :حدثني على بن محمد بن إبراهيم ، قال :أخبرنا أبو مريم ، قال :أخبرنا العطار بن خالد الحرمي ، قال :أخبرنا محمد بن عبد الملك بن مروان ، أن الأرض زلزلت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فوضع يده عليها ثم قال : اسكني ، فإنه لم يأن لك بعد ، ثم التفت إلى أصحابه فقال : إن ربكم يستعتبكم فأعتبوه (العقوبات لابن أبى الدنيا، حديث نمبر ۱۸)

وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ (سورہ ھود آیت ۴۷)

''اگر آپ مجھے نہیں بخشیں گے اور مجھ پر رحم نہیں فرمائیں گے تو میں خسارا اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا''

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح یہ دعا پڑھا کرو کہ:

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ (سورہ قصص آیت ۱۶)

''اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، پس مجھے بخش دیجئے'' [1]

ملحوظ رہے کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں ایک کبیرہ (بڑے) گناہ، دوسرے صغیرہ (چھوٹے) گناہ، کبیرہ گناہوں کے بارے میں اصولی و تحقیقی بات یہ ہے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

اور توبہ کے لئے تین باتیں ضروری ہیں:

(۱)......پہلی یہ کہ گزرے ہوئے گناہوں پر افسوس اور شرمندگی کا ہونا اور ساتھ ہی جن چیزوں کی قضاء ضروری ہے، خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں (جیسے قضاء نمازیں، روزے، زکاۃ، حج، قربانی، صدقۂ فطر، قسم کا کفارہ، جائز منت وغیرہ) ان کو حسبِ قدرت ادا کرنا اور خواہ بندوں کے حقوق ہوں (جیسے قرض و دین، تقسیمِ میراث، کسی بھی قسم کا جانی، مالی نقصان اور ایذاء رسانی وغیرہ) ان کو ممکنہ حد تک ادا کرنے کی کوشش کرنا یا حقدار سے معافی حاصل کرنا۔

(۲)......دوسری یہ کہ اس وقت فوراً ان گناہوں کو چھوڑ دینا اور ان سے الگ ہو جانا۔

(۳)......تیسری یہ کہ آئندہ کے لئے ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا (ماخوذ از ''ماہِ محرم کے فضائل و احکام'')

---

[1] قال وكتب عمر بن عبد العزيز إلى أهل الأمصار إن هذه الرجفة شيء يعاتب الله به العباد وقد كنت كتبت إلى أهل بلد كذاوكذا أن يخرجوا يوم كذاو كذا فمن استطاع أن يتصدق فيلفعل فإن الله عز وجل يقول (قد أفلح من تزكى) وقال قولوا كما قال أبوكم آدم (ربنا ظلمنا أنفسنا وإن لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين) وقولوا كما قال نوح (وإلا تغفر لي وترحمني أكن من الخاسرين) وقولوا كما قال موسى (رب إني ظلمت نفسي فاغفر لي) أمره الناس بحمد الله (سيرة عمر بن عبد العزيز على ما رواه الإمام مالك بن أنس وأصحابه،لأبى محمد عبد الله بن عبد الحكم،ص ۶۴،رأيه فى الزلزلة وأمره الناس بالصدقة و الدعاء)

Idara Ghufran

توبہ واستغفار کی رُکاوٹیں

اس وقت گناہوں کی اتنی کثرت ہے کہ اگر ان کی فہرست پیش کی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہم ہر وقت گناہ میں مبتلاء ہیں، اس لئے توبہ کی بھی ہر وقت ضرورت ہے۔ مگر باوجود ہر وقت گناہوں میں مبتلاء ہونے کے پھر بھی بہت سے لوگ توبہ واستغفار نہیں کرتے اور اس سے غفلت اختیار کرتے ہیں۔ بلکہ مختلف بہانے اس سے بچنے اور گناہ نہ چھوڑنے کے تراش رکھے ہیں۔

(۱)......بعض لوگ تو جہالت کی وجہ سے گناہ کا گناہ ہونا ہی نہیں جانتے۔

یہ سخت خطرناک صورتِ حال ہے، گناہوں کا علم حاصل کرنا ضروری ہے، تاکہ توبہ کی توفیق ہوسکے۔

(۲)......بعض لوگ گناہ کرنے کے بعد اس کا اعتراف واقرار نہیں کرتے بلکہ اس گناہ کو گناہ کی فہرست سے نکالنے کی بے جا کوشش کرتے ہیں۔

ایسے لوگ توبہ واستغفار کی نعمت سے محروم رہتے ہیں۔

(۳)......بعض لوگ گناہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ اس کو بہت چھوٹی اور معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے توبہ کی توفیق سے بھی محروم رہتے ہیں۔

(۴)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت غفور الرحیم ہے لہٰذا گناہ سے کیا ڈرنا؟ بعض لوگ مغفرت اور بخشش کی خوشخبریاں سن کر گناہوں پر گناہ کرتے جاتے ہیں۔

یہ بھی غلط طریقہ ہے، حالانکہ غفور الرحیم وغیرہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ گناہ پر گناہ کئے جاتے رہیں، بلکہ یہ مطلب ہے کہ گناہ ہوجائے تو توبہ کرلی جائے، اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں، کیونکہ وہ غفور الرحیم ہیں۔

(۵)......بعض لوگ گناہ کرکے تقدیر کو بہانہ بناتے ہیں کہ تقدیر میں گناہ کرنا لکھا تھا۔

یہ سخت بھول ہے، تقدیر کا بہانہ ہرگز گناہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

(۶)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ میرے سے گناہ چھوٹ ہی نہیں سکتا، اس لئے توبہ واستغفار سے محروم رہتے ہیں۔

Idara Ghufran

یہ سوچ بھی شیطانی ہے۔

(۷)......بعض لوگوں کو گناہوں کی لذت اور چاٹ لگ جاتی ہے اور وہ اس کی وجہ سے گناہوں سے نہیں بچتے، اور توبہ نہیں کرتے۔

ایسے لوگوں کو گناہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے عذاب کی تکلیف کو سوچنا چاہئے۔

(۸)......بعض لوگ اس گھمنڈ میں گناہ کئے چلے جاتے ہیں کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلیں گے۔

حالانکہ موت کسی بھی وقت آسکتی ہے، اس لئے فوراً توبہ کرکے گناہ سے بچنا چاہئے۔

(۹)......بعض لوگوں کی اگر راحت وآرام سے زندگی بسر ہورہی ہو تو سمجھتے ہیں کہ ہم سے کوئی گناہ نہیں ہورہا اور کوئی مصیبت آتی ہے تو پھر کسی گناہ کی طرف توجہ جاتی ہے۔ اور اس میں بھی پرانے گناہوں سے توبہ نہیں کرتے صرف نیا کوئی گناہ ہوا ہو تو اس سے توبہ کرلیتے ہیں۔

حالانکہ عیش وعشرت کی زندگی تو بڑے بڑے کافروں کو بھی حاصل ہے، اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، اور نئے و پرانے ہر قسم کے گناہ پر توبہ واستغفار کرنی چاہئے۔

(۱۰)......بعض لوگ اس خیال سے گناہ نہیں چھوڑتے اور توبہ نہیں کرتے کہ پھر گناہ ہوجائے گا۔

حالانکہ گناہ پھر ہوجائے، تو اس کی پھر توبہ کرنی چاہئے، اور جتنی مرتبہ گناہ ہو، اتنی ہی مرتبہ توبہ کرنی چاہئے۔

پس گناہ کے بار بار اور کثرت سے ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ بار بار اور کثرت سے توبہ واستغفار کیا جائے۔

(۱۱)......بعض لوگ گناہ کو بہت ہی بڑی اور توبہ کو اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی چیز سمجھ لیتے ہیں اور اس طرح توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

حالانکہ شرعی توبہ بڑے سے بڑے گناہ، یہاں تک کہ کفر وشرک پر بھی غالب آجاتی ہے، اس لئے توبہ کو حقیر یا کمتر خیال کرنا درست نہیں۔

یہ سب اور ان جیسی دوسری باتیں نفس وشیطان کے حیلے ہیں ان سے بچ کر توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(۲)......امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا اہتمام

جو لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں، ان کے لئے تو توبہ واستغفار کا اہتمام ضروری ہے، جیسا کہ پیچھے گزرا، اور جو لوگ گناہوں سے بچے ہوئے ہیں، ان کے لئے شریعت نے یہ تعلیم دی ہے کہ وہ گناہ گاروں اور خاص کر ان گناہوں میں مبتلا لوگوں کو جو گناہ زلزلہ کا سبب بنتے ہیں، حسبِ قدرت امر بالمعروف، نہی عن المنکر کریں، ورنہ بصورتِ دیگر یہ بھی گناہوں کے وبال سے نہیں بچ سکیں گے، کیونکہ ایسی صورت میں گناہوں کے نتیجے میں دنیا میں آنے والا وبال عام ہوتا ہے، جس کی تفصیل ''آفات اور اُن سے حفاظت'' میں گزر چکی ہے۔

پس زلزلہ سے حفاظت ونجات کا تیسرا سبب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوا۔

(۳)......دُعا کا اہتمام

زلزلے سے حفاظت کے لئے تیسرا عمل دعا کا اہتمام کرنا ہے۔

عام دعاؤں کے علاوہ مسنون دعاؤں کا پڑھنا بھی اس میں داخل ہے۔

بلاؤں کو دور کرنے، ضروریات کے پورا ہونے میں دعاء بہت اکسیر نسخہ رکھتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے بندوں سے ان کی دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۶)

ترجمہ: اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ

Idara Ghufran
www.idaraghufran.org

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (سورۃ غافر، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت (دعا) سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے (ترجمہ ختم)

اور ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ (سورۃ النمل، آیت ۶۲)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے جو بے قرار (ولاچار) شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور فرماتا ہے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ دعا کی برکت سے تکلیف دُور ہوجاتی ہے۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ، ثُمَّ قَرَأَ : "وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِىْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ" (مسند الإمام أحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَلدُّعَاءُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُدْعُوْنِىْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ قَالَ عَنْ دُعَائِىْ (الكامل لا بن عدى، ج۶ ص۱۶۳) [2]

---

[1] حديث نمبر ۱۸۴۳۲، مؤسسة الرسالة، بيروت)

إسناده صحيح، وكيع :هو ابن الجراح .وأخرجه ابن ماجه(۳۸۲۸) من طريق وكيع، بهذا الإسناد(حاشية مسند الإمام أحمد)

[2] تحت ترجمة عمران بن داور أبو العوام القطان بصرى،الكتب العلمية -بيروت-لبنان.

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل عبادت دعا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ

’’مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں‘‘ فرمایا کہ میری دعا سے (ترجمہ ختم)

یعنی قرآن مجید میں اس موقع پر عبادت سے مراد دعا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ دعا عبادت، بلکہ افضل عبادت ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ هُوَ الدُّعَآءُ، وَقَرَأَ" وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ‘‘(مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: افضل عبادت تو دعا ہے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ.

’’اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے‘‘ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَشْرَفُ الْعِبَادَةِ اَلدُّعَاءُ (الأدب المفرد للبخاری) [2]

ترجمہ: دعا اشرفُ العبادۃ ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے دعا کا عبادت، بلکہ افضل عبادت ہونا معلوم ہوا، اور اتنی اہم عبادت میں مشغولی

---

[1] حدیث نمبر ۱۸۰۵، ج ۱ ص ٦٦٧، کتاب الدعاء، والتکبیر، والتهلیل، والتسبیح والذکر، دار الکتب العلمیة - بیروت.

[2] حدیث نمبر ۷۱۳، باب فضل الدعاء، مکتبة المعارف للنشر والتوزیع، الریاض.

لازماً زلزلہ جیسے وبال سے حفاظت ونجات کا باعث ہوگی۔

حضرت جابر بن سُلَیم رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

إِذَا أَصَابَکَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ کَشَفَهُ عَنْکَ وَإِنْ أَصَابَکَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَکَ وَإِذَا کُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُکَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْکَ (سنن أبي داؤد) [1]

ترجمہ: جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچے، پھر آپ اللہ سے دعا کریں، تو وہ آپ سے اس تکلیف کو دور فرمادیں گے، اور اگر آپ کو قحط سالی پہنچے، پھر آپ اللہ سے دعا کریں، تو وہ آپ کے لئے فصل اُگادیں گے، اور جب آپ کسی جنگل یا بیابان جگہ میں ہوں، اور آپ کی سواری گم ہوجائے، پھر آپ اللہ سے دعا کریں، تو وہ آپ کو سواری لوٹادیں گے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ دعا کی برکت سے تکالیف اور ان کے اسباب ختم ہوتے ہیں، اور زلزلہ کا تکلیف کی چیز ہونا معلوم ہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّهُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (ترمذی) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۴۰۸۴، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، المکتبة العصرية، صيدا - بيروت.

[2] عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ :شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ :أَنْتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ أَوْ قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدٌ ؟ فَقَالَ " :نَعَمْ "، قَالَ :فَإِلَامَ تَدْعُو ؟ قَالَ " :أَدْعُو إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ، مَنْ إِذَا كَانَ بِكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَمَنْ إِذَا أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَ لَكَ، وَمَنْ إِذَا كُنْتَ فِي أَرْضٍ قَفْرٍ فَأَضْلَلْتَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّ عَلَيْكَ (مسند احمد، حديث نمبر ١٦٦١٦، مؤسسة الرسالة، بيروت)

حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

[3] حدیث نمبر ۳۳۷۳، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں (ترجمہ ختم)

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی عذاب کا سبب بنتی ہے، اور اس کو دور کرنے کا ایک طریقہ دعا ہے، لہٰذا دعا کو زلزلہ سے نجات حاصل ہونے میں دخل ہے۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ :إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا :إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ اَللّٰهُ أَكْثَرُ (مسند الإمام أحمد) [1]

ترجمہ: جو مسلمان بھی کوئی دعا کرتا ہے، جبکہ اس دعا میں کوئی گناہ اور (رشتہ داروں سے) قطع رحمی (بدسلوکی) کی بات شامل نہیں ہوتی، تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں، یا تو یہ کہ اس کی دعا فوراً قبول فرما لیتے ہیں، یا یہ کہ اس کے لئے آخرت میں (انتہائی اعلیٰ اجر وانعام کی شکل میں) ذخیرہ فرما دیتے ہیں، یا یہ کہ اس سے اس کی طرح کی کوئی بری چیز دور فرما دیتے ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ پھر تو ہم کثرت سے دعا کریں گے (کیونکہ دعا میں خیر ہی خیر اور نفع ہی نفع ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بھی بہت زیادہ عطا کریں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی اس سے ملتی جلتی حدیث مروی ہے۔ [2]

---

[1] حديث نمبر ۱۱۱۳۳، مؤسسة الرسالة، بيروت.

إسناده جيد(حاشية مسند احمد)

[2] عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللَّهَ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنْ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْقَوْمِ إِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللَّهُ أَكْثَرُ قَالَ أَبُو عِيسَى وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ(ترمذی، حديث نمبر ۳۵۷۳، ابواب الدعوات، باب فی انتظار الفرج وغير ذلک)

www.idaraghufran.org

اس سے معلوم ہوا کہ دعا ہر حال میں فائدہ منداور نفع بخش ہوا کرتی ہے، بشرطیکہ دعا میں کوئی گناہ کی چیز شامل نہ ہو، مثلاً رشتہ داروں سے بدسلوکی وغیرہ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قضاء وقدر کو صرف دعا ہی روکتی ہے، اور عمر میں (لوگوں اور خاص کر رشتہ داروں کے ساتھ) نیک سلوک ہی زیادتی کرتا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ دعا کی برکت سے ایسے فیصلے روک لئے جاتے ہیں، جو نقصان دہ ہوں۔ [2]

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَآءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ، فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ (مستدرک حاکم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا فائدہ دیتی ہے، اس چیز (مصیبت وغیرہ) سے بھی جو نازل ہو چکی ہے، اور اس چیز (مصیبت وغیرہ) سے بھی جو نازل نہیں ہوئی، پس تم اے اللہ کے بندو دعا کا اہتمام کیا کرو (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [4]

---

[1] حدیث نمبر ۲۱۳۹، ابواب القدر، بَاب مَا جَاءَ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاء، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر.

قال الترمذی: وَفِی الْبَاب عَنْ أَبِی أَسِیدٍ وَهَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ.

وقال الالبانی: و الخلاصة: أن الحدیث حسن كما قال الترمذی بالشاهد من حدیث ثوبان (السلسلة الصحیحة، تحت حدیث رقم ۱۵۴)

[2] اور یہ تغیر وتبدل تقدیرِ معلق میں ہوتی ہے، جس میں اسی طرح مشروط فیصلہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[3] حدیث نمبر ۱۸۱۵، دار الکتب العلمیة -بیروت.

[4] عَنْ عَائِشَةَ، رَضِیَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یُغْنِی حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ، وَالدُّعَاء یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ، وَإِنَّ الْبَلَاء لَیَنْزِلُ فَیَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَیَعْتَلِجَانِ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ" (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۱۸۱۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ دعا ایسا عمل ہے کہ جو نازل شدہ آفت ومصیبت کے لئے بھی مفید ہے کہ یہ نجات کا ذریعہ ہے، اور جو آفت ومصیبت ابھی تک نازل نہیں ہوئی، اس کے نازل ہونے سے بچانے اور حفاظت کا بھی باعث ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتَ تَدْعُوْ بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ .قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيْعُهُ أَفَلَا قُلْتَ اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهُ فَشَفَاهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک (بیمار) آدمی کی عیادت کی، جو کمزور ہوکر چوزے کی طرح ہوگیا تھا، اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ کسی چیز کی دعا کرتے ہیں، یا کسی چیز کا اللہ سے سوال کرتے ہیں، اس نے کہا ہاں میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ جو آخرت میں میری سزا ہے، اس کو مجھے دنیا ہی میں دے دیجئے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ " "(مستدرک حاکم،حدیث نمبر ۱۸۱۴ ، دارالکتب العلمية، بیروت)

قال الحاكم : هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وعن معاذ بن جبل ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لن ينفع حذر من قدر ، ولكن الدعاء لينفع مما نزل ومما لم ينزل ، فعليكم عباد الله بالدعاء (مسند الشهاب القضاعي، حديث نمبر ۸۰۴)

[1] ج۴ص۲۰۶۸،كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار،باب كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا،دار إحياء التراث العربي -بيروت،واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۲۰۴۹.
إسناده صحيح على شرط الشيخين .ابن أبي عدى :اسمه محمد بن إبراهيمَّ(حاشية مسنداحمد)

www.idaraghufran.org

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سبحان اللہ! آپ کو اس کی طاقت نہیں ہے (کہ آپ دنیا میں اللہ کی سزا کو برداشت کرسکیں) آپ یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرمایئے، اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرمایئے، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچایئے، پس اس نے اللہ سے (اسی طرح) دعا کی، تو اس کو اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمادی (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ دعا کی برکت سے دنیا کی تکلیفیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں، اور بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَرَّ بِقَوْمٍ مُبْتَلِّيْنَ فَقَالَ :أَمَا كَانَ هٰؤُلَاءِ يَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ(مسند البزار) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، جو (کسی مصیبت و آفت میں) مبتلا تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا نہیں کرتے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ آفت و مصیبت میں مبتلا لوگوں کو اللہ سے عافیت کی دعا کرنی چاہئے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَكْثِرِ الدُّعَاءَ بِالْعَافِيَةِ(مستدرک حاکم) [2]

---

[1] حديث نمبر ٢٦٤٣، مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة.

قال الهيثمي:

رواه البزار ورجاله ثقات.(مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٤٧، باب طلب الدعاء، مكتبة القدسي، قاهرة)

[2] حديث نمبر ١٩٣٩، ج١ ص٧١١، كتاب الدعاء، والتكبير، والتهليل، والتسبيح والذكر، دار الكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ١١٧٤٠.

قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ بِلَفْظٍ آخَرَ"

وقال الهيثمي:

رواه الطبراني وفيه هلال بن خباب وهو ثقة وقد ضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٧٥، باب الادعية المأثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم التي دعا بها وعلمها، مكتبة القدسي، قاهرة)

ترجمہ: تم کثرت سے عافیت کی دعا کیا کرو (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ أَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْکُرُبِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ (ترمذی) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی سختیوں اور بے چینی کے وقت دعا قبول فرمائیں، تو اسے چاہئے کہ نرمی (یعنی اچھی حالت) میں کثرت سے دعا کیا کرے (ترجمہ ختم)

اچھی حالت میں آدمی اللہ تعالیٰ سے غافل ہوجاتا ہے، اور تنگی و پریشانی میں دعا کرتا ہے، جو مطلبی تعلق کی نشانی ہے، اور جو بندہ اچھی حالت میں بھی اللہ کی طرف رجوع رکھتا ہے، وہ مطلب کا بندہ نہیں، لہٰذا اس کی مصیبت اور تنگی میں بھی دعا قبول کی جاتی ہے، پس ہر حال میں اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَاسْتَقْبِلُوْا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ (شعب الإیمان للبیھقی) ۲؎

ترجمہ: اور بلاؤں کی موجوں کا دعا کے ذریعہ سے سامنا کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن سے ایک مرسل حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

وَاسْتَقْبِلُوْا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ (مراسیل ابی داؤد حدیث نمبر ۱۰۱) ۳؎

۱؎ حدیث نمبر ۳۳۸۲، ابواب الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر، واللفظ لہٗ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۹۹۷.

قال الحاکم: حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ احْتَجَّ الْبُخَارِیُّ بِأَبِی صَالِحٍ، وَأَبُو عَامِرٍ الْأَلْھَانِی أَظُنُّہُ الْھَوْزَنِیُّ وَھُوَ صَدُوقٌ.

۲؎ حدیث نمبر ۳۲۷۹، کتاب الزکاة، فصل فیمن أتاه الله مالا من غیر مسألة .

۳؎ قال المنذری:

رواه أبو داود فی المراسیل ورواه الطبرانی والبیھقی وغیرھما عن جماعة من الصحابة مرفوعا متصلا والمرسل أشبه (الترغیب والترھیب، تحت حدیث رقم ۱۱۱۲، کتاب الصدقات)

وقال الالبانی: حسن لغیره (صحیح الترغیب والترھیب، حواله بالا)

Idara Ghufran

ترجمہ: اور بلاؤں کی موجوں کا دعا اور تضرع کے ذریعہ سے سامنا کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

وَرُدُّوْا نَائِبَةَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: اور بلاؤں کی موجوں کو دعا کے ذریعہ سے دور کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

وَادْفَعُوْا عَنْكُمْ طَوَارِقَ الْبَلَآءِ بِالدُّعَاءِ ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ ، مَا نَزَلَ يَكْشِفُهُ وَمَا لَمْ يَنْزِلْ يَحْبِسُهُ (مسند الشاميين للطبراني) [2]

ترجمہ: اور اپنے اوپر سے بلاء اور مصائب کے راستوں کو دعا کے ذریعہ سے دُور کرو، کیونکہ بلاشبہ دعا نازل شدہ بلاء کے لئے بھی نفع بخش ہوتی ہے، اور جو بلاء نازل نہیں ہوئی، اس کے لئے بھی نفع بخش ہوتی ہے، جو بلاء نازل ہوگئی، اسے دور کرنے کا، اور جو نازل نہیں ہوئی اسے روکنے کا ذریعہ ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

اگرچہ ان میں سے بعض روایات کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔لیکن ان سب روایتوں کے مجموعہ سے (جو مختلف سندوں سے مروی ہیں) ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ زلزلہ وغیرہ جیسے مصائب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اور آفات ومصائب کے وقت جو مسنون دعائیں احادیث میں آئی ہیں، زلزلہ جیسے مصائب کے وقت ان کا بھی وِرد کرنا چاہئے، چند مسنون دعائیں اس سے پہلے رسالہ ''آفات اور اُن سے حفاظت'' کے آخر میں درج کردی گئی ہیں۔

---

[1] حديث نمبر ۳۲۸۰، باب فى الزكاة، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة.

قال البيهقي:

غِيَاثٌ هَذَا مَجْهُولٌ (حواله بالا)

اقول: فالحديث ضعيف ولكن له شاهد . محمد رضوان .

[2] حديث نمبر ۱۸، ج ۱ ص ۳۴، مؤسسة الرسالة، بيروت، الدعاء للطبراني حديث نمبر ۳۰.

www.idaraghufran.org

(۴)......زکاۃ وصدقات کا اہتمام

زلزلہ سے نجات وحفاظت کے لئے چوتھا عمل زکاۃ وصدقات کا اہتمام کرنا ہے۔

قرآن وسنت میں زکاۃ وصدقات کے عظیم الشان فضائل آئے ہیں۔

زکاۃ وصدقات انسان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافے، گناہوں کی معافی، رزق میں برکت، اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھانے اور جہنم کے عذاب سے بچاؤ کا مؤثر ذریعہ ہیں، اور زلزلہ گناہوں کے نتیجہ میں آتا ہے۔

لہٰذا صدقہ وخیرات اس وبال کوٹالنے اور اللہ کے غضب کوٹھنڈا کرنے کا اہم ذریعہ ہوا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (سورة توبة آيت ۱۰۴)

ترجمہ: کیا لوگ یہ نہیں جانتے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ کوقبول فرماتے ہیں، اور صدقات کو لیتے ہیں، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ارشاد ہے کہ:

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ (سورہ بقرہ آیت ۲۷۱ پ ۳)

ترجمہ: اور اگر صدقات کا اخفا کرو (یعنی خفیہ اور چھپا کردو) اور فقیروں کو دے دو تو یہ (چھپا کردینا) تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا (ترجمہ ختم)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ صدقہ وزکاۃ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ کوفرمایا:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد) ۱؎

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اسی طرح کی حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۲؎

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۳؎

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

۱؎ حدیث نمبر ۱۵۲۸۴، مؤسسة الرسالة، بیروت، مسند ابی یعلی موصلی، حدیث نمبر ۱۹۵۰، ابن حبان، حدیث نمبر ۱۷۲۳.

قال الهیثمی:

رواه أحمد والبزار وزاد " :لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت، النار أولى به ." ورجالهما رجال الصحيح (مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ، ج۵ ص۲۴۷، بَابٌ فِيمَنْ يُصَدِّقُ الْأُمَرَاءَ بِكَذِبِهِمْ وَيُعِينُهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، مكتبة القدسی، قاهرة)

وقال فی موضع:

"رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ إِسْحَاقِ بْنِ أَبِي إِسْرَائِيلَ، وَهُوَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ .(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۳۰)

وقال المنذری:

رواه أبو يعلى بإسناد صحيح (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۱۲۸۰)

۲؎ جس کے الفاظ یہ ہیں:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (ترمذی حديث نمبر ۲۵۴۱، كتاب الايمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة، ابن ماجه، ومسند احمد)

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

۳؎ جس کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ (ابن ماجة حديث نمبر ۴۲۰۰، كتاب الزهد، باب الحسد، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقی حديث نمبر ۶۱۸۶، مسند ابی یعلیٰ حديث نمبر ۳۶۵۷، مسند البزار حديث نمبر ۶۲۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور نماز مؤمن کا نور ہے، اور روزہ (جہنّم کی) آگ سے بچانے کے لیے ڈھال (کی طرح) ہے (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يَذْهَبُ الْجَلِيدُ عَلَى الصَّفَا (صحیح ابنِ حبّان) [1]

ترجمہ: صدقہ خطاء کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسا کہ برف چکنی چٹان سے نیچے گر (کر ختم ہو) جاتی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوءِ (ترمذی) [2]

ترجمہ: صدقہ رب کے غضب کو بجھاتا ہے، اور بری موت کو دور کرتا ہے (ترجمہ ختم)

بری موت میں ناگہانی آفت سے ہلاکت بھی داخل ہے۔

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (المعجم الکبیر للطبرانی) [3]

ترجمہ: اور صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو اس طرح بجھا دیتا ہے، جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۵۵۶۷، ذِكْرُ الْإِخْبَارِ بِإِيجَابِ النَّارِ، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا، لِمَنْ كَانَ غِذَاؤُهُ حَرَامًا.
قال شعیب الارنؤط:
حدیث صحیح. عبد الملک بن أبی جمیلة: ذکره المؤلف فی "الثقات ۷/۱۰۳" وروی له الترمذی حدیثاً واحداً فی القضاء، وشیخه فیه أبو بکر بن بشیر، ذکره فی "ثقاته ۵/۵۸۶" وابن أبی حاتم فی "الجرح والتعدیل ۹/۳۴۲" وقد تقدم عند المؤلف من غیر هذه الطریق. انظر الحدیث (۱۷۲۴) وأخرجه الطبرانی فی "الکبیر ۱۹/۳۶۱" عن إبراهیم بن هاشم البغوی، عن أمیة بن بسطام، بهذا الإسناد (حاشیة ابنِ حبان)

[2] حدیث نمبر ۶۶۴، کتاب الزکاة، باب ماجاء فی فضل الصدقة، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر، واللفظ لهٗ، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۳۰۸۰، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۳۳۰۹)
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

[3] حدیث نمبر ۳۱۸، مکتبة ابن تیمیة -القاهرة.

www.idaraghufran.org

اور حضرت بہز بن حکیم کی سند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: چھپ کر صدقہ کرنا، رب تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَصَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

---

[1] حديث نمبر ۱۰۱۸، مكتبة ابن تيمية -القاهرة.

قال المنذری: رواه الطبرانی فی الكبير وفيه صدقة بن عبد الله السمين ولا بأس به فی الشواهد (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۱۳۱۶)

[2] حديث نمبر ۸۰۱۴، مكتبة ابن تيمية -القاهرة.

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير، وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج۳ ص۱۱۵، مكتبة القدسی، قاهرة)

وقال المنذری:

رواه الطبرانی فی الكبير بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۸۸۹)

وقال السخاوی:

حَدِيث: صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، الطبرانی فی الصغير، ومن جهته القضاعی من جهة أبی جعفر محمد بن علی بن الحسين قال: قلت لعبد اللَّه بن جعفر: حدثنا حديثا سمعته من رسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: سمعت رسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وذكره، وفيه أصرم بن حوشب وهو ضعيف، ولكن له شواهد منها عن أبی سعيد الخدری مرفوعا مثله، أخرجه الحارث بن أبی أسامة فی مسنده، وأبو الشيخ فی الثواب، والبيهقی فی الشعب، وفيه الواقدی وهو ضعيف، وعن ابن مسعود مرفوعا مثله بزيادة: وصلة الرحم تزيد فی العمر، أخرجه القضاعی من حديث عاصم بن بهدلة عن أبی وائل عنه، وعن أبی أمامة مرفوعا، ولفظه: صنائع المعروف تقی مصارع السوء، وصدقة السر تطفء غضب الرب، وصلة الرحم تزيد فی العمر، أخرجه الطبرانی فی الكبير بسند حسن (المقاصد الحسنة للسخاوی، تحت حديث رقم ۶۱۸)

وقال الالبانی:

و جملة القول أن الحديث بمجموع طرقه و شواهده صحيح بلا ريب بل يلحق بالمتواتر عند بعض المحدثين المتأخرين (السلسلة الصحيحة، تحت حديث رقم ۱۹۰۸)

Idara Ghufran

ترجمہ: اور چھُپ کر صدقہ کرنا رب کے غضب کو بجھاتا ہے، اور صلہ رحمی عمر میں زیادتی کرتی ہے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ گناہوں کی معافی اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے حفاظت ونجات کا ذریعہ ہے۔

اور چھپ کر صدقہ کرنے کی قید اخلاص کو ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔

جعفر بن برقان سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِيْ زَلْزَلَةٍ كَانَتْ بِالشَّامِ ، أَنِ اخْرُجُوا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّخْرِجَ صَدَقَةً فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى" (مُصنف ابن أبى شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ملکِ شام میں زلزلہ کے وقت یہ لکھ کر بھیجا کہ فلاں فلاں مہینہ میں پیر کے دن تم (گھروں سے توبہ واستغفار کے لئے) نکلو، اور تم میں سے جو شخص صدقہ کی قدرت رکھتا ہو، تو وہ صدقہ بھی کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی، اور وہ اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا (ترجمہ ختم)

پس عام حالات میں اور بطورِ خاص زلزلہ آنے یا زلزلہ کے خطرے کے وقت زکاۃ وصدقات کا اہتمام کرنا چاہئے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ صدقہ میں کوئی خاص چیز مثلاً بکرا وغیرہ دینا ضروری نہیں، بلکہ صدقہ ہر اس چیز کا کیا جاسکتا ہے جس سے غریب کی ہر قسم کی ضرورت بہتر طریقہ پر پوری ہوجائے، اور ایسی چیز آج کے دور میں پیسہ ہے، جس سے غریب اپنی ہر قسم کی ضرورت مثلاً خوراک، پوشاک، کرایہ، دوا علاج وغیرہ پوری کرسکتا ہے۔

لہٰذا بکرے یا کھانے وغیرہ کی تخصیص کو جو عوام نے لازم کررکھا ہے،، یہ غلط ہے۔

(تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ "صدقہ کا صحیح طریقہ اور بکرے کا صدقہ" ملاحظہ فرمائیں)

---

[1] حديث نمبر ۸۴۱۴، كتاب الصلاة، باب ما يقرأ به فى الكسوف.

www.idaraghufran.org

(۵)......فرض اور نفل نمازوں کا اہتمام

مصائب، آلام اور پریشانیوں سے بچنے کا پانچواں عمل اور مؤثر نسخہ فرض نمازوں کے اہتمام کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں (صلاۃُ الحاجات وصلاۃُ التوبہ وغیرہ) کا پڑھنا ہے۔

اسی لئے زلزلہ آنے اور زلزلہ کے خطرے کے وقت فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، مگر اس صورت میں حسبِ قدرت نفل نماز (کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ جتنی چاہیں) بغیر جماعت کے ہر فرد کو (خواہ مرد ہو یا عورت) تنہا الگ الگ پڑھنی چاہئے۔ [۱]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (سورۃ البقرۃ آیت ۴۵)

ترجمہ: اور مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے (ترجمہ ختم)

اور ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو، مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ [۲]

---

[۱] صلی الناس فرادیٰ فی منازلهم تحرزا عن الفتنة كالخسوف للقمر والريح الشديدة والظلمة القوية نهارا والضوء القوى ليلا والفزع الغالب ونحو ذلک من الأيات المخوفة كالزلازل والصواعق والثلج والمطر الدائمين وعموم الامراض ومنه الدعاء(الدرالمختار)،وفی الشامية(قوله صلی الناس فرادیٰ) ای ركعتين او اربعا وهوافضل كما قدمناه والنساء يصلينهافرادى كما فی الاحكام عن البرجندى (قوله فی منازلهم)هذا على مافی شرح الطحاوى او فی مساجد هم على مافی الظهيرية ،وعزاه فی المحيط الى شمس الائمة اسمعيل (قوله تحرزا عن الفتنة) اى فتنة التقديم والتقدم والمنازعة فيهما كما فی النهاية وان شاء وا دعوا(ردالمحتار،ج ۲ ص ۱۸۳ قبيل باب الاستسقاء)

[۲] ثم لمّا أمرهم الله تعالى بما شق عليهم من ترک الرياسة والاعراض عن الدنيا ارشدهم بما يعينهم على ذلک ويكفيهم فی إنجاح حوائجهم فقال .وَاسْتَعِينُوا على ما يستقبلكم من الحوائج وانواع البلاء بِالصَّبْرِ بانتظار النجح والفرح توكّلا على الله وحبس النفس عن الجزع فانه لا يغنى من القدر شيئا وحبس النفس عن المعاصى وعلى الطاعات فانه تعالى يقول ما أَصابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِما كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ(تفسير المظهرى، تحت آيت ۴۵ من سورة البقرة، ج ۱ ص ۶۴، مكتبة الرشدية -الباكستان)

اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَكَانُوْا إِذَا فَزِعُوْا، فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: اور انبیائے کرام علیہم السلام کو جب کسی گھبراہٹ کا سامنا ہوتا تھا، تو وہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلّٰى (ابوداوٗد) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر پیش آتا تھا تو نماز پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ثابت بنانی سے مرسلاً روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَتْهُ خَصَاصَةٌ نَادٰى يَا أَهْلَاهُ صَلُّوْا صَلُّوْا "قَالَ ثَابِتٌ " وَكَانَ الْأَنْبِيَاءُ إِذَا نَزَلَ بِهِمْ أَمْرٌ فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ (شعب الإيمان للبيهقي) [3]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تنگی پیش آتی تھی، تو اپنے گھر والوں کو فرماتے تھے کہ نماز پڑھو، نماز پڑھو، حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جب کوئی پریشانی پیش آتی تھی، تو وہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے (ترجمہ ختم)

اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو ہر قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع فرمانے والے ہیں ان کے حالات میں بھی یہ چیز نقل کی گئی ہے۔

---

[1] حديث نمبر ٢٣٩٢٧، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ٣٠١٢٢، السنن الكبرىٰ للنسائى حديث نمبر ١٠٣٧٥، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ١٩٧٥، معجم أسامى شيوخ أبى بكر الإسماعيلى، حديث نمبر ١٠١)
إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

[2] حديث نمبر ١٣١٩، كتاب الصلاة، باب وقت قيام النبى صلى الله عليه وسلم من الليل، المكتبة العصرية، صيدا -بيروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ٢٣٢٩٩.
إسناده ضعيف (حاشية مسند احمد)
قلت: ولهٗ شاهد من حديث صهيب كمامر، وحديث ثابت كما سيأتى.

[3] حديث نمبر ٢٩١٥، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض.

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مروی ہے کہ:

جَاءَ ہُ نَعْيُ بَعْضِ أَهْلِهِ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ فَعَلْنَا مَا أَمَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ " وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ" (شعب الإيمان للبيهقي) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو سفر میں کسی گھر والے کے فوت ہونے کی اطلاع ملی، تو انہوں نے فوراً دو رکعتیں پڑھیں، پھر فرمایا کہ ہم نے وہی عمل کیا، جس کا اللہ عزوجل نے ہمیں اس طرح حکم فرمایا ہے کہ تم صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ قصہ اس طرح آیا ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، نُعِيَ إِلَيْهِ أَخُوْهُ قُثَمْ وَهُوَ فِيْ مَسِيْرٍ ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ تَنَحّٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيْهِمَا الْجُلُوْسَ، ثُمَّ قَامَ يَمْشِيْ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ ، وَهُوَ يَقُوْلُ"وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ" (شعب الإيمان للبيهقي) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ان کے بھائی قثم کے انتقال کی خبر ملی، تو آپ نے انا للہ پڑھا، اور راستے سے ایک طرف کو ہو کر سواری سے اُترے، پھر دو رکعت نماز پڑھی، اور قعدے میں بہت دیر تک بیٹھے رہے (اور مسنون دعائیں پڑھتے رہے) اس کے بعد اٹھے اور اپنی سواری پر سوار ہوئے، اور یہ آیت پڑھی:

"وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ"

"اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ، اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے

---

[1] حديث نمبر ٩٢٣٢ ،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، واللفظ لهٗ، مستدرك حاكم حديث نمبر ٣٠٦٧.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه

وقال الذهبي في التلخيص :صحيح.

[2] حديث نمبر ٩٢٣٣ ،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض.

Idara Ghufran

مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں‘‘ (ترجمہ ختم)

نماز درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے اس لئے پریشانی اور مصیبت وآفت کے وقت میں ادھر متوجہ ہوجانا گویا اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوجانا ہے اور جب رحمتِ الٰہی مُساعِد ومددگار ہوتو پھر پریشانی اور مصیبت وآفت کے دور ہونے میں کیا رکاوٹ ہے؟

ظاہری حفاظتی تدابیر

زلزلہ سے حفاظت ونجات کی اصل تدابیر تو وہی ہیں، جو قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ پیچھے ذکر کی گئیں، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان تدابیر کو اختیار کرے۔

البتہ ظاہری تدبیر کے درجہ میں زلزلہ کے وقت گھر سے میدان میں نکل آنا جائز بلکہ بہتر اور مستحب ہے۔ [1]

اور بعض ماہرین اور تجربہ کاروں نے زلزلہ کے وقت مندرجہ ذیل تدابیر بیان کی ہیں۔

(۱)...... کتابوں کی الماریوں اور فرنیچر کی بڑی چیزوں کو دیوار کے ساتھ اور چٹخنی کو لگا کر مضبوط رکھا جائے، دیوار میں لگی ہوئی الماریوں کو مضبوط چٹخنیاں لگائی جائیں۔

(۲)...... ہیٹر اور دیوار پر لگی ہوئی دوسری چیزوں کو دیوار پر میخ وغیرہ کے ساتھ مضبوطی سے باندھ

---

[1] اخذته الزلزلة فی بیته ففرالی الفضاء لایکره بل یستحب لفرار النبی ﷺ عن الحائط المائل(درمختار قبیل کتاب الفرائض)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر (کسی پیشینگوئی یا آثار وغیرہ سے) زلزلہ کے آنے سے پہلے کوئی شخص کسی محفوظ مقام کی طرف منتقل ہوجائے تو گنجائش ہے۔

مگر ضروری نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ موت اور زندگی کا اختیار اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں سمجھے اور یہ عقیدہ نہ رکھے کہ یہاں سے منتقل ہوجانے سے یقیناً زلزلہ اور موت وغیرہ سے نجات حاصل ہوجائے گی، اور غیر محفوظ جگہ میں ٹھہرنے سے یقینی طور پر زلزلے کی زد میں آجائے گا یا موت واقع ہوجائے گی، بلکہ ایک ظاہری تدبیر کے درجہ میں اس کو اختیار کرے اور ساتھ ہی قرآن اور احادیث میں بیان کیے ہوئے نسخوں پر بھی عمل کرے کہ اصل اور حقیقی حفاظت کے اسباب وہی ہیں، یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ماہرینِ سائنس کی پیشینگوئیوں کا سو فیصد صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں۔

کما فی الطاعون :(وإذا خرج من بلدة بها الطاعون فإن علم أن كل شیء بقدر الله تعالى فلا بأس بأن یخرج ویدخل وإن كان عنده أنه لو خرج نجا ولو دخل ابتلی به كره له ذلک)(الدرالمختارمع ردالمحتار ج ٦ ص٧٥٧، كتاب الخنثی ،مسائل شتی،قبیل كتاب الفرائض) .م.ر

دیا جائے۔

(۳)......گھر سے باہر ہوں تو ایسی جگہ تلاش کریں جو عمارتوں، درختوں اور بجلی کی تاروں سے دُور ہو، اور زمین پر بیٹھ جائیں۔

(۴)......گاڑی میں ہوں تو گاڑی آہستہ کردیں اور گاڑی کو کسی صاف جگہ پر لے جائیں یعنی ایسی جگہ جو عمارتوں، درختوں اور بجلی کی تاروں سے ہٹ کر ہو، اور جب تک زمین ہلنی رُک نہ جائے گاڑی کے اندر ہی رہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ صرف ظاہری تدبیریں ہیں جن کو ثانوی درجہ میں اختیار کیا جاسکتا ہے اور اصل تدابیر وہی ہیں جو احادیث وروایات کی روشنی میں ذکر کی گئی ہیں۔ اگر ان کو اختیار نہ کیا جائے تو یہ ظاہری تدبیریں بھی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

تمت

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھیں
اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

فقط محمد رضوان

مؤرخہ ۱۹/ جمادی الاخریٰ/۱۴۲۲ھ، 8/ستمبر/2001ء بروز ہفتہ

اضافہ واصلاح: ۶/صفر المظفر/۱۴۳۲ھ 11/جنوری/2011ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿۳﴾

پانی کا بحران اور اُس کا حل

اس وقت دنیا بھر میں عموماً اور ہمارے ملک میں خصوصاً بارش و پانی کی قلت کا سامنا ہے، زمین میں بھی پانی کی سطح کافی حد تک نیچے ہوگئی ہے، اور آنے والے وقت میں اس کی گہرائی میں اضافہ کے خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں، جس کے نتیجہ میں فصل اور پیداوار میں کمی، مہنگائی میں اضافے جیسے مسائل درپیش ہیں۔

نیز اگر ایک طرف پانی کی قلت کا مسئلہ درپیش ہے، تو دوسری طرف سیلاب اور سمندری طوفانوں کے نتیجہ میں بڑی بڑی تباہیاں پھیل رہی ہیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ بحیثیتِ مسلمان ہونے کے ہم شریعتِ مطہرہ کی تعلیمات وہدایات کا جائزہ لیں، اوران کی روشنی میں ان مسائل ومصائب کا حل تلاش کریں۔

آنے والا مضمون اسی غرض سے تحریر کیا جارہا ہے۔

پانی عظیم نعمت اوراس کی ضرورت وافادیت

زمین پر زندگی کا وجود برقرار رکھنے لئے ہر جاندار چیز کے لئے پانی ایک ناگزیر ضرورت ہے، پانی اللہ تعالیٰ کی ایسی قیمتی نعمت اور عطیۂ الٰہی ہے کہ اگر انسان اس کے ایک گھونٹ کا سخت ضرورت مند ہو اور وہ اس کو حاصل نہ ہورہا ہوتو اس کو حاصل کرنے کے لئے دنیا کے سارے خزانے دے دینا بھی آسان سمجھے۔ یہ وہ دولت ہے کہ اس کے مقابلے میں دنیا کی ہر دولت بے حقیقت ہے۔

پانی مُردہ اور خشک زمین میں جان ڈال کراس کو تروتازہ، ہرا بھرا بناتا ہے، اپنی لَطافت اور نرمی کی وجہ سے زمین کے اجزاء میں گھس کر پیوست ہوجاتا ہے، درختوں، فصلوں، پودوں اور ہر ایک نباتات کی جڑیں اس سے غذا حاصل کرتی ہیں، پھراس سے لکڑی تیار ہوتی ہے جس سے دروازے بناتے ہیں بیٹھنے اور لیٹنے کے لئے آرام دہ چیزیں تیار کرتے ہیں اور روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی کے

لئے طرح طرح کی اشیاء تیار کرتے ہیں۔

اِسی پانی سے تیّار شدہ فصلوں سے ہم روٹی، چاول، سبزیوں اور ترکاریوں کی شکل میں کھاتے اور اپنی بھُوک مٹاتے ہیں۔

اسی پانی سے میوے اور پھل تیار ہوتے ہیں، جن سے ہم طاقت حاصل کرتے اور طرح طرح کے ذائقہ دار مفکہّات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اسی پانی سے خوشبودار پھُل پھُول پیدا ہوتے ہیں جن سے خوشبو حاصل کر کے ہم مختلف چیزوں سے محظُوظ ہوتے ہیں اور بدبو سے حفاظت کا سامان کرتے ہیں۔

اسی پانی سے پیدا شدہ نباتات سے قِسم قِسم کے تیل تیار ہوتے ہیں جن کو ہم زندگی کی مختلف ضروریات کے لئے استعمال کرتے ہیں، اسی پانی سے ہم سالن روٹی اور مختلف کھانے تیار کرتے ہیں۔ یہی پانی ہے کہ اگر لُقمہ گلے میں پھنس جائے اور جان پر بَن جائے تو ہم اس کے ذریعے اس لقمے کو نیچے اتارتے ہیں۔ شدید پیاس لگی ہو اور طبیعت نِڈھال ہو رہی ہو تو پیاس بجھا کر فرحت اور تازگی حاصل کرتے ہیں۔

یہی پانی ہے کہ اگر جسم پر میَل کچیل لگ جائے تو اس سے نہ صرف ہم صفائی حاصل کرتے ہیں بلکہ اپنے جسم پر بہا کر تر و تازگی حاصل کرتے ہیں۔ لباس اور کپڑے گندے ہو جائیں تو اس کے ذریعے انہیں صاف، اُجلے، نکھرے ہوئے، پاکیزہ اور خوشنُما بناتے ہیں، نماز جیسے فریضے کے لئے وضو اور غسل کی شکل میں اسی سے پاکی حاصل کرتے ہیں، اسی پانی سے عِمارت اور گھر بنانے کے لئے گارا اور میٹریل تیار کرتے ہیں۔ یہی پانی ہے کہ اگر آگ لگ جائے تو اس کو بُجھانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔

یہی پانی ہے کہ جس کے ذریعہ سے بجلی پیدا کر کے زندگی کے کام کاج اور کاروبار چلاتے ہیں، اور اندھیرے میں اُجالا کر کے آسانی سے اپنے مسائل حَل کرتے ہیں، اِس وقت خاص طور پر بیشتر ترقی پذیر مما لک میں بجلی کی پیداوار کا انحصار پانی کے اوپر ہے اور آج کی پرُتکلُّف، نازک اور مصروف ترین زندگی میں اس دنیا میں بسنے والوں کے لئے اجتماعی وانفرادی زندگی کے لئے

بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر بجلی کا وجود ایک لازمی حصہ بن گیا ہے، بجلی کے بغیر جگمگ کرتے خوبصورت شہر جنگل کی تاریکی کا سَماں پیش کریں، بجلی کے بغیر ذرائع ابلاغ اور طلب ورَسد کا موجودہ نظام ٹھپ ہوجائے۔ بجلی کے بغیر اشیائے خوردونوش کا موجودہ نظام درہم برہم ہوجائے، اس کے بغیر گرمی کی شدت میں خاص کر شہری زندگی کے اندر سُکھ کا سانس لینا اور میٹھی نیند سَونا دُوبھر اور وبال ہوجائے، تعلیم وتعلُّم اور تبلیغ واشاعت کا موجودہ میدان مُرجھا کر رہ جائے، اور اس کی ساری گرم بازاری ٹھنڈی پڑ جائے، لاکھوں مریضوں کو علاج ومُعالجہ کی سہولیات سے محرومی ہوجائے۔

یہ تمام لاینحلّ مسائل تو بجلی نہ ہونے کی صورت میں ہیں اور اگر خدانخواستہ پانی ہی کی نعمت سے اپنی شامتِ اعمال کی بدولت ہمیں محروم کردیا جائے تو پھر کتنی دیر جاندار اس کرۂ زمین پر سانس لے سکتے ہیں، اس کا اندازہ ہر شخص بخوبی لگا سکتا ہے۔

ایک دن ابنِ سماک رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے۔ خلیفہ کو پیاس لگی، پانی مانگا، پینے کو تھا کہ ابنِ سماک نے کہا کہ امیر المومنین ذرا ٹھہر جایئے، پہلے یہ بتایئے کہ اگر پانی آپ کو نہ ملے تو پیاس کی شدت میں آپ پانی کا ایک پیالہ کس قیمت تک خرید سکیں گے، ہارون رشید نے کہا، نصف (یعنی آدھی) سلطنت دے کر، ابنِ سماک نے کہا آپ پی لیجئے، جب وہ پی چکا تو پھر کہا، کہ اے امیر المومنین اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں رہ جائے اور نہ نکلے تو اس کے نکلوانے کے عوض آپ کیا کچھ خرچ کر سکیں گے؟ خلیفہ نے کہا باقی تمام سلطنت دے دوں گا۔

ابنِ سماک نے کہا کہ بس یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کا تمام مُلک ایک گھونٹ پانی اور چند قطرے پیشاب کی قیمت رکھتا ہے، یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید کو رونا آ گیا۔ [1]

---

[1] ودخل ابن السماک علی الرشید یوما فبینا هو عنده إذ استسقی ماء فأتی بقلة من ماء فلما أهوی بها إلی فیه لیشربها قال له ابن السماک علی رسلک یا أمیر المؤمنین بقرابتک من رسول الله صلی الله علیه وسلم لو منعت هذه الشربة بکم کنت تشتریها قال بنصف ملکی قال اشرب هنأک الله فلما شربها قال له أسألک بقرابتک من رسول الله صلی الله علیه وسلم لو منعت خروجها من بدنک بماذا کنت تشتریها قال بجمیع ملکی قال ابن السماک إن ملکا قیمته شربة ماء لجدیر ألا ینافس فیه فبکی هارون (تاریخ طبری، جزء٦، صفحه ٥٣٨)

www.idaraghufran.org

دوطرح کے قدرتی پانی

حق تعالیٰ نے اپنے فَضل اور حکمتِ بالغہ سے دنیا میں دوطرح کے دریا پیدا فرمائے ہیں، ایک سب سے بڑا بحرِ مُحیط ہے جس کو سمندر کہتے ہیں، اس سے زمین کے سب اَطراف اور کِنارے گھرے ہوئے ہیں، صرف ایک چوتھائی کے قریب حصّہ اس سمندر کے پانی سے کھُلا اور بچا ہوا ہے، اسی خشک حصّہ میں دنیا آباد ہے۔

ماہرین کی تحقیق کے مطابق زمین میں سب سے زیادہ پائی جانے والی چیز پانی ہے، اندازہ لگایا گیا ہے کہ زمین کے کُل رقبہ کا تین چوتھائی حصّہ پانی پر مشتمل ہے اور ایک چوتھائی حصّہ خشکی کا ہے۔

لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ اس دنیا میں ستّانوے فی صد پانی سمندری اور نمکین پانی کی صورت میں ہے، اور یہ سب سے بڑا دریا (سمندر) اللہ تعالیٰ کی حکمت سے سخت نمکین، تلخ اور بَد مَزہ ہے، انسانوں کے پینے کے قابل نہیں، مگر سمندری مخلوق اسی میں پلتی، بڑھتی، پیدا ہوتی اور زندہ رہتی ہے۔

اس کے برخلاف زمین کے آباد حصے پر آسمان سے اتارے ہوئے پانی کے چشمے، ندیاں نہریں اور بڑے بڑے دریا ہیں، یہ سب میٹھے، خوشگوار اور خوش ذائقہ ہیں، انسانوں اور حیوانوں کو اپنے پینے، پیاس بُجھانے، کھیتی باڑی کرنے اور روزمرہ کے استعمال میں ایسے ہی شیریں اور خوش ذائقہ پانی کی ضرورت ہے، جو حق تعالیٰ نے زمین کے آباد حصہ میں مختلف صورتوں میں مہیا فرمادیا ہے، لیکن سمندر اگر میٹھا ہوتا تو میٹھے پانی کا خاصّہ ہے کہ بہت جلد سَڑ جاتا ہے، خاص طور پر سمندر جس میں خشکی کی آبادی سے زیادہ دریائی جانوروں کی آبادی بھی ہے، جو اس میں مرتے ہیں وہیں سڑتے اور مٹی ہوجاتے ہیں، اور پوری زمین کے پانی اور اس میں بہنے والی ساری گندگیاں بھی بالآخر سمندر میں جاکر پڑتی ہیں۔

اگر یہ پانی میٹھا ہوتا تو دوچار دن میں ہی سڑ جاتا، اور یہ سَڑتا تو اس کی بدبو سے زمین والوں کو زمین پر رہنا مُصیبت اور دوبھر ہوجاتا اس لئے حکمتِ خداوندی نے اس کو اتنا سخت نمکین، کڑوا اور تیز بنادیا

کہ دنیا بھر کی گندگیاں اس میں جا کر بھسم ہو جاتی ہیں اور خود اس میں رہنے والی مخلوق بھی جو اسی میں مرتی ہے وہ بھی سڑنے نہیں پاتی۔ ۱

آیئے اس سلسلہ میں قرآنی آیات ملاحظہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ (سورہ فاطر آیت ۱۲ پ ۲۲)

ترجمہ: اور دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی آسان اور ایک شور تلخ ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا (سورہ فرقان آیت ۵۳ پ ۱۹)

ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے مِلے ہوئے چلائے دو دریا، یہ میٹھا ہے پیاس بُجھانے والا اور یہ کھاری ہے کڑوا، اور ان دونوں کے درمیان میں (اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور ایک مضبوط رُکاوٹ رکھ دی (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان آڑ قائم کرنے کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّايَبْغِيَانِ (سورہ رحمٰن آیت ۱۹-۲۰ پ ۲۷)

ترجمہ: اسی نے دو دریاؤں کو مِلایا کہ باہم مِلے ہوئے ہیں (اور) ان دونوں کے درمیان میں ایک رُکاوٹ ہے کہ دونوں (اپنی بہنے کی مقررہ جگہ سے) تجاوز نہیں کرتے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اس طرح فرمایا کہ:

---

۱ معارف القرآن ج۶ ص۴۸۶، طب نبوی اور جدید سائنس ج۲ ص۷۹ بتغیر واضافہ۔

www.idaraghufran.org

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا (سورہ نمل آیت ۶۱ پ ۲۰)

ترجمہ: اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حدِ فاصل بنائی (ترجمہ ختم)

سُبحَانَ اللہ! ایک تو یہ انعام فرمایا کہ انسانوں کی ضروریات کا لحاظ فرما کر دو قسم کے دریا پیدا فرمائے دوسرے اپنی قدرتِ کاملہ اس طرح ظاہر فرمائی کہ جس جگہ میٹھے پانی کی نہر یا دریا، سمندر میں جا کر گِرتا ہے اور میٹھا اور کڑوا، دونوں پانی یکجا جمع ہوتے ہیں وہاں یہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ دونوں پانی مِیلوں دُور تک اس طرح ساتھ لگے ہوئے چلتے ہیں کہ ایک طرف میٹھا دوسری طرف کڑوا اور ایک دوسرے سے نہیں مِلتے حالانکہ ان دونوں کے درمیان بظاہر کوئی آڑ حائل نہیں ہوتی سوائے اللہ کی قدرت کے (معارف القرآن بتغیر)

ہر جاندار کی تخلیق پانی سے

عموماً جاندار چیزیں بالواسطہ یا بلاواسطہ پانی سے بنائی گئی ہیں، پانی ہی ان کا مادہ ہے، بلکہ حیوانات اور نباتات کے جسموں کا معقول حصہ پانی پر مشتمل ہے، کہا جاتا ہے کہ انسانی جسم کا دو تہائی حصّہ پانی ہے۔ اور جدید تحقیقات نے بھی یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ زمین کے خِطّہ پر زندگی کی ابتداء بھی پانی سے ہوئی ہے، لیکن اس حقیقت کو صدیوں پہلے ہماری شریعتِ حقّہ نے واضح کر دیا تھا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (سورہ انبیاء آیت ۳۰ پ ۱۷)

ترجمہ: اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے، پھر کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے؟ (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ (سورہ نور آیت ۴۵ پ ۱۸)

ترجمہ: اور اللہ (تعالیٰ ہی) نے ہر چلنے والے جاندار کو (خشکی کا ہو یا پانی کا) پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں بعضے تو وہ (جانور) ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں (جیسے

سانپ اور مچھلی وغیرہ) اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں (جیسے انسان اور پرندے جبکہ ہوا میں نہ ہوں) اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار (پیروں) پر چلتے ہیں (جیسے چوپائے) (ترجمہ ختم)

نیز ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (سورہ فرقان آیت ۵۴ پ ۱۹)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے انسان (ترجمہ ختم)

ملاحظہ فرمایئے! کس طرح اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک قطرۂ آب و بے جان جس میں نہ حس و حرکت تھی نہ شعور و ارادہ نہ وہ بات کرنے کے قابل تھا اس کو عاقل و کامل آدمی بنا دیا، دیکھو حق تعالیٰ نے ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا کر دیا (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (سورہ ہود آیت ۷ پ ۱۲)

ترجمہ: اور اس (آسمان وزمین کی پیدائش کے) وقت اس کا عرش پانی پر تھا (ترجمہ ختم)

یعنی آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے پانی پیدا ہوا جو آئندہ چل کر چیزوں کی زندگی کا مادہ بننے والا تھا، اس وقت عرشِ خداوندی اسی پانی کے اوپر تھا جیسے اب آسمانوں کے اوپر ہے (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

كُلُّ شَیْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ (ترمذی) [2]

---

[1] حديث نمبر ۸۲۹۵، مؤسسة الرسالة، بيروت.
إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] حديث نمبر ۲۵۲۶، ابواب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة الجنة ونعيمها، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

Idara Ghufran

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانی سے (ترجمہ ختم)

یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے مضمون کی تائید کرتی ہیں، اور قرآن مجید کے مضمون کے مطابق ہیں۔

بارش کی نعمت اور بارش نازل فرمانے کا عجیب قدرتی نظام

زمین کے آبادکاروں کی آسائش کے لئے جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں ان میں بارش ایک عجیب وغریب نعمت اور سہولت ہے، بادل آتے ہیں، بجلی چمکتی ہے اور مینہ برسنے لگتا ہے، ندی نالے بھر کر بہنے لگتے ہیں، کھیتوں میں ہریالی آجاتی ہے، انسانوں، جانوروں اور نباتات کے لئے غذا کا بندوبست ہوجاتا ہے گرد وغبار بیٹھ جاتا ہے، پہاڑ، راستے اور عمارتیں بلکہ مٹی اور فضاء تک دُھل جاتی ہے۔

اور اگر بارش نہ ہو تو درخت مرُجھا جاتے ہیں، فصلیں سُوکھ جاتی ہیں، جنگلی جانور بھوک اور پیاس سے مَرنے لگتے ہیں، زمین پر طرح طرح کی بیماریاں اور وبائیں پھیلتی ہیں، بنجر زمین خوراک پیدا کرنے سے عاجز ہوکر قحط کا باعث بنتی ہے۔

لہٰذا قرآن مجید میں زیادہ تر بارش کے پانی کا تذکرہ کیا گیا ہے، پینے کے لئے پانی حاصل کرنے کے عام ذرائع دریا، ندی، نالے، نہریں، تالاب، جھیلیں، چشمے، کاریز اور کنویں وغیرہ ہیں، جب بارش برستی ہے یا سردی کی وجہ سے برف باری ہوتی ہے تو پانی نالوں، دریاؤں اور چشموں کی صورت میں بہتے ہوئے میدانی علاقوں کی طرف آجاتا ہے اور یہ پانی رِستے رِستے زمین کے اندر جذب ہوجاتا ہے جس کو مختلف طریقوں سے حاصل کرکے اپنے کام انجام دیئے جاتے ہیں (طبِ نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی ج۲ بتغیر)

آیئے قرآن مجید کی زبان میں بارش نازل ہونے کے نظام کا مطالعہ کیجئے اور پھر اللہ ربُّ العزت کی عجیب وغریب قدرت کا استحضار کیجئے۔

www.idaraghufran.org

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ (سورہ لقمان آیت ۳۴ پ ۲۱)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا ہے (ترجمہ ختم)

یعنی زمین کی ساری رونق اور مادّی برکت جس پر تمہاری خوشحالی کا مدار ہے، آسمانی بارش پر موقوف ہے سال دو سال بارش نہ برسے تو ہر طرف خاک اُڑنے لگے، نہ سامانِ معیشت رہیں نہ اسبابِ راحت، پھر تعجب ہے کہ انسان دنیا کی زینت اور تروتازگی پر فریفتہ ہوکر اُس ہستی کو بھول جائے جس نے اپنی بارانِ رحمت سے اس کو تروتازہ اور پُر رونق بنا رکھا ہے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیۡنَہٗ ثُمَّ یَجۡعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِہٖ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ جِبَالٍ فِیۡہَا مِنۡ بَرَدٍ فَیُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَصۡرِفُہٗ عَنۡ مَّنۡ یَّشَآءُ یَکَادُ سَنَا بَرۡقِہٖ یَذۡہَبُ بِالۡاَبۡصَارِ (سورہ نور آیت ۴۳ پ ۱۸)

ترجمہ: کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو (دوسرے بادل کی طرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اس بادل (کے مجموعہ) کو باہم مِلا دیتا ہے، پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے، پھر تُو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل) کے بیچ میں سے نکلتی ہے، اور اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں میں سے اَولے برساتا ہے، پھر ان کو جس (کی جان پر یا مال) پر چاہتا ہے گراتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے (اور) اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے اب بینائی (آنکھوں کی روشنی) لی (ترجمہ ختم)

ابتداء میں بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اُٹھتے ہیں پھر مِل کر بڑا بادل بن جاتا ہے۔ پھر بادلوں کی تہ پر تہ جمادی جاتی ہے۔ پھر بارش یا اَولے (اپنی حکمت کے موافق) برَساتا ہے جس سے بُہتوں کو جانی یا مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں، بادل کی بجلی کی چمک

اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں، قریب ہے کہ بینائی جاتی رہے۔

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

یَکَادُالْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ (سورہ بقرہ آیت ۹ ا پ ۱)

یعنی برق (آسمانی بجلی کی چمک) کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ان کی بینائی اس نے لی۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

ھُوَالَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلآ ئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَامَنْ یَّشَآءُ (سورہ رعد آیت ۱۲۔۱۳ پ ۱۳)

ترجمہ: وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اس کے خوف سے (تسبیح وتحمید کرتے ہیں) اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

جب بجلی چمکتی ہے تو امید بندھتی ہے کہ بارش آئے گی اور ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں گر کر ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔ بھاری بادل پانی کے بھرے ہوئے آتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے کہ بارانِ رحمت کا نزول ہوگا ساتھ ہی فکر رہتی ہے کہ پانی کا طوفان نہ آجائے۔

ٹھیک اسی طرح انسان کو چاہئے کہ رحمتِ الٰہی کا امیدوار رہے، مگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ وعقاب سے مامون اور بے فکر نہ ہو۔

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی بھیجا، تاکہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں، اس نے جواب میں کہا کہ آپ کا رب جس کی تم مجھے دعوت دے رہے ہو، کیا چیز ہے؟ تانبے کا ہے، یا لوہے کا، یا چاندی کا، یا سونے کا ہے (اَلْعیاذُ بِاللہ) تین مرتبہ اس کے پاس حضور ﷺ نے دعوت بھیجی، اور تینوں مرتبہ اس نے قاصد کو یہی

جواب دیا، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر آسمانی بجلی گرادی، جس سے وہ جل کر ہلاک ہوگیا، اور پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ویرسل الصواعق'' جوکہ اوپر گزری۔ [1]

اور بعض روایات میں سورہ رعد کی مذکورہ آیات کے نازل ہونے کے واقعہ میں ہے کہ ''عامِرِ بن طُفیل اوراَرْ بَدْ بن قیس '' نے آپ ﷺ سے اپنے اسلام لانے کوآپ کے بعد اپنی خلافت ملنے سے مشروط کیا تھا، اور جب یہ شرط قبول نہیں کی گئی، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے، پھر ''اَرْ بَدْ'' پر آسمانی بجلی گری اور ''عامر'' طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا۔ [2]

---

[1] عَن أَنَس، قَالَ :بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى رَجُلٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ يَدْعُوهُ إِلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَقَالَ :أَيْش رَبُّكَ الَّذِى تَدْعُو إِلَيْهِ؟ مِنْ نُحَاسٍ هُوَ؟ مِنْ حَدِيدٍ هُوَ؟ مِنْ فِضَّةٍ هُوَ؟ مِنْ ذَهَبٍ هُوَ؟ فَأَتَى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فَأَخْبَرَهُ فَأَعَادَهُ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم الثَّانِيَة ,فَقَالَ :مِثْلَ ذَلِكَ فَأَتَى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فَأَخْبَرَهُ فَأَرْسَلَهُ إِلَيْهِ الثَّالِثة فَقَالَ :مِثْلَ ذَلِكَ فَأَتَى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فَأَخْبَرَهُ فَأَرْسَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِ صَاعِقَةً فَأَحْرَقَتْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم :إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَرْسَلَ عَلَى صَاحِبِكَ صَاعِقَةً فَأَحْرَقَتْهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وهم يجدلون فى الله، وهُو شديد المحال)(مسند البزار حديث نمبر ۷۰۰۷، ج۱۳ص ۳۶۱، مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة، واللفظ لهٗ،السنن الكبرىٰ للنسائى، حديث نمبر ۱۱۱۹۵ ج۱۰ ص۱۳۷، المعجم الاوسط للطبرانى حديث نمبر ۲۶۰۲، مسند ابى يعلىٰ الموصلى حديث نمبر ۳۴۶۸، المجالسة وجواهر العلم حديث نمبر ۱۱۴۵)

قال الهيثمي:

وبنحو هذا رواه الطبراني في الأوسط، وقال :فرعدت وأبرقت، ورجال البزار رجال الصحيح، غير ديلم بن غزوان وهو ثقة، وفي رجال أبي يعلى والطبراني على بن أبى سارة وهو ضعيف(مجمع الزوائد، ج۷ص ۴۲، مكتبة القدسى، قاهرة)

[2] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَرْبَدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ جُزَيِّ بْنِ خَالِدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ كِلَابٍ، وَعَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَدِمَا الْمَدِينَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْتَهَيَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَجَلَسَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ :يَا مُحَمَّدُ، مَا تَجْعَلُ لِي إِنْ أَسْلَمْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَكَ مَا لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ قَالَ عَامِرٌ: أَتَجْعَلُ لِيَ الْأَمْرَ إِنْ أَسْلَمْتُ مِنْ بَعْدِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَكَ مَا لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ قَالَ عَامِرٌ :أَتَجْعَلُ لِيَ الْأَمْرَ إِنْ أَسْلَمْتُ مِنْ بَعْدِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ وَلَا لِقَوْمِكَ، وَلَكِنْ لَكَ أَعِنَّةُ الْخَيْلِ قَالَ :أَنَا الْآنَ لِي أَعِنَّةُ الْخَيْلِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَلرَّعْدُ، مَلَکٌ يَزْجُرُ السَّحَابَ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ (جامع البيان فى تأويل القرآن للطبرى، سورة البقرة ۱۹، حديث رقم ۴۲۵)

ترجمہ: رعد ایک فرشتہ ہے، جو بادلوں کو تسبیح اور تکبیر کہہ کر ہنکاتا اور ڈانٹتا ہے (ترجمہ ختم) [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

تُجَرٌّ، اجْعَلْ لِيَ الْوَبَرَ وَلَكَ الْمَدَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا فَلَمَّا خَرَجَ أَرْبَدُ وَعَامِرٌ، قَالَ عَامِرٌ: يَا أَرْبَدُ، إِنِّي أَشْغَلُ عَنْكَ مُحَمَّدًا بِالْحَدِيثِ فَاضْرِبْهُ بِالسَّيْفِ، فَإِنَّ النَّاسَ إِذَا قَتَلْتَ مُحَمَّدًا لَمْ يَزِيدُوا عَلَى أَنْ يَرْضَوْا بِالدِّيَةِ، وَيَكْرَهُوا الْحَرْبَ، فَسَنُعْطِيهِمُ الدِّيَةَ، قَالَ أَرْبَدُ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَقْبَلَا رَاجِعَيْنِ إِلَيْهِ، فَقَالَ عَامِرٌ: يَا مُحَمَّدُ، قُمْ مَعِي أُكَلِّمْكَ، فَقَامَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَلَّقًا إِلَى الْجِدَارِ، وَوَقَفَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُهُ، وَسَلَّ أَرْبَدُ السَّيْفَ، فَلَمَّا وَضَعَ يَدَهُ عَلَى السَّيْفِ يَبِسَتْ عَلَى قَائِمَةِ السَّيْفِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ سَلَّ السَّيْفِ، وَأَبْطَأَ أَرْبَدُ عَلَى عَامِرٍ بِالضَّرْبِ، فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى عَامِرًا وَمَا يَصْنَعُ، فَانْصَرَفَ عَنْهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَ عَامِرٌ وَأَرْبَدَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَيَا حَتَّى إِذَا كَانَا بِالْحَرَّةِ -حَرَّةِ بَنِي وَاقِمٍ- نَزَلَا، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، فَقَالَ: اشْخَصَا يَا عَدُوَّيِ اللَّهِ، فَقَالَ عَامِرٌ: مَنْ هَذَا يَا سَعْدُ؟ قَالَ: أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ الْكَتَائِبُ، فَخَرَجَا حَتَّى إِذَا كَانَا بِالرَّقْمِ أَرْسَلَ اللَّهُ عَلَى أَرْبَدَ صَاعِقَةً فَقَتَلَتْهُ، وَخَرَجَ عَامِرٌ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْخُرَيْمِ أَرْسَلَ اللَّهُ قُرْحَةً فَأَخَذَتْهُ، فَأَدْرَكَهُ اللَّيْلُ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي سَلُولٍ، فَجَعَلَ يَمَسُّ الْقُرْحَةَ فِي حَلْقِهِ، وَيَقُولُ: غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْجَمَلِ فِي بَيْتِ سَلُولِيَّةٍ، يَرْغَبُ أَنْ يَمُوتَ فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ رَكِبَ فَرَسَهُ، فَأَحْضَرَهُ حَتَّى مَاتَ عَلَيْهِ رَاجِعًا، فَأَنْزَلَ فِيهِمَا: (اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ) (الرعد: ۸) إِلَى قَوْلِهِ: (وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ) (الرعد: ۱۱) قَالَ: الْمُعَقِّبَاتُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ يَحْفَظُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ أَرْبَدَ وَمَا قَتَلَهُ، فَقَالَ: (هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا) (الرعد: ۱۲) إِلَى قَوْلِهِ: (وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ) (الرعد: ۱۳). لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ إِلَّا ابْنَاهُ، وَلَا رَوَاهُ عَنْهُمَا إِلَّا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ، تَفَرَّدَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ (المعجم الاوسط للطبرانى حديث نمبر ۹۱۲۷، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۱۰۷۶۰)

قال الهيثمي:

> رواه الطبراني في الأوسط والكبير بنحوه، إلا أنه قال: فلما قفا من عند رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال عامر: أما والله لأملأنها عليك خيلا ورجالا. فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: " يمنعك الله ". وفي إسنادهما عبد العزيز بن عمران وهو ضعيف (مجمع الزوائد ج۷ص ۴۱، مكتبة القدسي، قاهرة)

[1] عن مجاهد، عن ابن عباس، قال: الرعد اسم مَلَک، وصوتهُ هذا تسبيحه، فإذا اشتد زَجْرُه السحابَ، اضطرب السحابُ واحتکَّ. فتخرج الصَّواعق من بينه (جامع البيان فى تأويل القرآن، للطبرى، سورة البقرة ۱۹، حديث رقم ۴۲۶)

صدیوں پہلے جب لوگ بارش برسنے کے حقائق سے واقف بھی نہیں تھے، قرآن مجید نے ان حقائق سے پردہ اٹھادیا تھا۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَهُوَالَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًاثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (سورہ اعراف آیت ۵۷ پ ۸)

ترجمہ: اور وہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والی بارش سے پہلے، یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم اس بادل کو ایک شہر مُردہ کی طرف، پھر ہم اُتارتے ہیں اس بادل سے پانی، پھر اس سے نکالتے ہیں سب طرح کے پھل، اسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو تاکہ تم غور کرو (ترجمہ ختم)

ہوائیں چلانا، بارش برسانا، قِسم قِسم کے پُھول پھل پیدا کرنا، ہر زمین کی استعداد کے موافق کھیتی اور سبزہ اُگانا، یہ سب اسی کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کے نشان ہیں (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَهُوَالَّذِىْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّاخَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (سورہ فرقان آیت ۴۸تا۵۰ پ ۱۹)

ترجمہ: اور وہ ایسا ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دل کو) خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے، تاکہ اس کے ذریعے سے مُردہ زمین میں جان ڈال دیں، اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کر دیں، اور ہم اس (پانی) کو (بقدرِ مصلحت) ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور

کریں سو (چاہئے تھا کہ غور کر کے اس کا حق ادا کرتے لیکن) اکثر لوگ بغیر ناشکری کئے نہ رہے (ترجمہ ختم)

اول برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں، پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ (سورہ انفال آیت ۱۱ پ ۹)

ترجمہ: اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تا کہ اس پانی کے ذریعہ تم کو پاک کر دے (ترجمہ ختم)

پانی پڑتے ہی مردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے، کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، جہاں خاک اڑ رہی تھی وہاں سبزہ زار بن جاتا ہے، اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَسْقَيْنَاكُمْ مَآءً فُرَاتًا (سورہ مرسلات آیت ۲۷ پ ۲۹)

ترجمہ: اور پلایا ہم نے تم کو پانی میٹھا، پیاس بجھانے والا (ترجمہ ختم)

اور بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ، کہیں جلد کہیں بدیر، جس طرح اللہ کی حکمت مُقتضِی ہو، پہنچتا رہتا ہے تا کہ لوگ سمجھیں کہ اس کی تقسیم کسی قادر، مختار وحکیم کے ہاتھ میں ہے، لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے، اور نعمتِ الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے، اُلٹے کفر اور ناشکری پر اتر آتے ہیں (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنَاكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ (سورہ حجر آیت ۲۲ پ ۱۴)

ترجمہ: اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی (کسی چیز میں) جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

برساتی ہوائیں بھاری بھاری بادلوں کو پانی سے بھر کر لاتی ہیں ان سے پانی برستا ہے جو نہروں چشموں اور کنوؤں میں جمع ہو کر تمہارے کام آتا ہے، اللہ چاہتا تو اسے پینے کے قابل نہ چھوڑتا لیکن اس نے اپنی مہربانی سے کس قدر شیریں اور لطیف پانی تمہارے بارہ مہینے پینے کے لئے زمین کے مَسَام میں جمع کر دیا، نہ اُوپر بارش کے خزانہ پر تمہارا قبضہ ہے نہ نیچے چشمے اور کنویں تمہارے اختیار میں ہیں، اللہ جب چاہے بارش برسائے نہ تم روک سکتے ہو نہ اپنے حسبِ خواہش لا سکتے ہو اور اگر کنوؤں اور چشموں کا پانی خشک کر دے یا زیادہ نیچے اتار دے کہ تمہاری دسترس سے باہر ہو جائے تو کیسے قابو حاصل کر سکتے ہو؟ (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاللّٰہُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ (سورہ فاطر آیت ۹ پ ۲۲)

ترجمہ: اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اس بادل کو خشک قطعۂ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس (پانی) کے ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں، اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا) جی اُٹھنا ہے (ترجمہ ختم)

اللہ کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور جس ملک کا رقبہ مُردہ پڑا تھا یعنی کھیتی وسبزہ کچھ نہ تھا چاروں طرف خاک اڑ رہی تھی بارش کے پانی سے اس میں جان پڑ جاتی ہے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَللّٰہُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُہٗ کِسَفًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْھِمْ مِّنْ قَبْلِہٖ لَمُبْلِسِیْنَ فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورہ روم آیت ۴۸ پارہ

www.idaraghufran.org

۲۱)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے پھر تُو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل میں سے ٹپکے چلے آتے ہیں۔ پھر یہ بارش وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے تَو یکایک وہ خوش وخرّم ہوجاتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برَسے ناامید تھے، سو دیکھ لے اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کس طرح زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد بے شک وہی ہے مرُدوں کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (ترجمہ ختم)

پہلے سے لوگ ناامید ہورہے تھے حتیٰ کہ بارش آنے سے ذرا پہلے تک بھی امید نہ تھی کہ مینہ برس کر ایسی جَگ پرلَو ہوجائے گی۔ چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک، بے رونق اور مردہ پڑی تھی ناگہاں اللہ کی مہربانی سے زندہ ہوکر لہُلَہانے لگی، بارش نے اس کی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد ابھار دیا (تفسیر عثمانی ملخص بلفظہٖ)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَةٌۢ بِقَدَرِھَا (سورہ رعد آیت ۱۷ پ ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے (بھَر کر) اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے (ترجمہ ختم)

آسمان کی طرف سے بارش اتری جس سے ندی نالے بہہ پڑے۔ ہر نالے میں اس کے ظرف اور گنجائش کے موافق جتنا اللہ نے چاہا پانی جاری کردیا چھوٹے میں کم بڑے میں زیادہ (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَھُوَالَّذِیۡ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاقَنَطُوۡاوَیَنۡشُرُرَحۡمَتَهٗ وَھُوَالۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ

(سورہ شوریٰ آیت ۲۸ پ ۲۵)

ترجمہ: اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی

رحمت پھیلاتا ہے اور وہ (سب کا) کارساز، قابلِ حمد ہے (ترجمہ ختم)

بہت مرتبہ ظاہری اسباب وحالات پر نظر کر کے جب لوگ بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اُس وقت حق تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرماتا اور اپنی مہربانی کے آثار و برکات چاروں طرف پھیلا دیتا ہے تاکہ بندوں پر ثابت ہو جائے کہ رزق کی طرح اسبابِ رزق بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ جیسے وہ روزی ایک خاص اندازہ سے عطا کرتا ہے بارش بھی خاص اوقات اور خاص مقدار میں مرحمت فرماتا ہے (تفسیر عثمانی)

بارش و پانی زمین کی زندگی اور رونق

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانی کو جو ہر جاندار کی تخلیق وحیات کا سبب بنایا ہے، اس میں زمین بھی داخل ہے، اور زمین کی حیات وزندگی بھی پانی ہے، قرآن مجید کی کئی آیات سے یہ مضمون ثابت ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللّٰہُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَابِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَمَوۡتِھَا اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ (سورہ نحل آیت ۶۵ پ ۱۴)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مُردہ ہوجانے کے بعد زندہ کیا، اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی دلیل (اور نشانی) ہے جو سنتے ہیں (ترجمہ ختم)

یعنی خشک زمین کو آسمانی بارش سے سرسبز کر دیا۔ گویا خشک ہونا زمین کی موت اور سرسبز وشاداب ہونا حیات ہے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَھُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَاَحۡیَابِہِ الۡاَرۡضَ مِنۡ بَعۡدِ مَوۡتِھَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ قُلِ الۡحَمۡدُلِلّٰہِ بَلۡ اَکۡثَرُھُمۡ لَایَعۡقِلُوۡنَ (سورہ عنکبوت آیت ۶۳ پ

۲۱)

ترجمہ: اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس سے زمین کو بعد اس کے کہ خشک پڑی تھی تروتازہ کر دیا تو وہ لوگ بھی یہی کہیں گے کہ وہ بھی اللہ ہی ہے، آپ کہئے کہ اَلْحَمدُ لِلّٰہ! بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ(سورہ زخرف آیت ۱۱ پ ۲۵)

ترجمہ: اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک انداز سے پھر ہم نے اس سے ایک مُردہ شہر (خشک زمین) کو زندہ کر دیا اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے (ترجمہ ختم)

یعنی جس طرح مُردہ زمین کو بارش کے ذریعے زندہ اور آباد کر دیتا ہے۔ ایسے ہی تمہارے ظاہری مُردہ جسموں میں خاص قسم کی جان ڈال کر قبروں سے نکال کھڑا کرے گا (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭاِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ(سورہ حج آیت ۶۳ پ ۱۷)

ترجمہ: (اور اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا۔ جس سے زمین سرسبز ہوگئی، بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے (ترجمہ ختم)

وہی جانتا ہے کہ کس طرح بارش کے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے قدرت اندر ہی اندر ایسی تدبیر وتصرف کرتی ہے کہ خشک زمین پانی وغیرہ کے اجزاء کو اپنے اندر جذب کر کے سرسبز وشاداب ہو جائے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ آيَاتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ (سورہ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۹ پ ۲۴)

ترجمہ: اور ایک اس کی (قدرت وتوحید کی) نشانی یہ ہے کہ (اے مخاطب) تُو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی پڑی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھُولتی ہے (ترجمہ ختم)

یعنی زمین کو دیکھو بے چاری چُپ چاپ، ذلیل وخوار، بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے، خشکی کے وقت ہر طرف خاک اڑتی ہوئی نظر آتی ہے، لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا پھر اس کی تروتازگی، رونق اور اُبھار قابلِ دید ہوجاتا ہے، آخر یہ انقلاب کس کے دستِ قدرت کے تصرف کا نتیجہ ہے؟ (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ (سورہ حج آیت ۵ پ ۱۷)

ترجمہ: اور تُو دیکھتا ہے زمین کو خشک (پڑی ہوئی) پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تَو وہ اُبھرتی اور پھُولتی ہے (تروتازہ ہوتی ہے) اور ہر قسم کی خوشنُما (رونق دار) نباتات اُگاتی ہے (ترجمہ ختم)

زمین مردہ پڑی تھی رحمت کا پانی پڑتے ہی جی اٹھی، اور تروتازہ ہوکر لہلہانے لگی، قِسم قِسم کے خوش منظر، فرحت بخش اور نشاط افزا پودے قدرت نے اُگا دیئے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۶۴ پ ۲)

ترجمہ: اور (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو تروتازہ کیا اس کے مُردہ (خشک) ہوجانے کے بعد، اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے، اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو کہ تابعدار ہے اس کے حکم کا درمیان آسمان وزمین کے، بے شک ان سب چیزوں میں نشانیاں (اور دلائل) ہیں عقلمندوں (عقلِ سلیم رکھنے والوں) کے لئے (ترجمہ ختم)

آسمان سے پانی برسانے اور اس سے زمین کو سرسبز وتازہ کرنے میں اور جُملہ حیوانات میں، اس سے توالد وتناسل نشوونما ہونے میں، اور جہاتِ مختلفہ سے ہواؤں کے چلانے میں، اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں معلّق کرنے میں دلائلِ عظیمہ اور کثیرہ ہیں حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت اور حکمت اور رحمت پر، ان کے لئے جو صاحبِ عقل اور فکر ہیں (تفسیر عثمانی ملخصاً)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَمَوْتِھَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (سورہ روم آیت ۲۴ پ ۲۱)

ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دِکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے، اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اسی سے زمین کو اس کے مُردہ ہوجانے کے بعد زندہ کردیتا ہے، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں (ترجمہ ختم)

بجلی کی چمک دیکھ کر لوگ ڈرتے ہیں کہیں کسی پر گر نہ پڑے۔ یا بارش زیادہ نہ ہوجائے جس سے جان ومال تلف ہوں۔ اور امید بھی رکھتے ہیں کہ بارش ہو تو دنیا کا کام چلے۔ مسافر کبھی اندھیرے میں اس کی چمک کو غنیمت سمجھتا ہے کہ کچھ دور تک راستہ نظر آجائے۔ اور کبھی خوف کھا کر گھبراتا ہے، اور بارش کے پانی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ زمین کو زندگی بخشتا ہے، جو بارش کے بغیر مُردہ اور بے رونق دکھائی دیتی ہے، بارش ہوتے ہی اس میں زندگی اور رونق آجاتی ہے (تفسیر عثمانی باضافہ)

پانی سے نباتات کی پیدائش وافزائش

پانی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نباتات کی پیدائش وافزائش فرماتے ہیں، تو نباتات کی حیات بھی پانی کے ساتھ وابستہ ہے، قرآن مجید کی کئی آیات سے یہ مضمون ثابت ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ (سورہ نمل آیت ۶۰ پ ۲۰)

ترجمہ: بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اُتار دیا تمہارے لئے آسمان سے پانی، پھر اُگائے ہم نے اس (پانی) سے باغ رونق والے (ورنہ) تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم اِن (باغوں) کے درختوں کو اُگا سکو، اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ؟ (کوئی نہیں) لیکن وہ لوگ (سیدھی) راہ سے مُڑتے ہیں (ترجمہ ختم)

یعنی سرے سے درختوں کا اُگانا تمہارے اختیار میں نہیں چہ جائیکہ اس کا پھُول پھَل لانا اور بار آور کرنا۔ تمام دنیا جانتی ہے اور خود یہ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین وآسمان کا پیدا کرنا، بارش برسانا، درخت اُگانا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا کام نہیں (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (سورہ نحل آیت ۱۰، ۱۱ پ ۱۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا جس سے تم (خود بھی) سیراب ہوتے ہو اور اس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہیں، جن میں تم (اپنے جانور) چراتے ہو وہ اس (پانی کے ذریعے) سے کھیتی، اور زیتون اور کھجور اور

انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل (زمین سے) اگاتا (اور پیدا کرتا ہے) بلاشبہ اس میں نشانی (اور دلیل موجود) ہے اُن لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

یعنی پانی پینے کے قابل بنایا اور اسی سے درخت، گھاس چارہ وغیرہ اُگائے جس سے تمہارے جانور چرتے ہیں۔ ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل اور میوے اُگاتا رہتا ہے جن کی شکل وصورت، رنگ وبُو، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں، اس میں غور کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور صنعتِ غریبہ کا بڑا نشان ہے کہ ایک زمین، ایک آفتاب، ایک ہَوا، اور ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھُول پھَل پیدا ہوتے رہتے ہیں (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعَاهَا وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (سورہ نازعات آیت ۳۱ تا ۳۳ پ ۳۰)

ترجمہ: باہر نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارہ، اور پہاڑوں کو (اس پر) قائم کردیا تمہارے اور تمہارے مویشیوں (چوپایوں) کے فائدہ پہنچانے کے لئے (ترجمہ ختم)

دریا اور چشمے جاری کئے پھر پانی سے سبزہ پیدا کیا، اور زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کردیئے جو اپنی جگہ سے جُنبش نہیں کھاتے اور زمین کو بھی بعض خاص قسم کے اضطرابات اور حرکت سے محفوظ رکھنے والے ہیں یہ انتظام نہ ہوتو تمہارا اور تمہارے جانوروں کا کام کیسے چلے۔ ان تمام اشیاء کا پیدا کرنا تمہاری حاجت روائی اور راحت رسانی کے لئے ہے۔ چاہئے کہ اس منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرتے رہو۔ اور سمجھ لو کہ جس قادرِ مطلق اور حکیمِ برحق نے ایسے زبردست انتظامات کئے ہیں کیا وہ تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح نہیں پھونک سکتا؟ پھر لازم ہے کہ آدمی اس کی قُدرت کا اقرار کرے۔ اور اس کی نعمتوں کی شکر گزاری میں لگے (تفسیر عثمانی بتغیر)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا (سورہ فاطر آیت ۲۷ پ ۲۲)

ترجمہ: (اے مخاطب) کیا تُو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے (ترجمہ ختم)

یعنی قِسم قِسم کے میوے، پھر ایک قِسم میں رنگ برنگ کے پھل پیدا کئے، ایک زمین ایک پانی اور ایک ہَوا سے اتنی مختلف چیزیں پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب قدرت کو ظاہر کرتا ہے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورہ انعام آیت ۹۹ پ ۷)

ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے آسمان (کی طرف) سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعے سے ہر قسم کے نباتات (اُگنے والی چیزوں) کو نکالا، پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم تہہ بہ تہہ دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں، اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گُپھّے میں سے خوشے ہیں جو (بوجھ کی وجہ سے) نیچے کو لٹکے جاتے ہیں، اور (اسی پانی سے ہم نے) انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار (کے درخت پیدا کئے) جو ایک دوسرے سے مِلتے جُلتے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مِلتے جُلتے نہیں (بھی) ہوتے (ذرا) ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور (پھر) اس کے پکنے کو دیکھو، ان چیزوں میں ایمان (لانے) والوں کے واسطے (اللہ کی قدرت وتوحید کی) نشانیاں (اور دلائل موجود) ہیں (ترجمہ ختم)

اِبتداءً جب پھل آتا ہے تو کچا، بدمزہ اور ناقابلِ انتفاع ہوتا ہے پھر پکنے کے بعد کیسا لذیذ، خوشذائقہ اور کارآمد بن جاتا ہے؟، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکَہٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرَاہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُہٗ حُطَامًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ (سورہ زمر آیت ۲۱ پ ۲۳)

ترجمہ: (اے مخاطب) کیا تُو نے اس (بات) پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو زمین کی سُوتوں میں داخل کر دیتا ہے پھر (جب وہ اُبلتا ہے تو) اس کے ذریعہ سے کھیتیاں پیدا کرتا ہے جس کی مختلف قسمیں ہیں، پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے پھر اس کو تُو زرد (رنگ کی) دیکھتا ہے پھر (اللہ) اس کو چُورا چُورا کر دیتا ہے اِس (نمونہ) میں اہلِ عقل کے لئے بڑی عبرت ہے (ترجمہ ختم)

بارش کا پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسام میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھُوٹ نکلتا ہے، جو اللہ کی توحید و قدرت کی بڑی نشانی ہے (تفسیر عثمانی)

جیسا کہ ارشاد ہے کہ:

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھَارُ وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَآءُ (سورہ بقرہ آیت ۷۴ پ ۱)

ترجمہ: اور بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں۔ اور ان ہی پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ (سورہ لقمان آیت ۱۰ پ ۲۱)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس زمین میں ہر طرح کے عُمدہ اَقسام اُگائے (ترجمہ ختم)

ہر قسم کے پُر رونق، خُوش، منظر اور نفیس و کارآمد درخت زمین سے اگائے (تفسیر عثمانی)

www.idaraghufran.org

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ (سورہ سجدہ آیت ۲۷ پ ۲۱)

ترجمہ: کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک اُفتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے ہیں پھر اسی کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے مواشی (جانور، چوپائے) اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔تو کیا دیکھتے نہیں ہیں؟ (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى (سورہ طٰہٰ آیت ۵۳ . ۵۴ پ ۱۶)

ترجمہ: وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو (مِثل) فرش (کے) بنایا اور اس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے مختلف اَقسام کے نباتات پیدا کئے (اور تم کو اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے مواشی (چوپاؤں) کو (بھی) چراؤ، ان سب چیزوں میں اہلِ عقل کے واسطے (قدرتِ الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں (ترجمہ ختم)

وادیوں، دریاؤں اور پہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پر راہیں نکالدیں جن پر چل کر ایک مُلک سے دوسرے مُلک میں پہنچ سکتے ہو، پانی کے ذریعہ سے طرح طرح کی سبزیاں، غلّے اور پھل پھول پیدا کردیئے، عُمدہ غذائیں تم کھاتے ہو، جو تمہارے کام کی نہیں وہ اپنے مویشیوں کو کھِلاتے ہو، اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو، اگر عقل ہے تو سمجھ لوگے کہ یہ مضبوط ومحکم انتظامات یوں ہی بخت واتفاق سے قائم نہیں ہوسکتے، ان سب چیزوں میں اللہ کے وجود اور توحید کی واضح نشانیاں ہیں (تفسیر عثمانی ملخصاً)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (سورہ بقرہ آیت ۲۲ پ ۱)

ترجمہ: وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش (یعنی بچھونا) اور (بنایا) آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی، پھر نکالے اس سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (سورہ ابراهیم آیت ۳۲ پ ۱۳)

ترجمہ: اور آسمان سے پانی (یعنی مینہ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا (ترجمہ ختم)

حق تعالیٰ نے اپنے کمالِ قدرت وحکمت سے پانی میں ایک قوت رکھی جو درختوں اور کھیتوں کے نشوونما اور بارآور ہونے کا سبب بنتی ہے، اسی کے ذریعہ سے پھل اور میوے ہمیں کھانے کو ملتے ہیں (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ (سورہ قٓ آیت ۹، ۱۰ پ ۲۶)

ترجمہ: اور آسمان سے ہم نے برکت (نفع) والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فَصل کے غلّے اور بلند وبالا کھجور کے درخت پیدا کردیئے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بہ تہ لگتے ہیں۔ بندوں کو رزق دینے کے لئے، اور ہم نے اس (بارش) کے ذریعے سے مُردہ زمین کو زندہ کیا (پس) اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا (ترجمہ ختم)

پانی کے ذریعہ سے باغ، فصل اور درخت ہر قسم کی چیزیں پیدا فرمائیں اور بارش برسا کر مُردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے دن مُردے زندہ کردیئے جائیں گے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّاوَّنَبَاتًا وَّجَنَّاتٍ اَلْفَافًا

(سورہ نبأ آیت ۱۴. ۱۵. ۱۶ پ ۳۰)

ترجمہ: اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی کے ذریعہ سے غلّہ اور سبزی اور گُنجان باغ پیدا کریں (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (سورہ عبس آیت ۲۴ تا ۳۲ پ ۳۰)

ترجمہ: سو انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے کہ ہم نے عجیب طور پر پانی برسایا پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلّہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گُنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا (بعضی چیزیں) تمہارے اور (بعضی چیزیں) تمہارے مواشی (جانوروں) کے فائدے کے لئے (ترجمہ ختم)

ایک گھاس کے تِنکے کی کیا طاقت تھی کہ زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا، یہ قُدرت کا ہاتھ ہے جو زمین کو پھاڑ کر اس سے طرح طرح کے غلّے، پھل اور سبزے، ترکاریاں وغیرہ باہر نکالتا ہے (تفسیر عثمانی)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنَّاهُ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ (سورہ مؤمنون آیت ۷ اتا ۲۰ پ ۱۸)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان (کی طرف) سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا، پھر ہم نے اس کو (مُدَّت تک) زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس (پانی) کے معدوم (اور ختم) کر دینے پر (بھی) قادر ہیں۔ پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کیے کھجوروں کے اور انگوروں کے، تمہارے واسطے ان میں بکثرت میوے بھی ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو اور (اسی پانی سے) ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طورِ سیناء میں (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اُگتا ہے تیل لئے ہوئے اور کھانے والوں کے لئے سَالَن لئے ہوئے (ترجمہ ختم)

بارش کا پانی زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے جس کو کنواں وغیرہ کھود کر نکالتے ہیں اور ہم اس پانی کو زمین کے اندر اتارنا نہ چاہیں تو نہ اتاریں اور اتارنے کے بعد بھی تم کو اس سے نفع حاصل کرنے کی دسترس نہ دیں مثلاً اس قدر گہرا کر دیں کہ تم نکالنے میں کامیاب نہ ہوسکو، یا خشک کر کے ہوا میں اڑادیں، یا کھاری اور کڑوا کر دیں، تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں (تفسیر عثمانی بتغیر)

پس بارش و پانی اور اس کے نازل اور جاری ہونے اور اس کے ذریعہ سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہونے اور بڑھنے کا نظام قدرتِ کاملہ کا ظہور ہے۔

مذکورہ تفصیل سے بارش اور پانی کی ضرورت واہمیت اور افادیت اچھی طرح معلوم ہوگئی، اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ بارش وپانی، نہ صرف انسان کی براہِ راست ضرورت ہے، بلکہ بالواسطہ بھی انسان اپنے کاروبارِ زندگی کے لئے اس کا طرح طرح سے محتاج ہے۔

لہٰذا بارش و پانی کی کمی یقیناً انسان کی زندگی کے بقاء کے لئے خطرہ کی گھنٹی اور تشویش کا باعث ہے۔

پس بارش اور پانی کی قلت کے شرعی اسباب وعوامل کی تحقیق وتفتیش کر کے اس کے ازالہ کی تدابیر واسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

آگے اسی پہلو پر قرآن وسنت کی روشنی میں کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

Idara Ghufran

بارش و پانی اور پیداوار کی کمی کا شرعی سبب

آج دوسری پریشانیوں اور مصیبتوں کے ساتھ ساتھ خشک سالی، بارش و پانی کی کمی کی وباء ہم لوگوں پر روز بروز اس طرح مسلط ہورہی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں اوپر سے بارانِ رحمت کا نزول رُکا ہوا ہے، زمین میں پانی کی سطح آہستہ آہستہ نیچے جارہی ہے، ہزاروں تدبیریں اس کے دور کرنے کی کی جاتی ہیں لیکن مؤثر طریقہ پر کارگر نہیں ہورہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ کوئی وبال کسی گناہ پر اتار دیں، دنیا میں کسی کی طاقت نہیں کہ اس کو ہٹادے، پانی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اور اس پر اسی کا حکم چلتا ہے وہ جب چاہے پانی کی زیادتی کی صورت میں مخلوق کو عذاب میں مبتلا کردے اور جب چاہے پانی کو روک دے کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے حکم میں مداخلت کرے۔

ظاہر ہے کہ پانی جس ذات پاک کے حکم کا تابع ہے، اسی ذات سے پانی کے مسائل کا حل بھی معلوم کیا جاسکتا ہے، اس کو چھوڑ کر اپنی طرف سے لاکھ تدبیریں کیجئے، ہزاروں قانون بنایئے وہ مرض اس طرح دور ہونے والا نہیں ہے۔ ہم لوگ ان مرضوں کے اسباب خود پیدا کرتے ہیں اور اس پر رونا روتے ہیں کہ مرض روز بروز بڑھ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تشخیص اور اس کے بتلائے ہوئے علاج کو اختیار نہیں کرتے، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

جو چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط ہے وہ تو اسی کے ہٹانے سے ہٹ سکتی ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح کیا جاچکا ہے کہ:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (شوری آیت ۳۰ پ ۲۵)

ترجمہ: اور تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی تو درگذر ہی کر دیتا ہے (ترجمہ ختم)

بعض اعمال کا مطلب یہی ہے کہ اگر سب پر سزائیں مرتب ہوں تو ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی جاندار زندہ نہ رہے۔

اس قسم کی اور بھی آیات اور احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وبال آتا ہے۔

چنانچہ لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے پانی کو آسمان سے برسنے اور زمین سے اُبلنے کا حکم دے کر طوفانِ نوح میں ساری دنیا کو غرق کر دیا سوائے کشتی میں سوار مومنوں کے، ایک مدت تک اس قدر پانی برسا گویا کہ آسمان کے دھانے کھل گئے، اور زمین کے پردے پھٹ پڑے، درخت اور پہاڑیاں تک پانی میں چھپ گئیں، اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی کشتی میں سوار لوگوں کے علاوہ سب غرق ہوگئے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا! اور بادل کو فرمایا کہ تھم جا! پھر کیا مجال تھی کہ دونوں اس کے امتثالِ حکم میں ایک لمحہ کی تاخیر کرتے۔ چنانچہ پانی خشک ہونا شروع ہوگیا (تفسیر عثمانی)

اسی کو فرماتے ہیں کہ:

یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَ کِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ (سورہ ہود آیت ۴۴ پ ۱۲)

ترجمہ: اور (جب کفار سب غرق ہوگئے تو) حکم ہوگیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہوگئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا (ترجمہ ختم)

وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے بنی اسرائیل کو دریا سے صحیح سلامت گزار دیا اور فرعون کو اس کے لشکر سمیت اسی پانی میں غرق کر دیا۔

اسی کو فرماتے ہیں کہ:

وَاِذْفَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۵۰ پ ۱)

ترجمہ: جب کہ شق کر دیا (یعنی پھاڑ دیا) ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر ہم نے (ڈوبنے سے) بچالیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون کے) (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

فَانۡفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرۡقٍ كَالطَّوۡدِ الۡعَظِيۡمِ (سورہ شعراء آیت ٦٣ پ ١٩)

ترجمہ: وہ (دریا) پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ (ترجمہ ختم)

دریا پھٹ کر کئی حصے ہوگیا اور پانی کئی جگہ سے اِدھر اُدھر ہٹ کر بیچ میں چند سڑکیں کھل گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی امن اور اطمینان کے ساتھ دریا سے پار ہوگئے، فرعون اور فرعونی بھی دریا کے نزدیک پہنچے اور دریا اس وقت تک اسی حال پر ٹھہرا ہوا تھا اس لئے کھلے ہوئے رستے کو غنیمت سمجھا اور آگا پیچھا کچھ سوچا نہیں جب سارا لشکر اندر گھس گیا تو چاروں طرف سے پانی سمٹنا شروع ہوا اور سب کو غرق کردیا اس طرح سارے لشکر کا کام تمام ہوا (بیان القرآن بتغیر)

وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے محض اپنی قدرتِ کاملہ سے بنی اسرائیل کے لئے پتھر سے بارہ چشمے جاری کردیئے۔

اسی کو فرماتے ہیں کہ:

فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا (سورہ بقرہ آیت ٦٠ پ ١)

ترجمہ: تو پھر اس (پتھر) میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (ترجمہ ختم)

اور اللہ تعالیٰ نے اگلے لوگوں کو بھی پانی کے متعلق یہ پیشگی تنبیہ فرمادی ہے کہ:

قُلۡ اَرَاَيۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآءُكُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ يَّاۡتِيۡكُمۡ بِمَآءٍ مَّعِيۡنٍ (سورہ ملک آیت ٣٠ پ ٢٩)

ترجمہ: آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی نیچے کو غائب (اور خشک) ہی ہوجاوے، پھر کون ہے جو تمہارے پاس نتھرا (صاف وستھرا) پانی لائے؟ (ترجمہ ختم)

زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ پانی جس سے ہر چیز کی زندگی ہے، اگر فرض کرو! چشموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہوکر زمین کے اندر اتر جائے جیسا کہ اکثر موسمِ گرما میں پیش آجاتا ہے، تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کردے جو تمہاری زندگی اور بقاء کے لئے کافی ہو (تفسیر عثمانی بتغیر)

www.idaraghufran.org

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

اَفَرَأَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ (سورہ واقعہ آیت ۶۸ تا ۷۰ پ ۲۷)

ترجمہ: بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کر ڈالیں سو تم شکر (احسان) کیوں نہیں مانتے (ترجمہ ختم)

یعنی بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد اور زبردستی کرکے بادل سے چھین لیتے۔ ہم چاہیں تو اس پانی کو تم سے روک دیں یا میٹھے پانی کو بدل کر کھاری، کڑوا بنا دیں جو نہ پی سکو نہ کھیتی کے کام آئے، پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو شخصوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک شخص کے پھلوں کے دو بڑے باغ تھے اور دونوں باغوں کے درمیان کھیتی باڑی بھی تھی لیکن وہ کفر، تکبر اور اتراہٹ میں مبتلا تھا، جس پر دوسرے شخص نے جو کہ اللہ والا تھا اس سے دورانِ گفتگو کہا کہ:

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا (سورہ کہف آیت ۴۰۔ ۴۱ پ ۱۵)

ترجمہ: کہ (میرا رب) اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیج دے جس سے وہ باغ اچانک ایک صاف میدان ہو کر رہ جاوے۔ اس سے اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اُتر (کر خشک ہو) جاوے پھر تُو اس (کو حاصل کرنے) کی کوشش بھی نہ کر سکے (ترجمہ ختم)

یعنی ایک گرم بگولا اُٹھے یا اور کوئی آفت سماوی نازل ہو جو تیرے تکبُّر و تجبُّر کی سزا میں باغ کو تہس نہس کر کے صاف چٹیل میدان بنا دے یا نہر کا پانی خشک ہو کر رہ جائے پھر باوجود کوشش کے جاری نہ ہو (تفسیر عثمانی)

اور پھر یہی ہوا کہ آفتِ سماوی نے اسے گھیر لیا اور سب تہس نہس ہو گیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ تکبر واتراہٹ اور گناہوں سے باغات اور فصلوں میں بے برکتی آتی ہے اور پانی کا قحط ہو جاتا ہے۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا (سورہ جن آیت ۱۶ پ ۲۹)

ترجمہ: اوراگر لوگ (دین کے) سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو (پانی کی ریل پیل سے) خوب سیراب کرتے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَلَوْاَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (سورہ اعراف آیت ۹۶ پ ۹)

ترجمہ: اوراگر ان بستیوں والے ایمان لے آتے، اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان پر دروازے کھول دیتے طرح طرح کی برکتوں کے آسمان وزمین سے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے آسمان کی برکات مثلاً بارش وغیرہ کو بھی کھولتے ہیں، اور زمین کی برکات مثلاً اس کی پیداوار اور دوسرے خزائن ومعدنیات (پیٹرول، گیس، ہیرے جواہرات وغیرہ) کو بھی کھولتے ہیں۔ [1]

قرآن مجید کے علاوہ احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے اور بطورِ خاص زکاۃ کی ادائیگی نہ کرنے یا اس میں کوتاہی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش روک لی جاتی ہے اور قحط سالی وغیرہ کا وبال آتا ہے۔ [2]

---

[1] (وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ القرى) المكذبين (ءَ امَنُواْ) بالله ورسلهم (واتقوا) الكفر والمعاصى (لَفَتَحْنَا) بالتخفيف والتشديد (عَلَيْهِم بركات مِّنَ السمآء) بالمطر (والأرض) بالنبات (تفسير الجلالين ، تحت آيت ۹۶ من سورة الاعراف)

[2] یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کئے جانے کی دعا فرمائی تھی، جو کہ قبول کرلی گئی تھی۔

پھر اس امت پر قحط سالی کا وبال آنے کا کیا مطلب؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ بِخَمْسٍ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللہِ وَمَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟ قَالَ: مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ، وَمَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللہُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْفَقْرُ، وَلا ظَهَرَتْ فِيْهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْمَوْتُ، وَلا طَفَّفُوْا الْمِكْيَالَ إِلَّا مُنِعُوْا النَّبَاتَ وَأُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ، وَلا مَنَعُوْا الزَّكَاةَ إِلا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلے میں آتی ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ کونسی پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلے میں ہیں؟

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اس کے جواب میں عرض ہے کہ حضور ﷺ نے جو دعا فرمائی تھی، وہ پوری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کئے جانے کی دعا تھی، نہ کہ قحط سالی میں مبتلا ہونے اور اس سے تکلیف نہ اٹھانے کی۔ فلا تعارض۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ عُمَرَ، فِي بَنِي مُعَاوِيَةَ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لِي: هَلْ تَدْرِي أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْهُ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا الثَّلَاثُ الَّتِي دَعَا بِهِنَّ فِيهِ؟، فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي بِهِنَّ فَقُلْتُ " :دَعَا بِأَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، وَلَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِينَ فَأُعْطِيَهُمَا، وَدَعَا بِأَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ :فَمَنَعَنِيهَا قَالَ: صَدَقْتَ، فَلَا يَزَالُ الْهَرْجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسند احمد حديث نمبر ۲۳۷۴۹، مؤسسة الرسالة، بيروت)

[1] حديث نمبر ۱۰۹۹۲، مكتبة ابن تيمية - القاهرة.

قال الهيثمی:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ الْمَرْوَزِيُّ، لَيَّنَهُ الْحَاكِمُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ مُوَثَّقُونَ، وَفِيهِمْ كَلَامٌ. (مجمع الزوائد ج۳ص۶۵، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة)

وقال المنذری:

رواه الطبرانی فی الكبير وسنده قريب من الحسن وله شواهد

السنين جمع سنة وهی العام المقحط الذی لم تنبت الأرض فيه شيئا سواء وقع قطر أو لم يقع (الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۳۰۹، كتاب الصدقات الترغيب فی أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)

www.idaraghufran.org

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تو یہ کہ جو لوگ بھی عہد توڑتے ہیں، تو اس کے بدلے میں اُن پر اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو مسلط فرمادیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکموں کو توڑتے ہیں تو اس کے بدلے میں ان میں فقر و افلاس پھیل جاتا ہے۔

اور تیسرے یہ کہ جب بھی کسی قوم میں بے حیائی عام ہوتی ہے، تو اس کے بدلے میں اُن میں موت عام ہوجاتی ہے۔

اور چوتھے یہ کہ جو لوگ بھی ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، تو اس کے بدلے میں یہ لوگ پیداوار کی کمی اور قحط سالی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

اور پانچویں یہ کہ جو لوگ بھی زکاۃ کو روکتے ہیں (یعنی ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے) تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اِذَا رَأَیْتَ الْمَطَرَ قَدْ قُحِطَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزَّکَاۃَ قَدْ مُنِعَتْ ،وَاِذَا رَأَیْتَ السُّیُوْفَ قَدْ عُرِیَتْ فَاعْلَمْ اَنَّ حُکْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی قَدْ ضُیِّعَ فَانْتَقَمَ بَعْضُھُمْ بِبَعْضٍ، وَاِذَا رَأَیْتَ الْوَبَاءَ قَدْ ظَھَرَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزِّنَا قَدْ فَشَا (شعب الایمان للبیھقی) [1]

ترجمہ: جب آپ دیکھیں کہ بارش کا قحط واقع ہوگیا ہے، تو آپ جان لیں کہ زکاۃ روک لی گئی ہے (یعنی لوگ زکاۃ ادا نہیں کررہے) اور جب آپ دیکھیں کہ تلواریں ننگی ہوگئیں (یعنی قتل وقتال کے آلات کا استعمال بڑھ گیا) تو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ضائع کردیا (اور توڑ دیا) گیا ہے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے کا دست وگریبان کردیا ہے، اور جب آپ دیکھیں کہ وبا پھوٹ پڑی ہے تو آپ جان لیں کہ زنا عام ہوچکا ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۳۱۶۲، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض۔

www.idaraghufran.org

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا ظَهَرَ مَوْتُ الْفُجَاءَةِ ، وَإِذَا طَفَّفُوْا الْمِكْيَالَ أَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِيْنَ ، وَإِذَا مَنَعُوْا الزَّكَاةَ حَبَسَ اللهُ عَنْهُمُ الْمَطَرَ ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمَا نَزَلَتْ قَطْرَةٌ ، وَإِذَا جَاوَزُوْا فِي الْحُكْمِ تَعَادُوْا بَيْنَهُمْ ، وَإِذَا نَقَضُوْا الْعَهْدَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ ، وَإِذَا لَمْ يَأْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ أَشْرَارَهُمْ ، ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارُهُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ(السنن الواردة فی الفتن للدانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب زنا عام ہوگا تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اچانک موت ہونا عام ہوجائے گا، اور جب لوگ ناپنے تولنے میں کمی کریں گے، تو (اس گناہ کے بدلہ میں) قحط سالی سے اللہ تعالیٰ ان کا مؤاخذہ فرمائیں گے، اور جب لوگ زکاۃ روکیں گے تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیں گے، اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش کا ایک قطرہ بھی نازل نہ ہوتا، اور جب حکم عدولی اور ناانصافی کریں گے، تو (اس گناہ کے بدلہ میں) ان کے درمیان عداوت پیدا ہوگی، اور جب عہد توڑیں گے، تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلّط فرمادیں گے، اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کریں گے تو (اس گناہ کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ان پر بدترین لوگوں کو مسلّط فرمادیں گے (یعنی بدترین لوگوں کو حکمران بنادیں گے) پھر اس صورت میں ان کے نیک لوگ دعا کریں گے، مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ بات ظاہر ہے کہ جب بارش روک دی جاتی ہے، تو اس سے طرح طرح کی بیماریاں واقع ہوجاتی ہیں، اور فصل بھی متأثر ہوتی ہے، اور قحط سالی واقع ہوجاتی ہے۔

اس لئے زکاۃ ادا نہ کرنے سے قحط سالی کا عذاب بھی آتا ہے۔

---

[1] حدیث نمبر ۳۲۶، باب ما جاء فیما ینزل من البلاء ویحل من العقوبة بهذه الأمة إذا عملت بالمعاصی ,واشتهرت بالذنوب، دارالعاصمة، ریاض.

www.idaraghufran.org

البتہ قحط سالی کے لئے بارش کا رکنا ضروری نہیں، بلکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قحط سالی اس طرح بھی مسلط کی جاتی ہے کہ بارش ہونے کے باوجود زمین سے پیداوار نہیں ہوتی۔ [۱]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللهُ بِالسِّنِيْنَ (المعجم الاوسط للطبرانی) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم نے بھی زکاۃ کو روکا تو اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرمادیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ قَطُّ، إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ، وَلَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، وَلَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ، إِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ (مستدرک حاکم) [۳]

---

[۱] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَيْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَا تُمْطَرُوا، وَلَكِنِ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوا وَتُمْطَرُوا، وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا(مسلم حديث نمبر ۲۹۰۴)

(ليست السنة) بفتح السين أى الجدب (بأن لا تمطروا ولكن السنة) حقيقة (ان تمطروا وتمطروا) أى تمطروا المرة بعد المرة والكرة بعد الكرة مطرا كثيرا (ولا تنبت الارض شيأ) فليس عام القحط الذى لا تمطر السماء فيه مع وجود البركة بل ان تمطر ولا تنبت (التيسير بشرح الجامع الصغير، حرف اللام)

[۲] حديث نمبر۴۵۷۷،تحت من اسمه عبدان، دارالحرمين ،القاهرة.

قال الهيثمی:

.رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ج۳ص۶۲،كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة،مكتبة القدسی، قاهرة)

وقال المنذرى:

رواه الطبرانى فى الأوسط ورواته ثقات (الترغيب والترهيب ج ا ص ۳۰۹،كتاب الصدقات الترغيب فى أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)

[۳] حديث نمبر ۲۵۷۷، دار الكتب العلمية -بيروت، واللفظ لهٗ،البيهقى فى شعب الايمان حديث نمبر ۳۰۴۰، وفى السنن حديث نمبر۶۶۲۵ ، مسند البزار حديث نمبر ۴۴۶۳، الاوسط لابن المنذر حديث نمبر ۳۳۳۱.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم بھی کبھی عہد کو توڑتی ہے، تو ان کے درمیان قتل وقتال کی فضا پیدا ہو جاتی ہے، اور جس قوم میں جب بھی بے حیائی ظاہر ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان پر موت کو مسلط فرما دیتے ہیں، اور جو قوم بھی زکاۃ کو روکتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

آج کل بارش رکنے کی شکایت عام ہے، اور اس کے دور کرنے کی بے شمار تدبیریں کی جاتی ہیں، لیکن کوئی تدبیر مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوتی، اور اس کا جو اصل سبب اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمایا ہے، اس کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی، جو کہ زکاۃ ادا نہ کرنا ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ لَمْ تَظْهَرُ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ أَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا وَلَمْ يَنْقُصُوْا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط مسلم.

وقال الهيثمی:

رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح غير رجاء بن محمد وهو ثقة(مجمع الزوائد ج۷ص ۲۶۹، مکتبة القدسی، قاهرة)

وقال البوصيری:

وعن بُرَيدة بن الحصيب -رضی اللّٰه عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ولا منع قوم قط الزكاة إلا حبس اللّٰه عنهم القطر ."رواه أبوبكر بن أبی شيبة والبزار والطبرانی بسند صحيح.

وكذا أبويعلى الموصلی ولفظه" :ما نقض قوم العهد إلا كان القتل بينهم، ولا ظهرت فاحشة فی قوم إلا سلط عليهم الموت، ولا منع قوم الزكاة إلا حبس اللّٰه عنهم القطر."

والحاكم وعنه البيهقی وقال الحاكم :صحيح على شرط مسلم .وهو كما قال.وله شاهد من حديث ابن عمر، رواه ابن ماجه والبزار والبيهقی بإسناد حسن، وسيأتی فی الزهد فی باب قصر الأمل مطولا (اتحاف الخيرة المهرة، ج۳ص ۱، كتاب الزكاة،باب مانع الزكاة وعقوبة من كنز)

www.idaraghufran.org

أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ(ابن ماجه) [1]

ترجمہ: پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ، کسی قوم میں بھی کبھی بے حیائی ظاہر نہیں ہوتی، یہاں تک کہ جب وہ اس کو کھلم کھلا کرتے ہیں، تو ان میں ایسا طاعون اور ایسا افلاس پھیلتا ہے کہ جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں پھیلا، اور جو لوگ بھی ناپنے اور تولنے میں کمی کرتے ہیں، تو ان کو قحط سالی کے عذاب میں اور سخت موتوں کے عذاب میں، اور ان پر ظالم بادشاہوں کے مسلط ہونے کے عذاب میں گرفتار کیا جاتا ہے، اور جو لوگ بھی اپنے مالوں کی زکاۃ روک لیتے ہیں، تو ان سے آسمان سے بارش کو روک لیا جاتا ہے، اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان کو ذرا بھی بارش نہ دی جائے، اور جو لوگ بھی اللہ کے اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان پر دوسرے لوگوں کو مسلّط کر دیتے ہیں، پھر وہ ان کے قبضے میں سے کئی چیزوں کو لے لیتے ہیں، اور جن لوگوں کے پیشوا اللہ کی کتاب پر فیصلہ نہیں کرتے، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا، اس میں سے اپنی پسند کی چیز لیتے ہیں، تو

---

[1] حدیث نمبر ۴۰۱۹، کتاب الفتن، باب العقوبات، واللفظ لہٗ، حلیة الاولیاء، ج۸ص۳۳۳، ۳۳۴، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۶۷۱، مسند الشامیین للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۵۸، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۳۰۴۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۸۶۲۳، مسند البزار حدیث نمبر ۶۱۷۵.

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

وقال الهیثمی:

قلت: روی ابن ماجه بعضه. رواه البزار ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۵ص۳۱۷، مکتبة القدسی، قاهرة)

www.idaraghufran.org

اللہ تعالیٰ ان کے درمیان باہمی خانہ جنگی پیدا فرما دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

طاعون کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ یہ کافروں کے لئے عذاب ہے، اور مومنوں کے لئے رحمت ہے، اور مومن کا طاعون میں فوت ہونا شہادت کا درجہ رکھتا ہے، نیز طاعون والی جگہ سے بھاگنا، یا طاعون والی جگہ کسی دوسری جگہ کے آدمی کا جانا بھی منع ہے۔ [1]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ :لَوْ أَنَّ عبيدِىْ أَطَاعُوْنِىْ، لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ، وَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا أَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ (مسند احمد) [2]

---

[1] عن أنس بن مالك رضى الله عنه، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :الطاعون شهادة لكل مسلم(بخارى، حديث نمبر ۲۸۳۰،دارطوق النجاة، بيروت)

عن عائشة رضى الله عنها، زوج النبى صلى الله عليه وسلم، قالت :سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الطاعون، فأخبرنى أنه عذاب يبعثه الله على من يشاء ، وأن الله جعله رحمة للمؤمنين، ليس من أحد يقع الطاعون، فيمكث فى بلده صابرا محتسبا، يعلم أنه لا يصيبه إلا ما كتب الله له، إلا كان له مثل أجر شهيدٍ(بخارى، حديث نمبر۳۴۷۴،دار طوق النجاة، بيروت)

[2] حديث نمبر ۸۷۰۸، مؤسسة الرسالة ،بيروت، واللفظ لهٗ، مستدرك حاكم حديث نمبر ۱۳۳۳، مسند الطيالسى، حديث نمبر ۲۷۰۹، مسند البزار حديث نمبر ۹۵۶۹، مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۱۴۲۸، الزهد الكبير للبيهقى حديث نمبر ۷۲۷.

قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .

وقال الذهبى فى التلخيص:بل صدقة بن موسى واه.

وقال البيهقى:تابعه أبو داود عن صدقة وهذا هو الصحيح وهو سمير بن نهار وقيل :شتير بن نهار.

وقال الهيثمى:

رواه أحمد والبزار، وزاد فيه :وقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-جددوا إيمانكم "قالوا :يا رسول الله فكيف نجدد إيماننا؟ قال " :جددوا إيمانكم بقول :لا إله إلا الله ."وقال :لا يروى عن النبى -صلى الله عليه وسلم -إلا بهذا الإسناد، قلت : ومداره على صدقة بن موسى الدقيقى ضعفه ابن معين وغيره وقال مسلم بن إبراهيم : حدثنا صدقة الدقيقى، وكان صدوقا(مجمع الزوائد ج۲ص ۲۱۱، باب الاستسقاء، مكتبة القدسى، قاهرة)

قلت:ورواه البيهقى بسند آخر عن ابى سعيد،كما سيأتى. محمد رضوان.

ترجمہ: آپ کے رب عزوجل فرماتے ہیں کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو بارش نازل کروں اور دن میں ان پر سورج نکالوں (تاکہ وہ اپنے کام کاج کریں) اور وہ کڑک کی (خوفناک) آواز نہ سنیں (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حارث بن نعمان سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ قُحُوطَ الْمَطَرِ مِنْ قُضَاةِ السُّوْءِ وَأَئِمَّةِ الْجَوْرِ (العقوبات لابن أبی الدنیا) [2]

ترجمہ: اور بارش کا قحط بُرے فیصلے کرنے اور ظالم رہبروں کی وجہ سے ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ گناہوں کی بدولت اور خاص طور پر زکاۃ کی ادائیگی نہ کرنے سے بارش روک لی جاتی ہے، اور اس کے نتیجے میں فصل اور پیداوار کی کمی اور دوسرے مسائل ومصائب (مثلاً مہنگائی، بیماریاں وغیرہ) پیدا ہوتے ہیں۔

آج کل یہ بات ظاہر ہے کہ دوسرے گناہ تو عام ہیں ہی، اسی کے ساتھ زکاۃ کی ادائیگی کا بھی صحیح اہتمام نہیں، بہت سے لوگ تو سِرے سے زکاۃ ادا ہی نہیں کرتے، اور جو چند لوگ زکاۃ ادا کرتے ہیں، ان میں بھی پوری مقدار میں زکاۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور اگر مقدار پوری ہے، تو اس کی ادائیگی اور صحیح مصرَف کے انتخاب میں کوتاہی پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے صحیح صحیح اور پوری زکاۃ کی ادائیگی کا تناسب بہت کم ہے (یعنی زکاۃ کی کمیت وکیفیت دونوں میں کوتاہی پائی جاتی ہے) جو بارش کے رکنے اور قحط سالی میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔

اسی کے ساتھ ایک گناہ خود پانی کی ناقدری کرنے اور اس کو ضائع کرنے کا بھی ہے۔

---

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، حدثنی أبو أحمد بكر بن محمد الصيرفی ، ثنا جعفر بن محمد الرازی ، ح وأخبرنا أبو الحسين بن بشران ، أنبأنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن عبد الله ، ثنا جعفر بن محمد الرازی ، ثنا عبد المؤمن ، عن عبد السلام يعنی ابن حرب ، عن محمد بن واسع ، عن ابن نهار العبدی ، عن أبی سعيد قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :يقول الله تبارک وتعالى : لو أطاعونی عبادی لأطلعت عليهم الشمس بالنهار ولأمطرت عليهم المطر بالليل ، ولما أسمعتهم صوت الرعد كذا قالا (الزهد الكبير للبيهقی حديث نمبر ۷۲۶)

[2] حديث نمبر ۳۵۵، باب اسباب العقوبات وانواعها ، ص ۲۲۴، دار ابن حزم، بيروت.

www.idaraghufran.org

جبکہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اور آخرت میں اس کے بارے میں اہمیت کے ساتھ سوال کیا جائے گا۔

اور خود نعمت کو ضائع نہ کرنے اور اس کی قدر اور شکر کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔

پانی کی نعمت پر شکر ادا کرنا بذاتِ خود بھی ایک فریضہ اور آخرت میں عظیم ثواب کا ذریعہ ہے۔ اور دنیا کے اعتبار سے اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خود اس نعمت میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے، اور بے برکتی وقحط کا عذاب ٹل جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (سورہ تکاثر آیت ۸ پ ۳۰)

ترجمہ: تم سے قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی) نعمتوں کے متعلق باز پرس ہوگی (ترجمہ ختم)

باز پرس یہ ہوگی کہ تم نے ان نعمتوں کا کیا شکر اور کیا حق ادا کیا اور ان نعمتوں کو کب، کس جگہ، کس طرح، کس لئے اور کتنا خرچ کیا، اور تم نے ان نعمتوں کے بعد ان کی عظمت کو پہچانا یا نہیں؟ تم نے ان نعمتوں کے دینے والے کی محبت اور اطاعت کا جذبہ دل میں محسوس کیا کہ نہیں اور تم ان نعمتوں کے دینے والے کی ناراضگی سے ڈرے یا نہیں؟

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (سورہ ابراهیم آیت ۷ پ ۱۳)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ترجمہ ختم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان عام فرما دیا ہے کہ اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ ان کو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا اور اپنے افعال واعمال کو میری مرضی کے مطابق بنانے

کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کو اور زیادہ کردوں گا۔ اور یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے اور ان کے بقاء ودوام میں بھی (معارف القرآن بتغیر)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَـایَفُعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمُ اِنُ شَکَرُتُمُ وَاٰمَنُتُمُ،وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِـیُمًا (سورہ نساء آیت ۱۴۷ پ ۵)

ترجمہ: اللہ کیا کرے گا تم کو عذاب دے کر (اے لوگو!) اگر تم شکر گزاری سے کام لو، اور (صدق دل سے) ایمان لے آؤ اور اللہ بڑا ہی قدردان، سب کچھ جاننے والا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر اور ان نعمتوں کی قدر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ [۱]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کو ضائع اور بے جا خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی اور ناشکرا قرار دیا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو محبوب نہیں رکھتے، اور اس کے برخلاف جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضائع کرنے سے بچاتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ [۲]

---

[۱] قوله تعالى :(مَا يَفُعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمُ إِنُ شَكَرُتُمُ) أى :إن شكرتم نعماءَهُ (وَآمَنُتُمُ) به، فيه تقديم وتأخير، تقديره :إن آمنتم وشكرتم، لأن الشكر لا ينفع مع عدم الإيمان، وهذا استفهام بمعنى التقرير، معناه :إنه لا يعذب المؤمن الشاكر، فإن تعذيبه عبادَهُ لا يزيد في ملكه، وتركه عقوبتهم على فعلهم لا يُنُقِصُ من سلطانه، والشكرُ :ضد الكفر والكفر ستر النعمة، والشكر : إظهارُها، (وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا) فالشكر من الله تعالى هو الرضى بالقليل من عباده وإضعاف الثواب عليه، والشكر من العبد :الطاعة، ومن الله :الثواب(تفسير البغوى، تحت آيت ۱۴۷ من سورة النساء)

[۲] چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الُمُبَذِّرِيُنَ كَانُوٓا اِخُوَانَ الشَّيٰطِيُنِ وَكَانَ الشَّيُطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوُرًا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۷ پ ۱۵)

ترجمہ: بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں، ان کو عذاب میں کیوں مبتلا فرمائیں گے، اور اس کے برخلاف جن لوگوں کو ناپسند فرمائیں اور شیطان کا بھائی قرار دیں وہ کیونکر عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُّقَالَ لَهُ :أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَنُرْوِيَكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن انسان سے نعمتوں میں سب سے پہلے یہ سوال ہوگا کہ کیا ہم نے تجھے تن درستی نہیں دی تھی اور کیا ہم نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَلَاتُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ انعام آیت ۱۴۱ پ ۸)

ترجمہ: اور بے جا خرچ نہ کرو، بلاشبہ وہ (اللہ تعالیٰ) پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَاتُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ اعراف آیت ۳۱ پ ۸)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (سورہ فرقان آیت ۶۷ پ ۱۹)

ترجمہ: اور وہ لوگ (رحمٰن کے خاص بندے) جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں، اور ان کا خرچ کرنا اس (کمی زیادتی) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں)

[1] حديث نمبر ۳۳۵۸، ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، واللفظ لهٗ؛ مستدرك حاكم، حديث نمبر ۷۲۰۲، ج۴ص۱۵۳؛ ابنِ حبان، حديث نمبر ۷۳۶۴.

قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال شعيب الأرنؤوط: حديث صحيح (حاشيه ابنِ حبان)

تجھے پینے کے لئے ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟ (ترجمہ ختم)

اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنَّ سَيِّدَ الْأَشْرِبَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَلْمَاءُ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں مشروبات کا سردار پانی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جعفر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانی پیتے تھے، تو یہ دعا فرماتے تھے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں صاف سُتھرا پانی اپنی رحمت سے پلایا اور اس کو ہمارے گناہوں کی نحوست سے کھاری اور کڑوا نہیں بنا دیا (الدعاء للطبرانی، حدیث نمبر ۸۲۵)

وہ لوگ محرومُ القسمت ہیں جو اللہ کی نعمتوں پر پلتے اور بڑھتے ہیں اور اوپر سے نیچے تک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، پیاس لگتی ہے تو غٹا غٹ ٹھنڈا پانی پی جاتے ہیں، گرمی لگتی ہے تو فوراً نہا لیتے ہیں لیکن ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان نہیں ہوتا نہ نعمتوں پر غور کرتے نہ نعمت دینے والے کی طرف متوجہ ہوتے بلکہ الٹا نافرمانی پر اُتر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور بے قدری پر کمر باندھے رکھتے ہیں، آخرت میں وہ کیسے جواب دے سکیں گے؟

پس پانی عظیم نعمت ہے، بلکہ اس کا ایک ایک پیالہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے، لہٰذا اس کی ذرا سی بھی بے قدری نہیں کرنی چاہئے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ اِشْتَدَّ

---

[1] حديث نمبر ٧٢٠٢، ج٤ص١٥٣، دارالكتب العلمية، بيروت.
قال الحاكم: " هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِىْ كَانَ بَلَغَ بِىْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِى الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِىْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے میں چلا جارہا تھا، کہ اس پر پیاس کا غلبہ ہوا، اس نے ایک کنواں پایا، جس میں وہ اتر گیا، اور پانی پیا، پھر باہر نکل گیا، تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے، اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسی مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اترا، اور اپنا (چمڑے کا) موزہ پانی سے بھرا، پھر اس کو اپنے منہ میں پکڑا (اور باہر نکلا) پھر کتے کو پانی پلایا، تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی، اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا چوپائے (جیسے جانور کو کھلانے پلانے) میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے، آپ نے فرمایا ہر تر جگر والے (یعنی جاندار) میں ثواب ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں اسی قسم کا واقعہ ایک عورت کے بارے میں آتا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ (بخاری) [2]

---

[1] حديث نمبر ٦٠٠٩، كتاب الادب ،باب رحمة الناس والبهائم، دارطوق النجاة، بيروت، واللفظ لهٗ، مسلم حديث نمبر ٥٩٩٦، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة.

[2] حديث نمبر ٣٣٢١، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فى شراب أحدكم فليغمسه،دارطوق النجاة، بيروت، واللفظ لهٗ،مسلم حديث نمبر ٥٩٩٧وحديث نمبر ٥٩٩٨، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک فاحشہ عورت کی مغفرت کردی گئی (وجہ یہ ہوئی) کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو پیاس کی سختی کی وجہ سے زبان نکالے کنویں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ پیاس سے مرنہ جائے، اس عورت نے اپنا موزہ پیر سے اتارا اور اسے دوپٹہ سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلادیا، اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت کردی گئی (ترجمہ ختم)

عرب میں چمڑے کے موزوں کا عام رواج تھا اور ان میں پانی بھرنے سے کم رِ گرتا ہے۔ اور منہ سے پکڑنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جنگل کے کنوؤں میں عام طور پر کچھ اینٹیں وغیرہ اس طرح سے باہر کو نکال دی جاتی ہیں کہ اگر کسی کے پاس ڈول رسی نہ ہو تو ان پر پاؤں رکھ کر نیچے اترا جاسکے اور اُوپر چڑھا جاسکے، لیکن اترنے چڑھنے کے لئے ہاتھوں کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے اس لئے موزے کو منہ سے سنبھالنا پڑا۔

ان دونوں حدیثوں سے پانی کی ایک تھوڑی سی مقدار کی بھی اہمیت معلوم ہوئی کہ یہ آخرت کے اعتبار سے انسان کے لئے کتنی اہمیت رکھتی ہے۔

پانی کی اہمیت اور اس کو فضول ضائع کرنے بلکہ جس عمل سے پانی کی اہمیت دل سے نکلتی ہو، اور اس کے ضائع کرنے کی عادت پڑتی ہو، اس سے بچانے کا بھی شریعت کی طرف سے اہتمام کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ :مَا هٰذَا السَّرَفُ فَقَالَ :أَفِي الْوُضُوْءِ إِسْرَافٌ، قَالَ :نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهَرٍ جَارٍ (ابنِ ماجه) [1]

---

[1] حديث نمبر ۴۲۵، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى القصد فى الوضوء وكراهية التعدى فيه، واللفظ لهٔ، مسند احمدحديث نمبر ۷۰۶۵،شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۳۳۲۵.

قال الالبانى:

قلت :وهذا إسناد حسن؛ حيى بن عبدالله مختلف فيه، وهو عندى أنه وسط حسن الحديث، وقد حسّن له الترمذى، وصحح له ابن حبان والحاكم والذهبى وغيرهم(السلسلة الصحيحة ، تحت حديث رقم ۳۲۹۲)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے اور حضرت سعد اس وقت وضو کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا کہ یہ کیا فضول خرچی ہے؟ اس پر حضرت سعد نے عرض کیا کہ کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بے شک (وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے) اگرچہ تم کسی بہتے ہوئے دریا پر ہی ہو (ترجمہ ختم)

غور کرنے کی بات ہے کہ جو شخص کسی بہتے ہوئے دریا سے وضو کر رہا ہے اسے پانی کی کمی کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا، کیونکہ پانی دریا ہی میں واپس جاتا رہتا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی پانی احتیاط کے ساتھ استعمال وخرچ کرنے کا پابند فرما دیا۔

کیونکہ اول تو ایک شخص کو جب پانی فضول بہانے کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ پانی کے کمی کے موقع پر بھی فضول خرچی سے باز نہیں آ سکتا، جبل گَردَدْ، جِبلَّت نہ گردد۔

دوسرے جب کسی قوم یا فرد کا مزاج اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بے کھٹک استعمال کرنے کا بن جائے تو اس کے لئے بہتے ہوئے دریا بھی کافی نہیں ہو سکتے، جب بہتے ہوئے دریا سے وضو کرتے بھی وقت پانی استعمال کرنے کی اتنی احتیاط کا حکم ہے تو دوسرے مواقع پر تو بدرجہ اولیٰ اس کی تاکید ہوگی۔

مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات اور فرمودات کو نظر انداز کر کے آج پانی میں کی فضول خرچی اور اس کے ضیاع کا گناہ عام ہے، اور پانی کے ضیاع سے بجلی کا ضیاع بھی لازم آتا ہے، کیونکہ ہمارے ہاں عموماً بجلی کی پیداوار کا انحصار پانی پر اور استعمال کے لئے پانی کے حصول کا بڑا مدار بجلی پر ہے، لہٰذا اس صورتِ حال میں بجلی کے ضائع کرنے سے پانی کا ضائع ہونا اور پانی کے ضائع ہونے سے بجلی کا ضائع ہونا بھی ظاہر ہے۔ [1]

پانی وبجلی کے ضیاع کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] آج کل شہروں میں عموماً پانی کو کنویں یا بورنگ وغیرہ سے حاصل کرنے اور اس کو اوپر ٹینکی وغیرہ میں پہنچانے کا ذریعہ بھی بجلی ہے، لہٰذا پانی کا جتنا زیادہ ضیاع ہوگا، اس کو اسی مقدار میں حاصل کرنے کے لئے موٹر وغیرہ چلا کر بجلی کا ضیاع اور پھر اس کے نتیجہ میں مزید پانی کا ضیاع لازم آتا ہے، اور بجلی کے بل کا بوجھ الگ ذمہ میں پڑتا ہے، اس طرح بیک وقت پانی کے ضیاع کی کئی صورتیں لازم آتی ہیں۔

(۱)......آج کل وضو وغیرہ کے لئے پہلے زمانے کی طرح عموماً لوٹے وغیرہ میں پانی لینے اور کنویں اور نلکے وغیرہ سے پانی کھینچنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی بلکہ گھروں، دفتروں اور مسجدوں وغیرہ میں عام طور پر ٹونٹیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں جن سے مسلسل پانی آتا رہتا ہے اور اس میں وضو کرنے یا منہ ہاتھ وغیرہ دھونے والے کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ جہاں ایک لوٹے پانی سے وضو وغیرہ ہوسکتا تھا وہاں کتنے لوٹے پانی خرچ ہوگیا ہے، شروع میں ایک مرتبہ ٹونٹی بھرپور انداز میں کھول دی جاتی ہے اور پھر بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی اور آخر تک تسلسل کے ساتھ پانی فضول بہتا رہتا ہے۔ ہاتھ دھو رہے ہوں تو پانی چل رہا ہے، کلی کررہے ہوں تو پانی بہہ رہا ہے، مسواک ہو رہی ہے تو پانی جاری ہے، ناک میں پانی ڈال رہے ہوں تو پانی گر رہا ہے، مسح کر رہے ہوں تو پانی ضائع ہو رہا ہے، صابن استعمال ہو رہا ہو تو پانی رواں دواں ہے۔

غرضیکہ شروع سے آخر تک یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو وضو کرنے یا منہ ہاتھ دھونے کے لئے جتنے پانی کی واقعی ضرورت ہے اور جتنی مقدار حقیقت میں درکار ہے اس سے کئی گنا زیادہ پانی بغیر استعمال کے یا غیر ضروری استعمال میں ضائع ہو جاتا ہے اور اس طرح پانی کو ضائع کرنا اور کھلا بہانا سراسر اسراف اور گناہ ہے۔

کیا آپ نے غور کیا کہ جتنی دیر میں آپ ٹونٹی سے مسلسل پانی بھرپور انداز میں کھول کر وضو وغیرہ کرتے ہیں اگر اتنی دیر مسلسل اتنی رفتار کے ساتھ پانی چلا کر جمع کیا جائے تو کئی لوٹے بلکہ بالٹیاں تک بھر جائیں، مگر وضو کرنے والوں کو تو اس گناہ کی طرف ذرا بھی خیال نہیں جاتا بلکہ ذہن میں یہی تصور ہوتا ہے کہ وہ نماز وغیرہ جیسے اہم فریضے اور عبادت کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔

شریعت نے تو وضو کے بارے میں خوشخبری سنائی تھی کہ وضو کرنے سے وضو کرنے والے کے اعضاء سے گناہ پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔

لہٰذا وضو کا مقصد تو یہ تھا کہ جس طرح اس سے ظاہری پاکی اور طہارت حاصل ہوتی ہے اسی طرح اس کے ذریعے سے باطنی (اندر کی) گناہوں کی پاکی بھی حاصل کی جائے لیکن نفس وشیطان کی مکاریوں اور چال بازیوں نے اس چھپے ہوئے گناہ کے مرض میں مبتلا کر دیا، جس کی وجہ سے یہ بات

وہم وگمان میں بھی نہیں گزرتی کہ یہ بھی کوئی گناہ ہے اور اس گناہ کی اب ایسی عادت ہوچکی ہے بلکہ یہ عادت پختہ ہوچکی ہے کہ اگر اس گناہ کی طرف توجہ بھی دلائی جائے تو ایک عجوبہ محسوس ہوتا ہے، پانی جو اللہ تعالیٰ کی گرانقدر نعمت اور عظیم دولت ہے اس کو اس طرح بے جا نالیوں کی نظر کردیا جاتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی بڑی ناقدری اور ناشکری بھی ہے اور اسراف وفضول خرچی کا گناہ بھی ہے اور اس کے علاوہ وضو جو گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ تھا، خود اس کو ہی گناہ سے ناپاک کردیا جاتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ اس گناہ کی طرف توجہ کی جائے اور اب تک جو یہ گناہ ہوچکا ہے اس سے سچے دل کے ساتھ توبہ کی جائے، اور اہتمام وتوجہ کے ساتھ پانی کا سوچ سمجھ کر بقدرِ ضرورت استعمال کیا جائے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ احتیاط کے ساتھ صرف بقدرِ ضرورت پانی استعمال کرنے سے آپ کئی ضرورتوں اور ضرورت مندوں کے لئے پانی اور بجلی بچاسکتے ہیں، جس سے دوسرے اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں، ناپاکی دور کرسکتے ہیں، نماز جیسے فریضہ کی ادائیگی کرسکتے ہیں، اور بہت سی ضروریات پوری کرسکتے ہیں۔

(۲)...... پہلے زمانے میں جب نہانے کے لئے پانی کنویں سے کھینچنے اور برتن میں بھرنے کی مشقت پیش آتی تھی، اس وقت اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ نہانے کے لئے منوں پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہے، لیکن جب سے ٹونٹیوں کا سلسلہ قائم ہوا ہے، اس وقت سے نہاتے وقت فضول پانی کے ضیاع کا مسئلہ بھی آہستہ آہستہ درپردہ بڑھ گیا ہے، عام طور پر نہاتے وقت ٹونٹی، فوارہ کھول کر بےفکر ہوجاتے ہیں اور پانی جسم سے لگ کر تیزی سے نالی کی خوراک بن رہا ہوتا ہے اور پانی کی بہت بڑی مقدار جسم کے اردگرد سے ویسے ہی زمین پر گر کر گندے نالوں کی نظر ہوجاتی ہے۔

بہت سے حضرات تو غسل وغیرہ کرتے ہوئے فوارہ کھول کر پانی کے نیچے کھڑے ہوجاتے ہیں اور صرف لطف اندوزی کی خاطر بڑی بڑی ٹنکیاں خالی کردیتے ہیں ایک طرف تو اس دنیا میں بسنے

والے انسانوں کو پینے کے لئے پانی کی مقدار میسر آنا مشکل ہو رہا ہوتا ہے دوسری طرف ان کا عالم یہ ہوتا ہے کہ ان کو بہنے والے پانی کا تصور کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، جبکہ نہانے، میل کچیل دور کرنے اور ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے اس سے کئی گنا کم پانی سے ضرورت پوری کی جاسکتی ہے، مگر ان لوگوں کو اس پانی کی نعمت ہی کا اندازہ نہیں ہوتا۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ آپ اب تک کتنا پانی گندے نالوں اور گٹروں میں مِلا کر اس گناہ کے جرم میں مبتلا ہو چکے ہیں؟

(۳)...... پانی کی فضول خرچی کا عمل کپڑے، برتن وغیرہ دھوتے وقت بھی دیکھنے میں آتا ہے، بڑے گھرانوں میں تو عام طور پر کپڑے برتن وغیرہ دھونے کی خدمات ملازم اور ماسیاں وغیرہ سرانجام دیتے ہیں، جن کو نہ تو خود سے پانی احتیاط کے ساتھ خرچ کرنے کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ہی ان کو اس بارے میں کوئی ہدایت یا تاکید کی جاتی ہے، اور عام گھروں میں بھی کپڑے دھونے والی خواتین وحضرات پانی احتیاط کے ساتھ بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت استعمال کرنے کا اہتمام نہیں کرتے، جس کی وجہ سے پانی پوری بے دردی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، برتن دھوتے وقت صورتِ حال یہ ہوتی ہے کہ پانی پوری تیز رفتاری کے ساتھ کھول کر ٹونٹی بند کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی اور اس دوران برتنوں کو رگڑا جا رہا ہو یا صابن وغیرہ لگایا جا رہا ہو یا ان سے ہڈیاں وغیرہ علیٰحدہ کی جا رہی ہوں، بہرحال پانی کا تسلسل اس دوران بھی اسی رفتار کے ساتھ چل رہا ہوتا ہے جس رفتار کے ساتھ اس کو استعمال کرنے کے دوران چلایا جاتا ہے، جبکہ اس دوران وہ کسی بھی کھاتہ اور مصرف میں شمار نہیں ہو رہا ہوتا، سوائے گندی نالیوں اور نالوں کی نظر ہونے کے، اور جب استعمال ہو رہا ہو اس وقت بھی غور کیا جائے تو پانی کی وہ مقدار جو استعمال ہوئے بغیر دائیں بائیں ویسے ہی گر رہی ہوتی ہے وہ استعمال ہونے والی مقدار سے زیادہ نہ سہی تو کم بھی نہیں ہوتی۔

یہ بھی پانی وبجلی کے بے جا ضیاع کا طریقہ ہے، جس سے بچنا چاہئے۔

(۴)......اسی طرح آجکل عام طور پر کپڑے دھونے کا کام مشینوں سے لیا جاتا ہے، مشینوں سے کپڑے دھوتے وقت بھی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کیا جاتا ہے، عموماً ہر مرتبہ نیا پانی تبدیل

کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، جبکہ ہر مرتبہ تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پانی وبجلی کی اس فضول خرچی کے گناہ سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔

(۵)...... بہت سے لوگ موٹر چلا کر بے فکر ہو جاتے ہیں اور ٹنکی بھرنے کے بعد پانی فضول بہتا رہتا ہے مگر ان کو فکر نہیں ہوتی۔

یہ طرزِ عمل بھی قابلِ اصلاح ہے۔

(۶)...... بعض گلیوں میں سرکاری پانی کے نل سے ٹونٹیاں اتری ہوتی ہیں یا درمیان میں سے کوئی پائپ ٹوٹ جاتا ہے اور مستقل پانی بہتا رہتا ہے، نہ متعلقہ ادارہ کے کسی ذمہ دار کو فکر ہوتی اور نہ ہی محلّہ کے کسی فرد کو اس کا احساس ہوتا کہ پانی کی عظیم نعمت اس طرح ضائع ہو رہی ہے، اور اسی حال میں ایک لمبا عرصہ گزر جاتا ہے۔

اس مجرمانہ غفلت ولا پرواہی سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔

(۷)...... بعض لوگوں کے گھروں میں پلنے والے جانوروں بلکہ کتوں تک کو نہلانے دھلانے پر اتنا پانی خرچ کر دیا جاتا ہے، جتنا انسانوں کو اپنے نہانے کے لئے بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

یہ بھی غلو اور حد سے تجاوز ہے، اور پانی وبجلی کے اسراف وضیاع کی صورت ہے، جس سے بچنا چاہئے۔

(۸)...... موٹر سائیکل یا گاڑی کی دھلائی ہو رہی ہو یا گھر کے صحن اور کمروں کو دھویا جا رہا ہو اس وقت بھی پانی کا بے بہا استعمال کیا جاتا ہے اور بلاوجہ برق رفتاری کے ساتھ پانی چلا کر پائپ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

یہ پانی وبجلی کے ضیاع کی شکل بھی عام ہے، جس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

(۱۰)...... بعض جگہ درختوں، کھیتوں، باغیچوں اور پودوں کی جڑیں تر ہونے اور ضرورت کے مطابق پانی پہنچنے کے بعد ویسے ہی پانی بہتا رہتا ہے، اور اس طرح پانی وبجلی کی بہت بڑی مقدار ضائع ہو کر گناہ اور نقصان کا باعث بنتی ہے۔

(۱۱)...... بعض لوگ صرف وسوسوں اور شک کی وجہ سے وضوء، غسل اور استنجاء وغیرہ میں پانی خوب

www.idaraghufran.org

بہاتے ہیں، اس میں کئی باتیں ناپسندیدہ جمع ہوجاتی ہیں، اوّل پانی کی فضول خرچی، دوسرے وقت برباد کرنا جس کی قیمت کا کچھ اندازہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ وسوسے نہ واجب ہیں نہ مستحب، تیسرے شریعت پر زیادتی کرنا کہ شریعت نے تھوڑے پانی کے استعمال کی تاکید فرمائی تھی اوراس نے اس حکم پر اکتفاء نہ کیا اور کافی نہ جانا، چوتھے شریعت نے تین مرتبہ سے زیادہ بلاضرورت دھونے کو تعدی ٹھہرایا تھا۔

اگر کسی کو پانی وبجلی کی اس فضول خرچی کی طرف توجہ دلائی جائے تو فوراً جواب دیا جاتا ہے کہ پانی کو بار بار کم زیادہ کرنا یا کھولنا اور بند کرنا قابو سے باہر ہے، حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں ہے۔

آخر جب تک یہ ٹونٹیاں ایجاد اور مروج نہیں ہوئی تھیں اس وقت بھی تو برتن اور کپڑے وغیرہ دھوئے جاتے تھے اور پانی استعمال کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی اور کسی نہ کسی طرح بار بار پانی لے کر ضرورت پوری کی جاتی تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ غلط عادت کے پختہ ہوجانے اور پانی کی قدر و قیمت اور فضول خرچی کے گناہ کا احساس نہ ہونے کی وجہ سے بار بار یہ عمل کرنا دشوار یا ناممکن معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر فضول خرچی کے گناہ سے بچنا چاہیں اور پانی کی صحیح قدر و قیمت کا دل ودماغ میں استحضار کریں اور پھر اپنے نفس پر قابو پا کر اس سے بچنے کا اہتمام کریں تو یقیناً اس پر بآسانی عمل کیا سکتا ہے۔

بس اس کے لئے تھوڑی سی ہمت اور توجہ کی ضرورت ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ فوراً اس پر عمل شروع ہوسکتا ہے۔

مرَدوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر والوں کے دلوں میں اس عظیم گناہ کا احساس پیدا کریں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ شروع ہی سے اپنی اولاد کو پانی کی اہمیت کا احساس دلائیں اور احتیاط سے خرچ کرنے کی تاکید بلکہ تربیت دیں، مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ملازمین اور کام کرنے والوں کو جابجا اس گناہ سے بچنے پر تنبیہ کرتے رہا کریں۔

اور خود ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، ملازم ہو یا مالک، امیر ہو یا غریب کہ وہ خود پانی وبجلی کی فضول خرچی سے بچنے کا اپنے دل میں سچا جذبہ پیدا کرے۔

اور جو صورتیں بھی پانی وبجلی کے ضیاع کی ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچائے۔

(۱۱)...... بہت سی جگہ کمروں میں بلب روشن رہتے ہیں، پنکھے خوامخواہ چل رہے ہوتے ہیں اور بعض اوقات بلاضرورت ائیر کنڈیشنز بھی پوری طاقت کے ساتھ برسرِ پیکار ہوتے ہیں۔

(۱۲)...... عام طور پر لوگوں کا مزاج یہ بنا ہوا ہے کہ دن کے وقت بلاضرورت پردے لٹکا کر اور کھڑکیاں ودروازے بند کر کے سورج کی روشنی کو اندر داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے اور بجلی کی روشنی میں کام کیا جاتا ہے۔

(۱۳)...... اسی طرح ہمارے یہاں یہ رواج بھی بہت ترقی پکڑ گیا ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر خاص کر شادی بیاہ، ربیع الاول، شب برأت اور دوسرے موقعوں پر گھروں اور دیواروں پر چراغاں کا شوق پورا کیا جاتا ہے، جس میں بہت سے لوگ سرکاری لائنوں سے بجلی چوری کر کے اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں، جو دوہرا گناہ ہے ایک فضول خرچی کا دوسرے چوری کا۔

(۱۴)...... ایک وباء یہ بھی آج کل چل پڑی ہے کہ مختلف کھیلوں کے لئے میدانوں میں انتہائی طاقت کی سرچ لائیٹیں روشن کر کے اپنا نفسانی مقصد پورا کیا جاتا ہے۔

(۱۵)...... اگر تھوڑی بہت دیر کے لئے بجلی کے استعمال کی ضرورت ہو، تو اس کے بجائے بہت دیر تک بجلی کا استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ بعض خواتین وحضرات کمروں، غسل خانوں اور باورچی خانے وغیرہ سے باہر نکلتے وقت یا تھوڑی دیر بعد واپس آنے کی نیت سے صرف سُستی کی بنیاد پر بجلی بند نہیں کرتے، بلکہ بعض گھرانوں میں تو اسٹور، باورچی خانے وغیرہ کی بجلیاں چوبیس گھنٹے جلی رہتی ہیں، اور آہستہ آہستہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انفرادی واجتماعی (قومی) دولت چٹ ہوتی رہتی ہے جس کا خمیازہ دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی بھگتنا پڑے گا۔

(۱۶)...... عام گزرگاہوں اور سڑکوں پر بجلی کے بڑے بڑے روشن اشتہار روشنی کی کسی حد کے پابند نظر نہیں آتے، اور صرف غفلت، نام ونمود یا اپنے ذاتی مفاد کی خاطر قومی واجتماعی دولت کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱۷)...... ایک غیر اسلامی بسنت نامی تہوار کے موقع پر تو ساری کسر پوری کر دی جاتی ہے

اور گڈیاں اڑانے کی غرض سے آسمان کی فضاء کو بھی روشن کرنے کی حدِ نظر تک ضرورت پوری کی جاتی ہے۔

(۱۸)......جن مقامات پر بجلی خرچ کرنے والوں کو بل خود ادا نہیں کرنا پڑتا، وہاں تو بجلی کا استعمال اتنی بے دردی سے ہوتا ہے کہ اللہ پناہ میں رکھے، سرکاری دفتروں میں دن کے وقت بسا اوقات بالکل بلاضرورت بجلیاں روشن ہوتی ہیں اور پنکھے، ائیر کنڈیشن وغیرہ اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی والی وارث ہی معلوم نہیں ہوتا۔

(۱۹)......اسی طرح جن سرکاری ملازمین اور غیر سرکاری محکموں کے ملازموں کو گھروں، دفتروں وغیرہ میں بجلی کے استعمال کی مفت سہولت حاصل ہوتی ہے وہاں بھی ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کی مثال صادق آرہی ہوتی ہے۔

اور اوقاف و مدارس اور مساجد کے اندر رہنے اور کام کرنے والے بہت سے حضرات کا بھی یہی حال ہے، یہ لوگ صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ اس فضول استعمال سے ان کی جیب پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور فوری طور پر ان کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا، لیکن یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ اس طرح بجلی کا بے جا استعمال کر کے وہ پوری قوم، تعاون کنندگان، اور اپنے محکموں کے مالکین کے مجرم شمار ہوتے ہیں۔

اور وہ آخر اس ملک کے باشندے ہیں جس میں وسائل کی قلت اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا رونا رویا جا رہا ہے اور بجلی میسر نہ آنے کی وجہ سے کتنے لوگ گرمی اور دیگر ضروریات وسہولیات سے پریشان اور محروم ہیں۔

اور اس ملک کے باشندے ہونے کی وجہ سے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ساتھ بالآخر ان کو، ان کے اہلِ خانہ و رشتہ داروں اور ان کی آنے والی نسل کو بھی اس کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

اگرچہ پانی و بجلی اور دیگر وسائل کی پیداوار اور ترقی کی صحیح منصوبہ بندی کا کام حکومت کا ہے لیکن ہر شخص کے اپنے بس میں یہ ضرور ہے کہ وہ حاصل شدہ وسائل کو ٹھیک ٹھیک خرچ کرنے کا مزاج بنائے اور اس کا اہتمام کرے اور خرچ پر قابو پا کر قومی دولت کے فضول ضائع ہونے سے پرہیز

کرے۔

یہ بات ہر ایک کے بس میں نہیں کہ وہ پانی و بجلی کی پیداوار میں اضافہ کرے لیکن یہ بات ہر ایک کے بس میں ہے کہ مثلاً جہاں ایک لوٹے، ایک بلب سے کام چل سکتا ہے وہاں دو لوٹے، دو بلب اور جھاڑ فانوس نہ جلائے۔

جہاں سورج کی روشنی سے کام چل سکتا ہے وہاں کوئی بلب روشن نہ کرے جہاں ایک پنکھا کارآمد ہوسکتا ہے وہاں دو پنکھے نہ چلائے۔

جہاں ایئر کنڈیشن کے بغیر گذارا ہوسکتا ہے، وہاں ایئر کنڈیشن استعمال نہ کرے، جس کسی کمرے میں بلاوجہ روشنی، پنکھا یا بجلی کا کوئی آلہ چلتا ہوا دیکھے، اسے بند کردے۔

جہاں سورج یا بلب کی روشنی سے ضرورت پوری ہوجاتی ہو، وہاں دیواروں اور گھروں پر چراغاں نہ کرے۔

کیا بعید ہے کہ اس طرح جس بجلی و پانی کا خرچ ایک انسان بچا رہا ہو، وہ کسی ضرورت مند کے کام آجائے، کسی کی پیاس بجھ جائے، کسی کو وضو کا فریضہ پورا کرنے کا موقع حاصل ہوجائے، کسی مریض کو راحت مل جائے، یا کسی غریب کے ظلمت کدے میں اجالا ہوجائے۔

آخر میں یہ بھی ملحوظِ خاطر رہنا چاہئے کہ آج کل اللہ کی نعمتوں کے بے جا استعمال اور فضول خرچی سے بچنے کا اہتمام لوگ اس وقت تو کرتے ہیں جب اس کی کمی محسوس ہو، لیکن جب اس میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی اس وقت فضول خرچی سے نہیں بچا جاتا حالانکہ فضول خرچی تو ہر وقت گناہ اور بے برکتی کا باعث ہے خواہ وہ چیز تھوڑی میسر ہو یا زیادہ۔

Idara Ghufran

بارش و پانی اور پیداوار کی کمی کا حل وعلاج

(۱)......توبہ واستغفار کا اہتمام

بارش و پانی اور پیداوار کی کمی دور کرنے کے لئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ توبہ واستغفار کا اہتمام کیا جائے ،اور بطورِ خاص زکاۃ کے بارے میں پائی جانے والی کوتاہی سے سچی توبہ کی جائے۔ اوراسی کے ساتھ پانی وبجلی کی نعمت کی قدر کی جائے ،اوراس کوضائع ہونے سے بچایا جائے۔ غرضیکہ توبہ واستغفار کے ذریعہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی جائے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِـأَمْـوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا (سورہ نوح،آیت ۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ: تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اوراولاد میں ترقی دیگا اور تمہارے لئے باغات بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کواس طرح نصیحت فرمائی تھی کہ:

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِـرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْـهِ يُـرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ (سورۃ هود آیت ۵۲)

ترجمہ: اوراے میری قوم مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر توبہ کرواس کے حضور میں وہ بھیج دیگا تمہارے اوپر خوب بارشیں اور بڑھادیگا تمہاری (موجودہ) قوت میں اورزیادہ قوت اورمنہ مت پھیرو مجرم بنتے ہوئے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ توبہ استغفار کی وجہ سے گناہ معاف ہونے کے علاوہ کثرت سے بارش ہوتی ہے ،اولاد

میں ترقی ہوتی ہے ،اورنہریں جاری ہوتی ہیں، اورقوت وطاقت حاصل ہوتی ہے، جس میں ہر دور کے ضروری اورمفیدقوت کے ذرائع (بجلی و پانی، پیداوار وغیرہ) داخل ہیں۔

اورحضرت ابومروان اسلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَسْتَسْقِیْ فَمَا زَادَ عَلَی الاِسْتِغْفَارِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)[1]

ترجمہ: ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استغفار کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں کیا (ترجمہ ختم)

اورحضرت عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ یَسْتَسْقِیْ فَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَقَالَ "اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُرْسِلَ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِدْرَارًا وَیُمْدِدْکُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنَّاتٍ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ أَنْهَارًا""اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا"ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَوِ اسْتَسْقَیْتَ ، فَقَالَ :لَقَدْ طَلَبْتُہٗ بِمَجَادِیْحِ السَّمَاءِ الَّتِیْ یُسْتَنْزَلُ بِهَا الْقَطْرُ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)[2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، پھر منبر پر جا کر فرمایا کہ اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے، وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اورتمہارے مال اوراولاد میں ترقی دے گا، اورتمہارے لئے باغات بنادے گا، اورتمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا۔

اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، تو لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کاش کہ آپ استسقاء کا عمل کرتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارش کو آسمان کے پچھتروں سے طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۸۴۲۸، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ قَالَ لاَ یُصَلِّی فِی الاِسْتِسْقَاءِ.

[2] حدیث نمبر ۸۴۲۹، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ قَالَ لاَ یُصَلِّی فِی الاِسْتِسْقَاءِ.

Idara Ghufran

بعض روایات میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے کہا کہ کثرت سے استغفار کرو، کسی اور نے آکر اپنی تنگدستی کا شکوہ کیا تو فرمایا استغفار کرو، ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرا کھیت خشک ہو رہا ہے اور پیداوار نہیں تو فرمایا استغفار کرو، پھر ایک اور آیا اور اس نے عرض کیا اے امام میرے کنویں کا پانی سوکھ چکا ہے اس میں پانی نہیں تو فرمایا استغفار کرو۔ بعض حاضرین کو اس پر بڑا ہی تعجب ہوا کہ اس مجلس میں مختلف لوگ مختلف اغراض کے لئے آئے اور حسن بصری نے سب کو ایک ہی جواب دیا اور ایک ہی علاج بتایا اس بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے ان سب کو کوئی بات اپنی طرف سے نہیں بتائی بلکہ میں نے ان کو وہی بتایا ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے اور پھر سورہ نوح کی یہی مندرجہ بالا آیات فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ تلاوت فرمائیں (معارف القرآن ادریسی)

توبہ واستغفار کی فضیلت واہمیت اور اس کی افادیت کے متعلق تفصیل ''زلزلہ اور اس سے حفاظت'' کے مضمون میں پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں، اس کی تفصیل وہیں ملاحظہ کرلی جائے۔

(۲)......زکاۃ وصدقات کا اہتمام

بارش و پانی اور پیداوار کی قلت کو دور کرنے کے لئے دوسرا کام یہ ہے کہ زکاۃ، عُشر اور دوسرے مالی واجبات کے ساتھ ساتھ نفلی صدقات کا اہتمام کیا جائے۔

زکاۃ وصدقات کا عمل دراصل بارش و پانی اور پیداوار میں اضافے انسان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی بڑھوتری، گناہوں کی معافی، رزق میں برکت اور جہنم کے عذاب سے بچاؤ کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ. فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهٗ فِيْ حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ

قَـائِـمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَـهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اِسْمُکَ قَالَ فُلاَنٌ .لِـلْاِسْـمِ الَّـذِیْ سَـمِـعَ فِـی السَّـحَـابَةِ فَقَالَ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ تَسْـأَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ فَقَالَ إِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهٗ يَـقُـوْلُ اَسْقِ حَدِيْقَةَ فُلاَنٍ لِاِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا قَالَ أَمَّا إِذَا قُلْتَ هٰذَا فَـإِنِّـیْ أَنْظُرُ إِلٰی مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَآکُلُ أَنَا وَعِيَالِیْ ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهٗ (صحیح مسلم) [1]

ترجمہ: کوئی شخص کسی جنگل میں تھا اچانک اس نے بادل میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دو، تو اس آواز کے ساتھ وہ بادل چلا اور ایک سیاہ پتھریلی زمین میں خوب پانی برسا اور سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلا یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے چلتا رہا تو آگے چل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ کو اس پانی سے سیراب کر رہا ہے۔اس نے اس باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا پھر اس باغ والے نے اس سے سوال کیا کہ اے اللہ کے بندے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس بادل میں جس سے یہ پانی برسا ہے ایک آواز سنی کہ آپ کا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے، آپ اس باغ میں کیا عمل کرتے ہو (کہ اس قدر مقبول ہے) اس نے کہا، جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی تو سُن! میں اس کی کُل پیداوار کو دیکھتا ہوں، اس میں سے ایک تہائی صدقہ کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں، اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں (ترجمہ ختم)

ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ کے نام کی صرف ایک تہائی آمدنی خرچ کرنے پر کس قدر برکت ہے کہ غیب سے اس کے باغ کی پرورش کا سامان ہوتا ہے۔اور صدقہ کرنے سے مال کم ہونے کے بجائے اور بڑھتا ہے۔اس حدیث شریف سے ایک بہترین سبق اور بھی حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کو

---

[1] ج۴ص۲۲۸۸، کتاب الزهد والرقائق، باب الصدقة فی المساکین، دار إحياء التراث العربی - بيروت.

اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے متعین کرلینا زیادہ مفید ہے۔ اور تجربہ بھی یہی ہے۔ [1]

ملحوظ رہے کہ پانی کے ذریعہ سے بھی ضرورت مند کی مدد کرکے صدقہ کیا جاسکتا ہے، بلکہ پانی کے ذریعہ سے صدقۂ جاریہ کا ثواب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ، وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ إِنَاءِ أَخِيْكَ (ترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نیک کام صدقہ ہے اور نیک کاموں میں سے یہ بھی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے، اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ، قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (سنن ابوداؤد) [3]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ امِ سعد (یعنی میری والدہ) فوت

---

[1] (فأتصدق بثلثه) بضم أوليه في الأفصح، ويجوز تسكين ثانيه تخفيفاً زيادة في التقرب إلى الله سبحانه وتعالى، وإلا فالواجب في شريعتنا في النصاب من ذلك العشر تارة ونصفه أخرى (وآكل أنا وعيالي) أي أعولهم من أهل وولد وزوجة وخادم وغير ذلك (ثلثاً وأرد فيها ثلثه) أي ثلث الخارج (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،باب الكرم والجود)

زکاۃ وصدقات کی تفصیل کے لئے ہماری مندرجہ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......زکاۃ وصدقہ کے فضائل واحکام (۲)......صدقہ کا صحیح طریقہ اور بکرے کا صدقہ

[2] حديث نمبر ۱۹۷۰، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في طلاقة الوجه وحسن البشر، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي -مصر، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۴۷۰۹.

قال الترمذي :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

[3] حديث نمبر ۱۶۸۳، كتاب الزكاة،باب في فضل سقي الماء واللفظ لهٗ سنن نسائي حديث نمبر ۳۶۰۴وحديث نمبر ۳۶۰۶،مسندِ احمد حديث نمبر ۲۲۴۵۹.

ہوگئی ہیں، تو (ان کی طرف سے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوا دیا اور فرمایا کہ یہ امِ سعد کے لئے ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ اس کا ثواب میری والدہ کے لئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت مندوں کے لئے پانی فراہم کرنے کا انتظام کر دینا بھی افضل صدقہ میں داخل ہے۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ حَفَرَ مَآءً لَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ كَبِدٌ حَرِيٌّ مِنْ جِنٍّ وَلَااِنْسٍ وَلَا سَبُعٍ وَلَاطَآئِرٍاِلَّا اٰجَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الاحاديث المرفوعة من التاريخ الكبير للامام البخاری) [1]

ترجمہ: جو شخص پانی کا انتظام (اور سلسلہ جاری) کر جائے، تو جو بھی جاندار پیاسا خواہ انسان ہو یا جن یا درندہ یا پرندہ اس سے پانی پئے گا تو انتظام کرنے والے کو قیامت تک اس کا ثواب ہوتا رہے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْماً عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَداً صَالِحاً تَرَكَهٗ وَمُصْحَفاً وَرَّثَهٗ أَوْ مَسْجِداً بَنَاهُ اَوْبَيْتاً لِاِبْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْراً اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ (ابن ماجه) [2]

---

[1] حديث نمبر ۲۶۰ واللفظ لهٗ؛ وصحيح ابن خزيمة حديث نمبر ۱۲۲۷ بغير لفظ سبع؛ كذا فی الترغيب والترهيب.

[2] حديث نمبر ۲۴۲؛ باب ثواب معلم الناس الخير، شعب الايمان للبيهقی، باب مايلحق المؤمن من عمله، حديث نمبر ۳۱۷۴؛ ابن خزيمه، باب جماع أبواب الصدقات، حديث نمبر ۲۲۹۳.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: مومن کو اس کے جن نیک اعمال کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں، وہ دین کا علم جو اس نے کسی کو سکھایا اور پھیلایا، اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا، اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا، یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (تالاب، کنواں جو خلقِ خدا کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) وہ بنوا گیا، یا کوئی اور صدقہ جس کو اُس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی حالت میں نکالا تھا (اور خلقِ خدا کو بعد میں بھی اُس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہے گا (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ مستقل طور پر پانی کا انتظام کر دینا بہترین صدقہ ہے کیونکہ پانی عام مخلوق کے کام آتا ہے اور اس سے طرح طرح کی دینی و دنیوی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ پہلے زمانے میں کنویں کی اہمیت بہت تھی اور دیہات اور قصبات اور جنگلوں میں اب بھی اس کی بہت ضرورت رہتی ہے، اور شہروں میں سرکاری نلوں سے پانی ملتا ہے، پس اگر کوئی شخص کسی مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ میں یا کسی دوسری جگہ عام فائدہ کے لئے پانی کی ٹنکی بنوا دے یا نل لگوا دے، یا پانی کا بل ادا کرنے کا انتظام کر دے یا پانی کھینچنے کے لئے موٹر لگوا دے یا بجلی کے موٹر کا بل ادا کرنے کا بندوبست کر دے تو یہ بھی پانی کے صدقہ میں شمار ہوگا، اور بہت بڑے ثواب کا باعث ہوگا، بلکہ شہروں میں خصوصاً مساجد و مدارس میں اب بھی کنواں کھدوا دینا مناسب ہے، سرکاری نل خراب ہو جاتے ہیں، یا پانی کی قلت ہو جاتی ہے تو ان کنوؤں سے کام چلتا ہے، اگر مساجد و مدارس اور عام گزرگاہوں پر ہاتھ سے پانی نکالنے والا نل لگوا دیا جائے تو یہ بہت بہتر ہے، اس سے پانی لینے کے لئے ڈول رسی کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال المنذری:

رواه ابن ماجه بإسناد حسن والبيهقي ورواه ابن خزيمة في صحيحه مثله إلا أنه قال أو نهرا كراه وقال يعني حفره ولم يذكر المصحف (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۱۲۳ ، كتاب العلم)

وقال في موضع آخر:

رواه ابن ماجه واللفظ لهٔ وابن خزيمة في صحيحه والبيهقي وإسناد ابن ماجه حسن والله أعلم (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۴۲۳، كتاب الصلاة)

www.idaraghufran.org

ضرورت نہیں ہوتی۔

پانی کے انتظام کرنے سے آخرت کے ثواب کے علاوہ دنیوی ضرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

(تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

(۳،۴)......دعا ونمازِ استسقاء

بلاؤں کو دور کرنے ،ضروریات کے پورا ہونے میں دعاء بہت اکسیرنسخہ رکھتی ہے اسی لئے بارش و پانی کے لئے دعاء کا بھی خاص مقام ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ (سنن أبی داؤد، حدیث نمبر ۴۰۸۴، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، المکتبة العصریة، صیدا -بیروت)

ترجمہ: اور اگر آپ کو قحط سالی پہنچے، پھر آپ اللہ سے دعا کریں، تو وہ آپ کے لئے فصل اُگا دیں گے (ترجمہ ختم)

اوراسی کے ساتھ بارش طلب کرنے کے لئے شریعت کی طرف سے نمازِ استسقاء بھی مقرر کی گئی ہے۔

ان دونوں اعمال کی تفصیل آگے مستقل مضامین میں ذکر کردی گئی ہے۔

اس لئے تکرار سے بچنے کے لئے یہاں سے تفصیل کو حذف کیا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

بارش سے متعلّق چند مسنون دعائیں

جو دعائیں بارش کے بارے میں احادیث میں آئی ہیں، ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بارش طلب کرنے کی دعائیں

جب بارش کی ضرورت ہو تو مندرجہ ذیل دعائیں یا ان میں سے کسی بھی دعا کا اہتمام کیا جائے، نمازوں کے بعد بھی اور دوسرے اوقات میں بھی، جب چاہیں۔

(۱)

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا

ترجمہ: اے اللہ ہمیں سیراب فرما۔ اے اللہ ہمیں سیراب فرما۔ اے اللہ ہمیں سیراب فرما (بخاری) [۱]

(۲)

اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا

ترجمہ: اے اللہ ہماری مدد فرما۔ اے اللہ ہماری مدد فرما۔ اے اللہ ہماری مدد فرما (بخاری) [۲]

(۳)

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَهَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْيِ بَلَدَکَ الْمَيِّتَ

ترجمہ: اے اللہ! تو اپنے بندوں کو اور جانوروں کو سیراب کردے اور اپنی رحمت پھیلا دے، مردہ اور خشک زمین کو سرسبز بنادے (ابوداؤد) [۳]

---

[۱] حديث نمبر ۱۰۱۳، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى المسجد الجامع، دارطوق النجاة، بيروت عن انس.

[۲] حديث نمبر ۱۰۱۴، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى المسجد الجامع، دارطوق النجاة، بيروت مسلم حديث نمبر ۸۹۷عن انس.

[۳] حديث نمبر ۱۱۷۶، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين فى الاستسقاء ،المكتبة العصرية، صيدا -بيروت، مؤطاامام مالک حديث نمبر ۶۴۹ ،عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده .

(۴)

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًاغَيْرَ آجِلٍ

ترجمہ: یا اللہ! ہماری پانی کی فریاد کو بہتر اور اچھے طریقہ سے پوری فرما دیجئے، جس میں کوئی ضرر نہ ہو، اور جلدی پوری فرما دیجئے نہ کہ تاخیر سے (ابوداؤد)

(۵)

اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا طَبَقًا مَرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ.

ترجمہ: یا اللہ! ہماری پانی کی فریاد کو بہتر اور اچھے طریقہ سے اور وسیع بادل اور بھاری بارش کے ذریعے سے جلدی پوری فرما دیجئے، نہ کہ تاخیر سے (ابن ماجة) [۲]

(۶)

اَللّٰهُمَّ ضَاحَتْ جِبَالُنَاوَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُنَامُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ مِنْ اَمَاكِنِهَاوَمُنْزِلَ الرَّحْمَةِ مِنْ مَّعَادِنِهَاوَمُجْرِيَ الْبَرَكَاتِ عَلٰى اَهْلِهَا بِالْغَيْثِ الْمُغِيْثِ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ الْغَفَّارُ فَنَسْتَغْفِرُكَ لِلْحَامَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَاوَنَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْ عَوَامِ خَطَايَانَااَللّٰهُمَّ فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا وَّاَصِلْ بِالْغَيْثِ وَاكِفًا مِنْ تَحْتِ عَرْشِكَ حَيْثُ يَنْفَعُنَا وَيَعُوْدُ عَلَيْنَاغَيْثًامُغِيْثًا عَامًّاطَبَقًامُجَلِّلاًغَدَقًاخَصِيْبًا رَايِعًا مُمْرِعَ النَّبَاتِ

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے پہاڑ خالی ہوگئے اور ہماری زمین غبار آلود ہوگئی اور ہمارے چوپائے پیاسے ہوگئے، اے بھلائیوں کے عطا فرمانے والے ان کی جگہوں سے اور اے رحمت کے نازل فرمانے والے ان کی کانوں سے اور اے برکتوں کے جاری فرمانے والے برکت والوں پر مدد کرنے والی بارش کے ساتھ تجھ سے ہی مغفرت طلب کی جاتی ہے تو بہت زیادہ بخشش کرنے والا ہے۔ پس ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے

---

[۱] حديث نمبر ١١٧١، كتاب الاستسقاء. عن جابر

[۲] حديث نمبر ١٢٦٠، بَاب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ. عن ابنِ عباس

www.idaraghufran.org

ہیں پگھلا دینے والے گناہوں سے اور ہم توبہ کرتے ہیں آپ سے اپنے عوام کی خطاؤں سے، اے اللہ! تو ہم پر بارش بھیج دے بہت زیادہ برسنے والی اور اس کے ساتھ ہی مزید بارش کو ملا دے اور اپنے عرش کے نیچے سے ایسی بارش بھیج کر کفایت فرما جو ہمیں نفع دے اور وہ پھر لوٹ کر آئے اور ہمارے لئے عمومی بارش بن جائے اور ایسی بارش ہو جو روئے زمین کو ڈھانپ لے اور سیراب کرنے والی ہو زمین کو چھپا دینے والی ہو، بڑے بڑے قطروں والی ہو، سرسبزی لانے والی ہو، جانوروں کے چرنے کا ذریعہ ہو، کثرت سے اُگانے والی ہو (ابوعوانہ) [۱]

(۷)

اَللّٰهُمَّ اَنۡزِلۡ عَلٰى اَرۡضِنَا زِيۡنَتَهَا وَسَكَنَهَا

ترجمہ: اے اللہ ہماری زمین پر اس کی زینت، آسائش اور تسکین نازل فرما (معجم کبیر طبرانی) [۲]

جب بادل آتا ہوا دیکھے

جب بادل آتا ہوا دیکھے، تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّمَا اُرۡسِلَ بِهٖ

ترجمہ: اے اللہ! ہم اس چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے لے کر یہ بادل بھیجا گیا ہے (ابنِ ماجہ) [۳]

---

[۱] حديث نمبر ٢٥٢٨، كتاب الاستسقاء، دار المعرفة -بيروت، عن جعفر بن عمرو بن حريث، عن أبيه، عن جده .

[۲] حديث نمبر ٦٩٠٤، مكتبة ابن تيمية -القاهرة، مستخرج ابى عوانة حديث نمبر ٢٥٢٣ عن سمرة، وقال ابن حجر: وإسناده ضعيف "التلخيص الحبير، كتاب صلاة الاستسقاء"

[۳] حديث نمبر ٣٨٨٩، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا رأى السحاب والمطر، عن عائشة .

جب بارش ہونے لگے

جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا

ترجمہ: اے اللہ اس کو بہت برسنے والی اور نفع دینے والی بنا (بخاری) [۱]

یا دو تین بار یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ سَيْبًا نَّافِعًا

ترجمہ: اے اللہ نفع دینے والی بارش برسا (ابنِ ماجہ) [۲]

بارش جب حد سے زیادہ ہونے لگے اور ضرر کا خوف ہو

بارش جب حد سے زیادہ ہونے لگے اور ضرر کا خوف ہو، تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالْجِبَالِ وَالْآجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا، ہم پر نہ برسا، اے میرے اللہ! پہاڑوں، ٹیلوں اور وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا (بخاری) [۳]

جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے

جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے تو یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِىْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ

---

[۱] حديث نمبر ۱۰۳۲، كتاب الجمعة، باب مايقال اذا مطرت، دارطوق النجاة، بيروت، عن عائشة.

[۲] حديث نمبر ۳۸۸۹، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا رأى السحاب والمطر، عن عائشة.

[۳] حديث نمبر ۹۵۷، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى المسجد الجامع، واللفظ لهٗ، و حديث نمبر ۹۵۸، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة، مسلم، حديث نمبر ۲۱۱۵، باب الدعاء فى الاستسقاء. عن انس.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی جس کی تسبیح بیان کرتی ہے گرج، اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے بھی تسبیح کرتے ہیں اس کے خوف سے (مؤطا امام مالک) [1]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

فقط: واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۳/ ربیع الاول/ ۱۴۲۲ھ 16 / جون/ 2001ء بروز ہفتہ

اضافہ واصلاح: ۸/ صفر المظفر / ۱۴۳۲ھ 13 / جنوری/ 2011ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

[1] حديث نمبر ۱۳۶۴، باب القول إذا سمعت الرعد، سنن البيهقى حديث نمبر ۶۷۰۳، عن عبدالله بن زبير موقوفاً، سنن سعيد بن منصور حديث نمبر ۱۱۱۲، عن ابنِ عباس موقوفاً، الدعاء للطبرانى حديث نمبر ۹۰۸ عن ابى بن كعب، مصنف ابنِ ابى شيبة حديث نمبر ۲۹۸۲۶ عن الاسود النخعى بن يزيد.

﴿۴﴾

اِستِسقاء کی دُعا اور نماز کے احکام

استسقاء کے لغوی اور شرعی معنیٰ

استسقاء کے لغت میں معنٰی پانی طلب کرنے کے ہیں۔

اور اس کے شرعی معنیٰ ضرورت کے وقت مخصوص طریقہ پر بارش نازل ہونے کی دعا کرنے کے ہیں، مثلاً بارش رک گئی ہو، اور چشموں اور تالابوں وغیرہ میں انسانوں اور جانوروں اور کھیتی کی ضروریات کے لئے پانی نہ ہو، یا بہت تھوڑا ہو، جس سے ضرورت پوری نہ ہو رہی ہو۔

اگر بارش نہ ہونے کی وجہ سے غذائی اشیاء کے مہنگا ہونے کا خوف ہو، جس سے عام لوگوں اور غریبوں کو پریشانی لاحق ہو، تو یہ بھی ضرورت میں داخل ہے۔ [1]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذِاسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ (سورہ بقرہ آیت ۶۰ پ ۱)

---

[1] بَابُ الِاسۡتِسۡقَاءِ هُوَ لُغَةً :طَلَبُ السَّقۡيِ وَإِعۡطَاءُ مَا يَشۡرَبُهُ وَالِاسۡمُ السُّقۡيَا بِالضَّمِّ . وَشَرۡعًا :طَلَبُ إنۡزَالِ الۡمَطَرِ بِكَيۡفِيَّةٍ مَخۡصُوصَةٍ عِنۡدَ شِدَّةِ الۡحَاجَةِ بِأَنۡ يُحۡبَسَ الۡمَطَرُ وَلَمۡ يَكُنۡ لَهُمۡ أَوۡدِيَةٌ وَآبَارٌ وَأَنۡهَارٌ يَشۡرَبُونَ مِنۡهَا وَيَسۡقُونَ مَوَاشِيَهُمۡ وَزَرۡعَهُمۡ أَوۡ كَانَ ذَلِكَ إلَّا أَنَّهُ لَا يَكۡفِي فَإِذَا كَانَ كَافِيًا لَا يُسۡتَسۡقَى كَمَا فِي الۡمُحِيطِ قُهُسۡتَانِيٌّ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

وتفيسر الحاجة عندى ان يخاف غلاء السعر من قلة المطر بحيث يضطرب به فقراء الناس وعامتهم ، ولاعبرة باغنيائهم ، واما مافى بعض الحواشى ان معنى الحاجة ان لاينزل من السماء قطر ولايبدوا فى الآفاق قزعة من سحاب ولا كقدر الشبر فلا اصل له فى الفقه ، فان قليل المطر لايغنى وظهور السحاب فى الآفاق لايجدى مالم يمطر بقدر الكفاية ،وعليه المدار فى الاستسقاء كمايشعر به كلام المحيط الذى ذكرناه اولا (اعلاء السنن ج۸ص ۱۹۲ ، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

مذکورعبارات کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ جن ممالک میں بجلی کی پیداوار کا بنیادی مدار پانی پر ہو، اور پانی کی قلت سے غرباء اور عام لوگوں کو بجلی کا معاوضہ ادا کرنے میں دشواری کا سامنا ہو، یا عام ملکی معیشت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، جس کا اثر بالآخر غرباء اور عام لوگوں تک پہنچتا ہو، اور اس غرض کے لئے بارش کی ضرورت ہو، تو بھی استسقاء کی نماز مشروع ہوگی۔

www.idaraghufran.org

کہ جب (حضرت) موسٰی (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے واسطے پانی کی دعا مانگی۔

اور دعا کی حقیقت اللہ تعالٰی کی طرف رجوع کرنا ہے، جس میں توبہ واستغفار بھی داخل ہیں۔

استسقاء کے دو طریقے (دعا، اور نماز)

بارش کا رکنا اور پانی کی کمی ان مصائب میں سے ہے جو بداعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالٰی کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں۔

اس لئے شریعت کی طرف سے استسقاء یعنی بارش طلب کرنے کے دو طریقے ہیں۔

ایک صرف دعا واستغفار کی شکل میں، دوسرے استسقاء کی نماز پڑھ کر۔

پھر دعا واستغفار کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ تنہا اور عام مجمعوں میں دعا واستغفار کیا جائے، اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نمازوں کے بعد اور جمعہ وعیدین کے خطبوں میں دعا واستغفار کا اہتمام کیا جائے، کہ ان اوقات وحالات میں دعا واستغفار کی قبولیت زیادہ ہے، اور بارش طلب کرنے کی جو دعائیں احادیث میں آئی ہیں، ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے میں زیادہ تاثیر ہے۔

اور جب بارش وپانی کی سخت ضرورت ہو، مثلاً کنوؤں، ڈیموں، ندیوں، اور نالوں میں پانی ختم یا کم ہوجائے، جس کی وجہ سے انسانوں کی خوردونوش وغیرہ کی ضروریات متأثر ہونے لگیں، جانوروں کے لئے گھاس چارہ وغیرہ کی تنگی ہو، کھیتی اور فصل خراب ہورہی ہو اور لوگوں میں پریشانی وبے چینی پھیل جائے تو پھر نمازِ استسقاء پڑھی جائے، اگر بارش نہ ہونے کی وجہ سے غذائی اشیاء کے مہنگا ہونے کا خوف ہو، جس سے عام لوگوں اور غریبوں کو پریشانی لاحق ہو، تو بھی استسقاء کی نماز پڑھنی چاہئے۔

جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اور اسی کے ساتھ صدقہ وخیرات اور روزہ اور دوسرے نیک کاموں کا اور گناہوں سے بچنے کا بھی حسبِ حیثیت وضرورت اہتمام کیا جائے۔ [1]

---

[1] قال ابن حجر وهو أنواع ثلاثة ثابتة بالأخبار الصحيحة أدناها مجرد الدعاء فرادى أو مع الاجتماع له روى أبو عوانة فى صحيحه أن قوما شكوا إلى النبى قحط المطر فقال اجثوا على الركب ثم قولوا يا رب يا رب ففعلوا فسقوا وسيأتى أنه استسقى عند أحجار الزيت بالدعاء بلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بارش طلب کرنے کے لئے حضور علیہ السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف دعا واستغفار کرنا بھی ثابت ہے، اوراس غرض کے لئے نماز پڑھنا بھی ثابت ہے، جسے نمازِ استسقاء کہا جاتا ہے۔

اوران دونوں طریقوں کے احادیث وروایات سے ثبوت اور جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام طحاوی رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر فقہائے احناف اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں، اور عمل بھی اسی کے مطابق ہے۔ [۲]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

صلاة قال الشافعي وأحسن هذا النوع ما كان من أهل الصلاح وأوسطها الدعاء عقب الصلوات ولو نوافل وفي كل خطبة مشروعة وأعلاها بالصلاة والخطبة كما يأتي ويندب تكرير الاستسقاء لأنه تعالى يحب الملحين في الدعاء والله أعلم (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

قال أصحابنا :الاستسقاء ثلاثة أنواع أحدها الاستسقاء بالدعاء من غير صلاة ، الثاني الاستسقاء في خطبة الجمعة أو في أثر صلاة مفروضة وهو أفضل من النوع الذي قبله ، والثالث وهو أكملها أن يكون بصلاة ركعتين وخطبتين ويتأهب قبله بصدقة وصيام وتوبة وإقبال على الخير ومجانبة الشر ونحو ذلك من طاعة الله تعالى(شرح النووي علىٰ مسلم، كتاب صلاةالاستسقاء)

قلت والخلاصة عندي ان الاستسقاء حقيقة طلب السقي من الله تعالىٰ فهو الدعاء لانزال الغيث وروحه الاستغفار والتوبة كما ان روح الصلاة الخشوع، وصورته الكاملة الدعاء مع الصلاة بهياتها الاجتماعية الماثورة ،والله اعلم(فتح الملهم ج۲ص ۴۴۰، كتاب صلاة الاستسقاء)

وينبغي أن يكون الدعاء على هيئة وأدب فإن لكل أدب ثمرة ولكل هيئة زينة يبدأ بمدائحه ثم الثناء عليه والتنزيه له ثم محامده وذكر آلائه وبث مننه ونشر صنائعه والاعتراف بالمساوء والتوبة إليه والاعتذار والتنصل والاستغفار والتضرع والاستعاذة والاختتام بآمين والله أعلم وأحكم(نوادر الأصول في أحاديث الرسول،الأصل الثالث والأربعون والمائتان)

[۲] قال ابن الملك فالسنة أن يصلي للاستسقاء بالجماعة كصلاة العيد وبه قال أبو يوسف ومحمد (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

وقولهما هو الماخوذ به (اعلاء السنن ج۸ص۱۸۸ ،باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

فثبت بما ذكرنا أن صلاة الاستسقاء سنة قائمة لا ينبغي تركها .وقد روى ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من غير وجه(شرح معاني الآثار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء كيف هو)

أخبرنا مالك ، أخبرنا عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم أنه سمع عبّاد بن تميم المازنيّ يقول :سمعت عبدَ الله ابن زيد المازِنيّ يقول :خرج رسولُ الله صَلَّى الله ُعَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى المصلَّى فاستسقى وحوّل رداءَهَ حين استقبل القبلة.

قال محمد :أما أبو حنيفة .فكان لا يرى في الاستسقاء صلاة ، وأما في قولنا فإن الإمام يصلي بالناس ركعتين ثم يدعو ويحوِّل رداءه، فيجعل الأيمن على الأيسر، والأيسر على الأيمن ولا يفعل ذلك أحد إلا الإِمام (الموطأ،لمحمَّد بن الحَسَن،باب الاستسقاء)

www.idaraghufran.org

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ انہوں نے باجماعت نمازِ استسقاء کے مسنون ہونے کی نفی فرمائی ہے، جس کی فقہائے کرام نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس کے ایسی سنت ہونے کی نفی کی ہے، کہ جو حضور ﷺ کا دائمی عمل ہو (کیونکہ حضور ﷺ نے بارش و پانی کی ضرورت کے وقت ہمیشہ باجماعت نمازِ استسقاء کا اہتمام نہیں فرمایا، بلکہ عام طور پر دعا پر اکتفاء فرمایا ہے)

جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے نمازِ استسقاء کے جائز بلکہ مستحب ہونے کا انکار نہیں کیا۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہمارے نزدیک ضرورت کے وقت اولاً تو استسقاء کی نماز سنت ہے، اور دوسرے کم از کم درجہ میں مستحب ہے۔

---

[1] (قَوْلُهُ هُوَ دُعَاءٌ) وَذَلِکَ أَنْ يَدْعُوَ الْإِمَامُ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ، وَالنَّاسُ قُعُودٌ مُسْتَقْبِلِينَ الْقِبْلَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى دُعَائِهِ بِاللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا هَنِيئًا مَرِيئًا مُرِيعًا غَدَقًا مُجَلَّلًا سَحًّا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا أَشْبَهَهُ سِرًّا وَجَهْرًا كَمَا فِي الْبُرْهَانِ شُرُنْبُلَالِيَّةٌ وَشَرْحِ أَلْفَاظِهِ فِي الْإِمْدَادِ وَزَادَ فِيهِ أَدْعِيَةً أُخَرَ (قَوْلُهُ :وَاسْتِغْفَارٌ) مِنْ عَطْفِ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ لِأَنَّهُ الدُّعَاءُ بِخُصُوصِ الْمَغْفِرَةِ أَوْ يُرَادُ بِالدُّعَاءِ طَلَبُ الْمَطَرِ خَاصَّةً فَيَكُونُ مِنْ قَبِيلِ عَطْفِ الْمُغَايِرِ ط (قَوْلُهُ لِأَنَّهُ السَّبَبُ) بِدَلِيلِ أَنْ رَتَّبَ إرْسَالَ الْمَطَرِ عَلَيْهِ فِي قَوْله تَعَالَى (اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ) الْآيَةَ (قَوْلُهُ بِلَا جَمَاعَةٍ) كَانَ عَلَى الْمُصَنِّفِ أَنْ يَقُولَ لَهُ صَلَاةٌ بِلَا جَمَاعَةٍ كَمَا قَالَ فِي الْكَنْزِ وَغَيْرِهِ ح وَهَذَا قَوْلُ الْإِمَامِ .

وَقَالَ مُحَمَّدٌ :يُصَلِّي الْإِمَامُ أَوْ نَائِبُهُ رَكْعَتَيْنِ كَمَا فِي الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ أَيْ يُسَنُّ لَهُ ذَلِکَ وَالْأَصَحُّ أَنَّ أَبَا يُوسُفَ مَعَ مُحَمَّدٍ نَهْرٌ (قَوْلُهُ :بَلْ هِيَ) أَيْ الْجَمَاعَةُ جَائِزَةٌ لَا مَكْرُوهَةٌ ، وَهَذَا مُوَافِقٌ لِمَا ذَكَرَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ مِنْ أَنَّ الْخِلَافَ فِي السُّنِّيَّةِ لَا فِي أَصْلِ الْمَشْرُوعِيَّةِ ، وَجَزَمَ بِهِ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ مَعْزِيًّا إلَى شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ ، وَكَلَامُ الْمُصَنِّفِ كَالْكَنْزِ يُفِيدُ عَدَمَ الْمَشْرُوعِيَّةِ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَتَمَامُهُ فِي النَّهْرِ وَظَاهِرُ كَلَامِ الْفَتْحِ تَرْجِيحُهُ .

وَذَكَرَ فِي الْحِلْيَةِ أَنَّ مَا ذَكَرَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ مُتَّجِهٌ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيلُ فَلْيَكُنْ عَلَيْهِ التَّعْوِيلُ اهـ وَقَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْكَبِيرِ بَعْدَ سَوْقِهِ الْأَحَادِيثَ وَالْآثَارَ .

فَالْحَاصِلُ :أَنَّ الْأَحَادِيثَ لَمَّا اخْتَلَفَتْ فِي الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ وَعَدَمِهَا عَلَى وَجْهٍ لَا يَصِحُّ بِهِ إثْبَاتُ السُّنِّيَّةِ لَمْ يَقُلْ أَبُو حَنِيفَةَ بِسُنِّيَّتِهَا وَلَا يَلْزَمُ مِنْهَا قَوْلُهُ بِأَنَّهَا بِدْعَةٌ كَمَا نَقَلَهُ عَنْهُ بَعْضُ الْمُتَعَصِّبِينَ بَلْ هُوَ قَائِلٌ بِالْجَوَازِ اهـ :قُلْت :وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ النَّدْبُ وَالِاسْتِحْبَابُ لِقَوْلِهِ فِي الْهِدَايَةِ قُلْنَا (: إنَّهُ فَعَلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَرَّةً وَتَرَكَهُ أُخْرَى) فَلَمْ يَكُنْ سُنَّةً اهـ أَيْ لِأَنَّ السُّنَّةَ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ وَالْفِعْلُ مَرَّةً مَعَ التَّرْكِ أُخْرَى يُفِيدُ النَّدْبَ تَأَمَّلْ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

استسقاء کے پہلے طریقے یعنی دعا کا بیان

بارش طلب کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔

اس کا مندرجہ ذیل احادیث وروایات میں ذکر ہے۔

(۱)......حضرت جابر بن سلیم سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَإِنْ أَصَابَکَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا (ابو داؤد) [۱]

ترجمہ: اور اگر آپ کو قحط سالی پہنچ جائے (جس کی وجہ سے زمین سے فصل پیدا نہ ہو رہی ہو) تو آپ اس کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تو اللہ تعالیٰ زمین (سے فصل وغلہ) کو اُگا دیں گے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارش طلب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں تاثیر ہے۔ [۲]

(۲)......حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کی دعا فرماتے تھے، تو اس طرح دعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَهَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَأَحْيِ بَلَدَکَ الْمَيِّتَ

ترجمہ: یا اللہ! اپنے بندوں کو اور جانوروں کو پانی کی نعمت عطا فرما دیجئے، اور اپنی رحمت کو پھیلا دیجئے، اور اپنی مُردہ زمین کو زندہ فرما دیجئے (ابو داؤد) [۳]

---

[۱] حدیث نمبر ۴۰۸۹، کتاب اللباس، باب ما جاء فی إسبال الإزار، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۶۱۶ وحدیث نمبر ۲۳۲۰۵، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۶۲۶۶، السنن الکبریٰ للبیهقی حدیث نمبر ۲۱۶۲۳.

قال الهیثمی:

رواه أحمد ، وفيه الحكم بن فضيل وثقه أبو داود وغيره وضعفه أبو زرعة وغيره ، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج۸ص۷۲، باب النهی عن اللعن والسب)

[۲] وإن أصابک عام سنة أی سنة قحط لا تنبت الأرض شيئا فدعوته أنبتها لک أی صيرها ذات نبات لک (مرقاة، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة)

[۳] حدیث نمبر ۱۱۷۸، کتاب الاستسقاء، واللفظ لهٗ، مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۴۰۳)

Idara Ghufran

اس حدیث سے بارش کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔

(۳)......اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے ہوئے تشریف لائے، اور یہ دعا فرمائی، جس سے فوراً آسمان پر بادل چھا گئے:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًاغَیْرَ آجِلٍ.

ترجمہ: یااللہ! ہماری پانی کی فریاد کو بہتر اور اچھے طریقہ سے پوری فرمادیجئے، جس میں کوئی ضرر نہ ہو، اور جلدی پوری فرمادیجئے نہ کہ تاخیر سے (ابو داؤد) [1]

اس حدیث سے بھی بارش کے لئے دعا کرنے کا ثبوت ہوا، اور یہ بھی کہ بارش کے لئے صرف دعا کرنے میں بھی تاثیر ہے، جبکہ صدق واخلاص کے ساتھ ہو۔

(۴)......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کی خدمت میں ایسی قوم کے پاس سے حاضر ہوا ہوں، جن کے یہاں جانوروں کا چارہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے جانور کمزور ہورہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد یہ دعا فرمائی، اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے، اس دعا کے بعد جو شخص بھی کسی طرف سے آیا، اس نے یہی کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمادی ہے:

اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا طَبَقًا مَرِیْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ.

ترجمہ: یااللہ! ہماری پانی کی فریاد کو بہتر اور اچھے طریقہ سے اور وسیع بادل اور بھاری بارش کے ذریعے سے جلدی پوری فرمادیجئے، نہ کہ تاخیر سے (ابن ماجۃ) [2]

اس موقع پر حضور ﷺ نے نمازِ استسقاء پڑھے بغیر دعا پر اکتفاء فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ بارش کے لئے صرف دعا کرنا بھی سنت ومستحب ہے۔

(۵)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ کَانَ وِجَاهَ الْمِنبَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

---

[1] حدیث نمبر ۱۱۷۱، کتاب الاستسقاء.

[2] حدیث نمبر ۱۲۷۰، بَاب مَا جَاءَ فِی الدُّعَاءِ فِی الِاسْتِسْقَاءِ.

اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيْثُنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا قَالَ أَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةً وَلَا شَيْئًا وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالْجِبَالِ وَالْآجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ (بخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی جمعہ کے دن منبر کے سامنے والے دروازے سے داخل ہوا، اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، پھر اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول مویشی ہلاک ہوگئے، اور چشمے خشک ہوگئے، تو آپ ہمارے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائیں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے، اور یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا

اے اللہ! ہمیں پانی عطا فرمایئے، اے اللہ! ہمیں پانی عطا فرمایئے، اے اللہ! ہمیں

---

[1] حديث نمبر ۹۵۷، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى المسجد الجامع، واللفظ لهٗ، و حديث نمبر ۹۵۸، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة، مسلم، حديث نمبر ۲۱۱۵، باب الدعاء فى الاستسقاء.

پانی عطا فرمایئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اس وقت آسمان پر نہ تو کوئی بادل تھا اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی چیز (بظاہر بارش کے اثر کی) نظر آتی تھی، اور نہ ہمارے اور سلع (مقام) کے درمیان کوئی گھر یا مکان تھا، سلع (مقام) کے پیچھے سے ڈھال کے برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، جب وہ آسمان کے بیچ میں آیا تو بادل پھیل گئے، پھر بارش ہونے لگی، اللہ کی قسم پھر ہم لوگوں نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا۔

پھر ایک شخص اسی دروازے سے دوسرے جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، وہ شخص آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوا، اور کہا کہ اے اللہ کے رسول لوگوں کا مال تباہ ہو گیا، اور راستے بند ہو گئے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش بند کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے، اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْآکَامِ وَالْجِبَالِ وَالْآجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا، ہم پر نہ برسا، اے میرے اللہ! پہاڑوں، ٹیلوں اور وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش تھم گئی، اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے باہر نکلے (ترجمہ ختم)

اس تفصیلی حدیث سے حضور ﷺ کا جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔ اور نمازوں کے بعد دعاؤں کا قبول ہونا اور حضور ﷺ کا نمازوں کے بعد دعائیں کرنا مستقل احادیث و روایات سے ثابت ہے۔

(۶)......حضرت ابو مروان اسلمی اور شعبی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَسْتَسْقِیْ فَمَا زَادَ عَلَی الاِسْتِغْفَارِ (مصنف ابن

ابی شیبة) [1]

ترجمہ: ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استغفار کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں کیا (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بارش کے لئے صرف استغفار فرمایا تھا، اور نماز نہیں پڑھی تھی، اور استغفار دعا کے مفہوم میں داخل ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(۷)......اور حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ بْـنَ الْـخَـطَّـابِ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ (اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّـكُـمْ اِنَّـهٗ كَـانَ غَـفَّارًا يُرْسِلَ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَـنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَارًا)(اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا) ، ثُـمَّ نَـزَلَ فَـقَـالُـوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوِ اسْتَسْقَيْتَ ، فَقَالَ :لَقَدْ طَلَبْتُهٗ بِمَجَادِيْحِ السَّمَاءِ الَّتِيْ يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْقَطْرُ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، پھر منبر پر جا کر فرمایا کہ اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے، وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغات بنادے گا، اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا۔

اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، تو لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کاش کہ آپ استسقاء کا عمل کرتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارش کو آسمان کے پچھتروں سے طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (ترجمہ ختم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھے بغیر بھی دعا واستغفار کے ذریعہ سے

---

[1] حدیث نمبر ۸۴۲۸، کتاب الصلاة، باب مَنْ قَالَ لاَ يُصَلِّى فِى الاِسْتِسْقَاء. ومصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۹۰۲، واسناده صحیح (ارواء الغلیل ج ۲ ص ۱۴۲)

[2] حدیث نمبر ۸۴۲۹، کتاب الصلاة، باب مَنْ قَالَ لاَ يُصَلِّى فِى الاِسْتِسْقَاء.

بارش طلب کی جاسکتی ہے۔

اور استغفار بھی درحقیقت دعا کی ایک قسم ہے کہ جس میں اپنی مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔ [1]

بہرحال بارش طلب کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ انفرادی و اجتماعی طریقہ پر اللہ تعالیٰ سے بارش کی اور اپنے گناہوں کی معافی کی دعا کی جائے۔

استسقاء کے دوسرے طریقے یعنی نماز کا بیان

بارش طلب کرنے کا دوسرا طریقہ نمازِ استسقاء ہے۔

استسقاء کی نماز کے طریقہ میں بنیادی طور پر تین چیزیں ہیں:

(۱)......ایک خود نمازِ استسقاء **(۲)**......دوسرے خطبہ **(۳)**......تیسرے خطبہ کے بعد دعا

آگے احادیث کی روشنی میں ان تینوں چیزوں کے متعلق بالترتیب تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)......نمازِ استسقاء کا طریقہ اور اس کا ثبوت

(۱)......حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللّٰهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَأُسْقُوا (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے، اور لوگوں کے لئے (نماز پڑھ کر) بارش طلب فرمائی، پھر کھڑے ہوئے، اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے لوگوں کے لئے دعا فرمائی، پھر قبلہ کی طرف رخ کیا، اور اپنی چادر کو پلٹا، جس کے باعث اللہ تعالیٰ

---

[1] (قَوْلُهُ هُوَ دُعَاءٌ) وَذَلِكَ أَنْ يَدْعُوَ الْإِمَامُ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ، وَالنَّاسُ قُعُودٌ مُسْتَقْبِلِينَ الْقِبْلَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى دُعَائِهِ بِاللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا هَنِيئًا مَرِيئًا مُرِيعًا غَدَقًا مُجَلَّلًا سَحًّا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا أَشْبَهَهُ سِرًّا وَجَهْرًا كَمَا فِي الْبُرْهَانِ شُرُنْبُلَالِيَّةٌ وَشَرْحِ أَلْفَاظِهِ فِي الْإِمْدَادِ وَزَادَ فِيهِ أَدْعِيَةً أُخَرَ (قَوْلُهُ: وَاسْتِغْفَارٌ) مِنْ عَطْفِ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ لِأَنَّهُ الدُّعَاءُ بِخُصُوصِ الْمَغْفِرَةِ أَوْ يُرَادُ بِالدُّعَاءِ طَلَبُ الْمَطَرِ خَاصَّةً فَيَكُونُ مِنْ قَبِيلِ عَطْفِ الْمُغَايِرِ ط (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

[2] حديث نمبر ۹۶۷، كتاب الجمعة، باب الدعاء فى الاستسقاء قائما.

www.idaraghufran.org

کی طرف سے بارش نازل کی گئی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نمازِ استسقاء کے لئے لوگوں کو آبادی سے باہر یا پھر کسی بڑے میدان میں نکلنا چاہئے۔

(۲)......اور حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ فرماتے ہیں کہ مجھے ولید بن عقبہ نے جو کہ مدینہ کے امیر تھے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کی نمازِ استسقاء کا طریقہ معلوم کروں، تو میں ان کے پاس حاضر ہوا، توانہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتّٰى أَتَى الْمُصَلّٰى فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنْ لَّمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْعِيْدِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ (ترمذی) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مسکنت، تواضع اور عاجزی کے ساتھ تشریف لے گئے تھے، یہاں تک کہ نماز گاہ تک پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ برابر دعا میں اور تضرع میں اور تکبیر میں مشغول رہے تھے، اور دو رکعتیں پڑھائی تھیں، جس طرح سے کہ عید میں پڑھاتے تھے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو استسقاء کی نماز کے لئے آبادی سے باہر نکلنا سنت ہے، مزید تفصیل آگے مسائل کے ضمن میں آتی ہے۔ [۲]

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کے لئے جاتے ہوئے زیب و زینت اور فخر و تفاخر کے انداز سے بچنا چاہئے، لباس بھی سادہ پہن کر نکلنا چاہئے، اور انداز میں بھی عاجزی اور انکساری ہونی

---

[۱] حديث نمبر ۵۵۸، باب ما جاء في صلاة الاستسقاء، واللفظ لهٗ، ابوداؤد، حديث نمبر ۱۱۶۷.

[۲] وهذا الحديث يشتمل على أحكام الأول فيه خروج النبي إلى الصحراء للاستسقاء لأنه أبلغ في التواضع وأوسع للناس وذكر ابن حبان كان خروجه إلى المصلى للاستسقاء في شهر رمضان سنة ست من الهجرة الثاني فيه مشروعية الاستسقاء الثالث فيه استقبال القبلة وتحويل الرداء وقد ذكرنا حكمه مستقصى الرابع فيه أنه صلى ركعتين (عمدة القاري، باب تحويل الرداء في الاستسقاء)

www.idaraghufran.org

چاہئے۔ [1]

استسقاء کی نماز کو عید کی نماز کے مشابہ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ رکعتوں کی تعداد، میدان میں نکلنا، جہری قرأت کا ہونا، بغیر اذان و اقامت کے اس نماز کا ہونا، اجتماع کا ہونا اور بعد میں خطبہ کا پڑھنا اور دو خطبے پڑھنا، ان چیزوں کے اعتبار سے عید کی نماز کی طرح ہے ،جیسا کہ اگلی روایات کے ذیل میں بھی آتا ہے۔

اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ استسقاء کی نماز میں عید کی نماز کی طرح چھ زائد تکبیرات بھی ہیں، بلکہ استسقاء کی نماز کے اندر کے اعمال دوسری عام نمازوں کی طرح ہیں۔ [2]

(۳)......اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبْتَذِلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتّٰى أَتَى

---

[1] متبذلا بتقديم التاء على الموحدلا أى لابسا ثوب البذلة فى النهاية التبذل ترك التزين على جهة التواضع اه والأظهر أنه على جهة إظهار الافتقار وإرادة جبر الانكسار ولئلا يكون مكررا مع قوله متواضعا فى الظاهر متخشعا فى الباطن متضرعا باللسان فى أنواع الذكر(مرقاة،كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

[2] وَتَأَوَّلَهُ الْجُمْهُور عَلَى أَنَّ الْمُرَاد كَصَلَاةِ الْعِيد فِي الْعَدَد وَالْجَهْر وَالْقِرَاءَة ، وَفِي كَوْنهَا قَبْل الْخُطْبَة (شرح النووى على مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء)

وذهب جمهور العلماء إلى أنه يكبر فيهما كسائر الصلوات تكبيرة واحدة للافتتاح وهو قول مالك والثورى والأوزاعى وإسحاق وأحمد فى المشهور عنه وأبى ثور وأبى يوسف ومحمد وغيرهما من أصحاب أبى حنيفة وقال داود إن شاء كبر كما يكبر فى العيدين وإن شاء كبر تكبيرة واحدة للاستفتاح كسائر الصلوات والجواب عن حديث ابن عباس أن المراد من قوله كما يصلى فى العيدين يعنى فى العدد والجهر بالقراءة وفى كون الركعتين قبل الخطبة(عمدة القارى للعينى، كتاب الجمعة، باب تحويل الرداء فى الاستسقاء)

اور تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہ دینے کا مطلب کیا ہے؟

اس سلسلہ میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں، جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ اس خطبہ میں تکلف سے کام نہیں لیا تھا، جیسا کہ آج کل بعض خطباء کی عادت ہے۔

قلت لادلالة لحديث ابن عباس هذا على نفى الخطبتين لاحتماله نفى الاسجاع والتكلف الذى احدثه الخطباء بعده ، وقد نقلنا عن العالمكيرية التوسع فى الخطبة الواحدة والخطبتين (اعلاء السنن ج۸ص۱۸۸ ، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

www.idaraghufran.org

الْمُصَلّٰى فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ، وَلٰكِنْ لَّمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَنَحْنُ خَلْفَهٗ ، يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ ، وَلَمْ يُقِمْ (شرح معانی الآثار) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ مسکنت، تواضع اور عاجزی کے ساتھ تشریف لے گئے تھے، یہاں تک کہ نماز گاہ تک پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ برابر دعا میں اور تضرع میں اور تکبیر میں مشغول رہے تھے، اور دو رکعتیں پڑھائی تھیں، اور ہم ان کے پیچھے تھے، جس میں جہری قرأت فرمائی تھی، اور اذان واقامت نہیں کہی تھیں (ترجمہ ختم)

اس روایت سے واضح ہوگیا کہ استسقاء کی نماز کے عید کی نماز کے مشابہ ہونے کا مطلب وہی ہے، جو پہلے بیان کیا گیا۔ [۲]

(۴)......اور صحیح ابنِ خزیمہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَخَشِّعًا مُتَبَذِّلًا، فَصَنَعَ فِيهِ كَمَا يَصْنَعُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى (صحيح ابن خزيمة) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ استسقاء کے لئے خشوع اور مسکنت کی حالت میں تشریف لے گئے، اور اس طریقہ سے کیا، جس طریقہ سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کیا جاتا ہے (ترجمہ ختم)

(۵)......اور امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

---

[۱] حديث نمبر ۱۹۰۴، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء كيف هو ,وهل فيه صلاة أم لا ؟

[۲] چنانچہ مندرجہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَقُلْ (مِثْلَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ) فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ قَوْلَهُ مِثْلَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ إِنَّمَا أَرَادَ بِهِ هَذَا الْمَعْنَى ، أَنَّهُ صَلَّى بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ، كَمَا يُفْعَلُ فِي الْعِيدَيْنِ (شرح معانى الآثار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء كيف هو ,وهل فيه صلاة أم لا ؟)

[۳] حديث نمبر ۱۳۴۰، جماع أبواب صلاة الاستسقاء وما فيها من السنن.

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَضَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا فَلَمْ يَخْطُبْ نَحْوَ خُطْبَتِكُمْ هٰذِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ عاجزی اور تواضع اور مسکنت کے ساتھ استسقاء کی نماز کے لئے تشریف لے گئے تھے، اور تمہارے اس (جمعہ کے) خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا تھا، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھائی تھیں (ترجمہ ختم)

اس سے اور باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کے لئے جاتے ہوئے ظاہری اور باطنی اعتبار سے عاجزی اور تواضع کو اختیار کرنا چاہئے۔

(۶)...... حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقٰى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهٗ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی ﷺ نے بارش طلب کی، اور دو رکعتیں پڑھیں، اور اپنی چادر کو پلٹا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کی دو رکعتیں ہیں، اور چادر پلٹنے کا بیان آگے آتا ہے۔

(۷)...... اور امام ترمذی رحمہ اللہ اس طرح روایت فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيْهَا وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَسْقٰى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ (ترمذی) [3]

---

[1] حدیث نمبر ۱۵۰۵، بَاب الْحَالِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا إِذَا خَرَجَ.

[2] حدیث نمبر ۹۷۰ کتاب الاستسقاء، باب الجهر بالقراء ة فی الاستسقاء .

[3] حدیث نمبر ۵۵۶، بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ.

وقال الترمذی:

وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَآبِي اللَّحْمِ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ (حواله بالا)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ استسقاء کے لئے تشریف لئے گئے، پھر ان کو دو رکعتیں پڑھائیں، اور ان میں جہری قرأت کی، اور اپنی چادر کو پلٹا، اور اپنے ہاتھ اٹھائے، اور بارش کے لئے دعا کی، اور قبلہ کی طرف رخ کیا (ترجمہ ختم)

(۸)...... اور ابنِ عساکر نے حضرت عکرمہ کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ ایک تفصیلی حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ مضمون ہے۔

قَحَطَ كُلُّ النَّاسِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَخَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ مُعْتَمًّا بِعَمَامَةٍ سَوْدَاءٍ قَدْ أَرْخٰى طَرَفَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالْاُخْرٰى بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ مُتَّكِئًاقَوْسًا عَرَبِيَّةً، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ؛ وَصَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيْهِمَا، قَرَأَ فِي الْأُوْلٰى :إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَالثَّانِيَةِ وَالضُّحٰى ثُمَّ قَلَّبَ رِدَاءَهٗ لِتَنْقَلِبَ السَّنَةُ، ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ....(وَذَكَرَ دُعَاءً طَوِيْلًا، وَقَالَ بَعْدَهٗ) فَمَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَاءَتِ السَّمَاءُ حَتّٰى أَهَمَّ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ كَيْفَ يَنْصَرِفُ إِلٰى مَنْزِلِهٖ، فَعَاشَتِ الْبَهَائِمُ وَأَخْصَبَتِ الْأَرْضُ، وَعَاشَ النَّاسُ، كُلُّ ذٰلِكَ بِبَرَكَةِ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (مختصر تاريخ دمشق لابن المنظور) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ کے زمانے میں سب لوگ قحط (وخشک سالی) کا شکار ہوگئے، تو رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بقیع غرقد (قبرستان) کی طرف تشریف لے گئے، آپ نے اس وقت کالے رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا، جس کا ایک شملہ آپ کے سامنے اور دوسرا دونوں مونڈھوں کے درمیان تھا، اور عربی کمان کا سہارا لئے ہوئے تھے، پھر آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا، اور تکبیر کہی، اور اپنے صحابہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، جن میں جہری قرأت فرمائی، پہلی رکعت میں ''اذا الشّمس کورت'' اور دوسری رکعت میں ''سورۃ الضحٰی''

---

[۱] تحت ترجمة سلام بن سلمة ويقال ابن سليم، وكنزالعمال ج۸ص، ۴۳۶، حديث نمبر ۲۳۵۴۶، بحواله ابن عساكر وقال رجالهٗ ثقات.

www.idaraghufran.org

پڑھی، پھر اپنی چادر کو پلٹا، تاکہ خشک سالی تبدیل ہو جائے، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی (جو ممکن ہے کہ دعا کے لئے ہو، یا پھر اس سے مراد خطبہ ہو) پھر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (اس کے بعد لمبی دعا فرمائی)

اور جونہی رسول اللہ ﷺ دعا سے فارغ ہوئے، تو بارش شروع ہوگئی، یہاں تک کہ ہر شخص کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ وہ کس طریقہ سے اپنے گھر کی طرف لوٹے، اور جانور خوش ہوگئے، اور زمین سرسبز ہوگئی، اور لوگ بھی خوش ہوگئے، یہ سب ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہوا (ترجمہ ختم)

(۹)......اور مستخرج ابوعوانہ میں حضرت حریث مخزومی سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَسْقٰى فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَلَّبَ رِدَاءَهٗ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ (مستخرج أبى عوانة حديث نمبر ۲۰۳۷)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، تو آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، اور اپنی چادر کو پلٹا، اور اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا (پھر لمبی دعا کی) (ترجمہ ختم)

اس روایت کے ایک راوی مسیّب بن شریک ہیں، جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۱]

(۱۰)......حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاسْتَسْقٰى فَقَامَ بِهِمْ عَلٰى رِجْلَيْهِ عَلٰى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَغْفَرَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ (بخاری) [۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن یزید انصاری اور ان کے ساتھ براء بن عازب اور زید بن

---

[۱] مسيب بن شريک أبو سعيد التميمی (الشقری) قال ابن معين :أجمع الناس على طرح هؤلاء النفر ، ليس يذاكر بحديثهم ، ولا يعتد بهم -منهم مسيب بن شريک ، كان ببغداد . ومرة قال :ليس بشیء .وقال البخاری :سكتوا عنه .وقال السعدی :سكت الناس عن حديثه .وقال النسائی :متروک الحديث (مختصر الكامل فی الضعفاء ، تحت رقم الترجمة، ۱۸۷۳)

[۲] حديث نمبر ۹۶۶ ،كتاب الجمعة، باب الدعاء فی الاستسقاء قائما.

www.idaraghufran.org

ارقم رضی اللہ عنہم استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، تو حضرت عبداللہ بن یزید ان کے سامنے منبر کے بغیر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے، پھر استغفار کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں جہری قرأت فرمائی، اور اذان و اقامت نہیں کہی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز کے لئے منبر ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں، اور استسقاء کی نماز جہری قرأت کے ساتھ اور اذان و اقامت کے بغیر پڑھی جاتی ہے۔ [1]

(۲)......نماز کے بعد خطبہ اور اس کا طریقہ

استسقاء کی نماز میں دوسرا عمل خطبہ ہے، جو کہ احادیث سے ثابت ہے۔

استسقاء کی نماز میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جائے، یا نماز کے بعد؟

اس بارے میں روایات مختلف ہیں، بعض میں پہلے پڑھنے اور بعض میں بعد میں پڑھنے کا ذکر ہے۔

لیکن جمہور فقہائے کرام نے دلائل میں غور و فکر کرتے ہوئے اور استسقاء کی نماز کو عیدین کی نماز کے ساتھ مشابہت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بعد میں خطبہ پڑھنے کی روایات کو ترجیح دی ہے۔

اگر کوئی خطبہ استسقاء کی نماز سے پہلے پڑھ لے، تب بھی کوئی گناہ نہیں، مگر افضل یہی ہے کہ خطبہ بعد

---

[1] اور ابوداؤد کی ایک روایت میں منبر کے اخراج کا ذکر ہے، لیکن کیونکہ وہ غریب ہے، نیز عیدین کی نماز جو سال میں دو مرتبہ یقینی طور پر ادا کی جاتی ہے، اس کے لئے بھی منبر کا اخراج مسنون نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے بعد مروان کے اخراجِ منبر الی المصلی پر نکیر وارد ہے، اس لئے منبر لے جانا سنت نہیں۔

اگر اخراجِ منبر الی المصلی مسنون ہوتا، تو عیدین کی نماز کے لئے بدرجۂ اولیٰ مسنون ہوتا۔ و اذلا فلا۔

وحديث عائشة شاذ كما اشار اليه ابو داؤد بقوله حديث غريب ، وقد ثبت انه صلى الله عليه وسلم كان يخطب في العيدين فيقوم مقابل الناس والناس جلوس على صفوفهم ، اخرجه البخارى عن ابى سعيد ، قال فلم يزل الناس على ذلك حتى خرجت مع مروان وهو امير المدينة في اضحىٰ او فطر......ومقتضاه ان اول من اتخذه مروان ......فلو كانت الخطبة على المنبر سنة او مستحبة خاج المسجد لكانت صلاة العيدين اولى بذلك لتكرارهما في كل سنة دائما بخلاف الاستسقاء، ولذا قال في البدائع : ولايخرج المنبر في الاستسقاء، ولا يصعده لو كان موضع الدعاء ، لانه خلاف السنة ، وقد عاب الناس على مروان عند اخرجه المنبر للعيدين ، ونسبوه الى خلاف السنة اهـ(اعلاء السنن ج٨ص١٨٧، ١٨٨، ملخصاً)

میں پڑھا جائے۔ [1]

(۱)......حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] گویا کہ قبل از خطبہ کی روایات بیانِ جواز پر محمول ہیں، اور بعض حضرات نے اختلافِ روایات کو اختلافِ واقعات پر محمول فرمایا ہے۔

الجمهور ذهبوا إلى تقديم الصلاة وممن أختار تقديم الخطبة بن المنذر وصرح الشيخ أبو حامد وغيره بأن هذا الخلاف فى الاستحباب لا فى الجواز (فتح البارى لابنِ حجر، كتاب الجمعة، باب الدعاء فى الاستسقاء قائما)

وقال ابن بطال حديث أبى بكر هذا يدل على تقديم الصلاة على الخطبة لأنه ذكر أنه صلى قبل قلب الرداء وهو أضبط للقصة من ابنه عبد الله الذى ذكر الخطبة قبل الصلاة قلنا لا نزاع فى جواز الأمرين وإنما النزاع فى الأفضل (عمدة القارى للعينى، كتاب الجمعة، باب الاستسقاء فى المصلى)

والمفهوم من هذا الحديث أن الخطبة قبل الصلاة ولكن وقع عند أحمد فى حديث عبد الله بن زيد التصريح بأنه بدأ بالصلاة قبل الخطبة والجمع بينهما أنه محمول على الجواز والمستحب تقديم الصلاة لأحاديث أخر (عمدة القارى للعينى، كتاب الجمعة، باب تحويل الرداء فى الاستسقاء)

وقدمت الخطبة على الدعاء، ليتضرع اليه تعالىٰ بالقلب الحاضر، واماالجواب عن اختلاف الروايات فالاحسن ان تحمل على تعدد الواقعة، والكل يجوز ،ولعل الارجح دراية ماقررناه، والله تعالىٰ اعلم (اعلاء السنن ج٨ص ١٨٦، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

وقال أهل المدينة صلاة الاستسقاء ركعتان يبدأ بها الامام قبل الخطبة مثل صلاة العيد ويقرأ فيها ما حضر من القرآن ويجهر فيها بالقراء ة ثم يدعو فى خطبته فيستقبل القبلة ويحول رداء ه حين يستقبلها ويحول الناس ارديتهم اذا حول الامام رداء ه ويدعون جلوسا لا يقومون كما يقوم الامام وقد كان اهل المدينة يقولون قبل هذا يبدأ الامام فى الاستسقاء بالخطبة قبل الصلاة بمثل فعله فى الجمعة ،ولكن قول اهل المدينة الآخر احب الينا من قولهم الاول (الحجة على أهل المدينة،لمحمد بن الحسن الشيبانى ،باب الاستسقاء)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں ان لوگوں کے دعوے کا بھی رد ہوگیا، جو خطبہ کے استسقاء کی نماز کے بعد ہونے کو سراسر قوی احادیث کے خلاف قرار دیتے ہیں اور جمہور کے قول کی تغلیط اور تضلیل تک کرنے پر مصر ہیں، جیسا کہ جناب ناصر الدین البانی صاحب نے ''السلسلۃ الضعیفہ'' میں اس پر طویل بحث کی ہے۔

حالانکہ ہر جگہ ترجیح کی بنیاد سند کا قوی ہونا نہیں ہوتی، بلکہ ترجیح کی دیگر وجوہات بھی ہوا کرتی ہیں، اور اس کے بے شمار نظائر موجود ہیں، مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور خطبہ کے استسقاء کی نماز کے بعد کے دلائل کے قوی ہونے ہی کے پیشِ نظر امام مالک رحمہ اللہ نے خطبہ کے پہلے ہونے کے قول سے رجوع فرمالیا تھا، اور بعد میں خطبہ کے افضل ہونے کے قائل ہوگئے تھے۔

اگر خطبہ کے بعد دلائل کی قوت راجح نہ ہوتی اور مدار صرف حدیث کی قوتِ سند پر ہوتا، تو امام مالک رحمہ اللہ جیسے محدث وفقیہ کے رجوع فرمانے کے کیا معنیٰ ہوتے؟

www.idaraghufran.org

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَسْقِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ أَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ إِلَى الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ (سنن دارقطنی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، اور استسقاء کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کو خطبہ دیا، پھر جب دعا کا ارادہ فرمایا، تو اپنا رخ قبلہ کی طرف کیا، اور اپنی چادر کو پلٹا (ترجمہ ختم)

(۲)......اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهٗ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ (ابن ماجة) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایک دن استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، پھر ہمیں بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعتیں پڑھائیں، پھر ہمیں خطبہ دیا، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنے چہرہ کو قبلہ کی طرف فرمالیا، پھر اپنی چادر کو پلٹا، دائیں حصہ کو بائیں کاندھے پر، اور بائیں حصہ کو دائیں کاندھے پر کرلیا (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ محدثین کا کچھ کلام ہے، لیکن دیگر روایات اور جمہور کے اس حدیث کے مطابق عمل ہونے کی وجہ سے وہ ضعف نقصان دہ نہیں۔ [3]

(۳)......اور حضرت عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے:

---

[1] حديث نمبر ۱۸۲۵، باب الاستسقاء. مسند الرویانی حديث نمبر ۹۹۴

[2] حديث نمبر ۱۲۵۸، بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ، واللفظ لهٗ مسند احمد حديث نمبر ۸۳۲۷. وفي حاشية مسند احمد: صحيح لغيره. وقال الكتاني: هذا اسناد صحيح رجالهٗ ثقات (مصباح الزجاجة، تحت حديث رقم ۴۴۷، باب صلاة الاستسقاء) وقال البيهقي في الخلافيات: رواتهٗ ثقات (فتح الغفار تحت حديث رقم ۲۰۹۹)

[3] رَوَاهُ أَحْمد وَابْن مَاجه وَأَبُو عوانَة فِي صَحِيحه وَالْبَيْهَقِيّ وَقَالَ فِي خلافياته رُوَاته كلهم ثِقَات وَقَالَ فِي سنَنه تفرد بِهِ النُّعْمَان بن رَاشد عَن الزُّهْرِيّ قلت احْتج بِهِ مُسلم وعلق عَلَيْهِ البُخَارِيّ وَذكره ابْن حبَان فِي ثقاته وَضَعفه جمع (تحفة المحتاج الىٰ ادلة المنهاج، باب صلاة الاستسقاء)

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَسْقٰى ، وَحَوَّلَ رِدَاءَ هُ حِيْنَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، قَالَ إِسْحَاقُ فِيْ حَدِيْثِهٖ :وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا(مسند احمد حديث نمبر ۱۶۴۶۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ استسقاء کی نماز کے لئے نماز کی جگہ تشریف لے گئے، اور اپنی چادر کو قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے پلٹا۔ اسحاق راوی نے اپنی روایت میں یہ بھی فرمایا اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر قبلہ کی طرف رخ کیا اور دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

ابواسحاق کی یہ روایت بھی جمہور کے موافق ہے۔ [2]

(۴)......حضرت محمد بن ہلال فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ، قَالَ :وَرَأَيْتُهُ اِسْتَسْقٰى فَحَوَّلَ رِدَاءَ هُ(مصنف ابنِ ابى شيبة) [3]

ترجمہ: وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی استسقاء میں شریک ہوئے، انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی اور میں نے ان کو دیکھا کہ آپ استسقاء کررہے تھے، پھر اپنی چادر کو پلٹا تھا (ترجمہ ختم)

(۵)...... اور امام طحاوی رحمہ اللہ نمازِ استسقاء میں خطبہ کی مختلف احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ ذِكْرُ الْخُطْبَةِ مَعَ ذِكْرِ الصَّلَاةِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ فِي

---

[1] إسناده صحيح على شرط الشيخين غير الزيادة التى زادها إسحاق :وهو ابن عيسى ابن الطباع فهى على شرط مسلم، لأنه من رجاله(حاشية مسند احمد)

[2] والجمهورُ على أن الصلاة مقدمة على الخطبة ، وإليه رجع مالک ، وهو قوله فى "الموطأ "، وكان مستند هذا القول :رواية من روى هذا الخبر بالواو غير المرتبة بدل " :ثم "، وما روى عن إسحاق بن عيسى بن (الطباع) عن مالک أنه (قال :إنه) ــ صلى الله عليه وسلم ـ بدأ بالصلاة قبل الخطبة ، وهذا نص .ويُعتضد هذا بقياس هذه الصلاة على صلاة العيدين ؛ بسبب أنهما يخرج لهما ، ولهما خطبة(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبى ، ابواب الاستسقاء، باب الخروج إلى المصلى لصلاة الإستسقاء ، وكيفية العمل فيها)

[3] حديث نمبر ۸۴۲۵، كتاب الصلاة، باب من كان يصلى صلاة الاستسقاء .

www.idaraghufran.org

الْاِسْتِسْقَاءِ خُطْبَةً ,غَيْرَ أَنَّهُ قَدِ اخْتُلِفَ فِي خُطْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى كَانَتْ .فَفِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ,وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاة ,وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ ,فَوَجَدْنَا الْجُمُعَةَ فِيْهَا خُطْبَةٌ وَهِيَ قَبْلَ الصَّلَاةِ ,وَرَأَيْنَا الْعِيْدَيْنِ فِيْهِمَا خُطْبَةٌ وَهِيَ بَعْدَ الصَّلَاةِ كَذٰلِكَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَّنْظُرَ فِي خُطْبَةِ الْاِسْتِسْقَاءِ بِأَيِّ الْخُطْبَتَيْنِ هِيَ أَشْبَهُ ؟ فَنَعْطِفُ حُكْمَهَا عَلٰى حُكْمِهَا . فَرَأَيْنَا خُطْبَةَ الْجُمُعَةِ فَرْضًا ,وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ مُضَمَّنَةٌ بِهَا لَا تُجْزِءُ إِلَّا بِإِصَابَتِهَا ,وَرَأَيْنَا خُطْبَةَ الْعِيدَيْنِ لَيْسَتْ كَذٰلِكَ لِأَنَّ صَلَاةَ الْعِيْدَيْنِ تُجْزِءُ أَيْضًا وَإِنْ لَمْ يَخْطُبْ ,وَرَأَيْنَا صَلَاةَ الْاِسْتِسْقَاءِ تُجْزِءُ أَيْضًا وَإِنْ لَّمْ يَخْطُبْ أَلَا تَرٰى أَنَّ إِمَامًا لَوْ صَلّٰى بِالنَّاسِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَلَمْ يَخْطُبْ كَانَتْ صَلَاتُهُ مُجْزِئَةً غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ أَسَاءَ فِيْ تَرْكِهِ الْخُطْبَةَ فَكَانَتْ بِحُكْمِ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ أَشْبَهَ مِنْهَا بِحُكْمِ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ .فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ مَوْضِعُهَا مِنْ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ مِثْلَ مَوْضِعِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ لَا قَبْلَهَا .وَهٰذَا مَذْهَبُ أَبِيْ يُوْسُفَ (شرح معاني الآثار) [1]

ترجمہ: پس ان روایات میں نمازِ استسقاء کے ساتھ خطبہ کا ذکر ہے، جس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ استسقاء کی نماز میں خطبہ ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ کے خطبہ کے بارے میں روایات مختلف ہیں کہ کب پڑھا تھا؟

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن زید کی حدیث میں تو نماز سے پہلے خطبہ کا ذکر ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز کے بعد خطبہ کا ذکر

---

[1] کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء کیف ھو.

ہے، اس لئے ہمیں ترجیح دینے کے لئے غور وفکر کی ضرورت پیش آئی۔

پس ہم نے جمعہ کی نماز میں خطبہ کو نماز سے پہلے پایا، اور عیدین کی نماز میں خطبہ کو نماز کے بعد پایا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

پھر ہم نے یہ دیکھا کہ استسقاء کے خطبہ کو ان مذکورہ دونوں خطبوں میں سے کس کے ساتھ زیادہ مشابہت حاصل ہے؟ تاکہ ہم اس کو بھی اس کے حکم کا درجہ دیں۔

تو ہم نے جمعہ کے خطبہ کو فرض پایا، اور جمعہ کی نماز کو اس کے ساتھ اس طرح وابستہ پایا کہ خطبہ کے صحیح ہوئے بغیر جمعہ کی نماز جائز نہیں ہوتی، اور عیدین کا خطبہ ایسا نہیں ہے، اس لئے کہ عیدین کی نماز خطبہ کے بغیر بھی جائز ہو جاتی ہے۔

اور ہم نے استسقاء کی نماز کو بھی ایسا ہی پایا کہ وہ بھی خطبہ کے بغیر جائز ہو جاتی ہے۔

کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ اگر امام لوگوں کو استسقاء کی نماز پڑھا دے اور خطبہ نہ دے تو بھی استسقاء کی نماز جائز ہو جاتی ہے، البتہ خطبہ کا چھوڑنا برا شمار ہوتا ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ عیدین کا خطبہ استسقاء کے خطبہ کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے، بنسبت جمعہ کے خطبہ کے۔

تو اس پر غور کرتے ہوئے استسقاء کی نماز کے خطبہ کا مقام عیدین کی نماز کے خطبہ والا ہی مقام ہوگا (یعنی نماز کے بعد) تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خطبہ استسقاء کی نماز کے بعد ہونا چاہئے نہ کہ پہلے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ (بلکہ جمہور فقہاء) کا یہی مذہب ہے (ترجمہ ختم)

(۳)......خطبہ کے بعد دعا کا طریقہ اور اس کا ثبوت

نمازِ استسقاء میں تیسرا اور آخری عمل دعا ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل احادیث میں مذکور ہے۔

(۱)......حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى يُصَلِّيُ وَأَنَّهُ لَمَّا دَعَا

أَوْ أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَ هٗ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نمازِ استسقاء پڑھنے کی جگہ کی طرف نکلے، جہاں آپ استسقاء کی نماز ادا فرما رہے تھے، اور جب آپ دعا فرماتے یا دعا کا ارادہ فرماتے، تو قبلہ کی طرف رخ فرما لیتے، اور اپنی چادر کو پلٹ لیتے (ترجمہ ختم)

(۲)......اور نسائی شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَ هٗ حِيْنَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور بارش طلب کی، اور اپنی چادر کو پلٹا جب قبلہ کی طرف (دعا کرنے کے لئے) رخ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ سے فارغ ہو کر امام کو چاہئے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اپنی اوڑھی ہوئی چادر کو پلٹ دے۔

(۳)......حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں حضور ﷺ کے استسقاء کے بارے میں ہے کہ:

وَحَوَّلَ رِدَاءَ هٗ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (ابوداؤد) [3]

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر کو پلٹا، اپنی چادر کے دائیں حصے کو اپنے بائیں کاندھے پر اور بائیں حصے کو دائیں کاندھے پر کر لیا، پھر اللہ عزوجل سے دعا کی (ترجمہ ختم)

(۴)......اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اِسْتَسْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ لَهٗ سَوْدَاءُ فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

[1] حديث نمبر ۹۷۲، كتاب الاستسقاء، بَاب اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ، واللفظ لهٗ، مسلم، حديث نمبر ۲۱۰۹، كتاب صلاة الاستسقاء.

[2] حديث نمبر ۱۵۱۰، باب مَتَى يُحَوِّلُ الْإِمَامُ رِدَاءَهٗ.

[3] حديث نمبر ۱۱۶۵، جماع ابواب الاستسقاء، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للبيهقي حديث نمبر ۶۶۴۴، باب كيفية تحويل الرداء.

صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَّأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلاهَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَبَهَا عَلٰى عَاتِقِهِ(ابو داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء فرمایا، اور آپ نے کالی چادر اوڑھی ہوئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ اس کے نیچے والے حصہ کو پکڑ کر اوپر کردیں، لیکن جب آپ کو یہ عمل دشوار معلوم ہوا، تو آپ نے اس کو اپنے کندھے پر پلٹ دیا (ترجمہ ختم)

(۵)......اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، فَأَرَادَ أَنْ يَّأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلاهَا، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ فَقَلَبَهَا عَلَيْهِ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ، وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ (مسند احمد حديث نمبر ۱۶۴۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء فرمایا، اور آپ نے کالی چادر اوڑھی ہوئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ اس کے نیچے والے حصہ کو پکڑ کر اوپر کردیں، لیکن جب آپ کو یہ عمل دشوار معلوم ہوا، تو آپ نے اس کو اپنے اوپر اس طرح پلٹ دیا کہ اس کے دائیں حصہ کو بائیں کندھے پر، اور بائیں حصہ کو دائیں کندھے پر کردیا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ اوڑھی ہوئی چورس چادر کے نیچے والے حصہ کو اوپر کرلیں، لیکن جب اس عمل میں کچھ دشواری محسوس فرمائی تو اوڑھی ہوئی چادر کے دائیں حصہ کو بائیں کندھے پر اور بائیں حصہ کو دائیں کندھے پر کرلیا۔ [2]

---

[1] حديث نمبر ۱۱۶۶ ،جماع ابواب الاستسقاء، مسند احمد حديث نمبر ۱۶۴۷۳ ،صحيح ابن خزيمة،حديث نمبر ۱۳۳۷ جماع أبواب صلاة الاستسقاء وما فيها من السنن،صحيح ابن حبان ، حديث نمبر ۲۸۶۷ ، باب ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ قَلْبَ الرِّدَاءِ دُونَ تَحْوِيلِهِ مُبَاحٌ لِلْمُسْتَسْقِي لِلنَّاسِ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيّ بِرِجَال الصَّحِيح لَا جرم خرجه أَبُو عوَانَة فِي مستخرجه عَلَى مُسلم وَصَححهُ ابْن حبَان وَالْحَاكِم وَقَالَ عَلَى شَرط مُسلم(تحفة المحتاج الىٰ ادلة المنهاج لابن الملقن ، باب صلاة الاستسقاء)

[2] استسقى رسول الله وعليه خميصة أى كساء أسود مربع له علمان فى طرفيه من صوف وغيره وفى النهاية هو ثوب خز أو صوف معلم وقيل لا يسمى بها إلا أن تكون سوداء معلمة له أى للنبى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۲)......اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ:

ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَقَلَبَهُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ، وَتَحَوَّلَ النَّاسُ مَعَهُ

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۴۶۵)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ فرمایا اور اپنی چادر کو پلٹا، اور اس کے اندر والے حصہ کو باہر کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی قبلہ کی طرف رُخ کیا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف دعا کے لئے متوجہ ہوئے، تو سب لوگ بھی دعا کے لئے قبلہ کی طرف صحیح طرح متوجہ ہو گئے۔ [۱]

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر کے اندر کے حصہ کو باہر کی طرف کیا، اور باہر کے حصہ کو اندر کی طرف کیا۔

اس سے پہلی روایات میں تو نیچے کے حصہ کو اوپر اور دائیں حصہ کو بائیں پر اور بائیں حصہ کو دائیں پر کرنے کا ذکر تھا، اور اس روایت میں اندر کے حصہ کو باہر کرنے کا بھی ذکر ہے۔

اسی وجہ سے تمام روایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ چادر چورس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سوداء صفة لخميصة وفيه تجريد فأراد أن يأخذ أسفلها فيجعله أعلاها فلما ثقلت أى عسرت عليه قلبها بتشديد اللام وقيل بتخفيفها على عاتقيه أى جعل أسفلها أعلاها على عاتقيه كذا قاله ابن الملك وهو غير مستقيم والصواب كما قال بعضهم أى لم يجعل أسفلها أعلاها بل جعل ما على كتفه الأيمن على عاتقه الأيسر (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

[۱] ولايقال ان لفظ تحول بمعنیٰ حول فانه ان ثبت ذلک فی اللغة فانه يحتمل ان يكون مجازا او حقيقة ، وعلى الاول لايحتاج اليه مع صحة المعنیٰ الحقيقي.

فان قلت كيف يصح تحولهم وانهم قد كانوا الى القبلة متوجهين الى رسول الله ﷺ ، وليل هذا الاشكال جر ابن الهمام الى تسليم استدلال الخصم .

ثم الجواب عنه قلت ان المشاهدة تدل على ان السامعين للخطبة وغيرها قد يتحول بعضهم او اكثرهم عن القبلة مع كونهم متوجهين الى الامام فى الجملة ، فيحتمل ان يكونوا كذلک، فتحولوا حين تحوله ﷺ .

فلاحجة لمن قال بتحويل اردية الماموين ، فان الاحتمال لايصح معه الاستدلال ، ولله تعالیٰ الحمد على ما انعم (اعلاء السنن ج۸ ص ۱۸۴، ۱۸۵ باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

www.idaraghufran.org

ہونے کی صورت میں نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کرنے کے ساتھ ساتھ دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں پر کرنا چاہیے (تاکہ تقلیب اور تنکیس دونوں پر عمل ہوجائے)

اور اگر چادر گول ہو تو صرف دائیں حصہ کو بائیں پر اور بائیں حصہ کو دائیں پر کرلینا کافی ہے۔ [۱]

اور ویسے تو جس طرح بھی چادر کو پلٹنے کا مذکورہ عمل کرلیا جائے، جائز ہے، لیکن بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ چادر کے چورس ہونے کی صورت میں مذکورہ طریقہ پر چادر پلٹنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اپنے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے لے جاکر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا کونہ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کا کونہ پکڑے، اور دائیں ہاتھ سے پکڑے ہوئے بائیں جانب کے نیچے والے کونے کو دائیں کندھے پر، اور بائیں ہاتھ سے پکڑے ہوئے دائیں جانب کے نیچے والے کونے کو بائیں کندھے پر لے آئے، بشرطیکہ دشواری نہ ہو۔ [۲]

---

[۱] ويحول رداء ه ، فيجعل أسفل ما على جانبه الأيسر على عاتقه الأيمن ، وأسفل ما على جانبه الأيمن على عاتقه الأيسر ، فيحصل به التقليب والتنكيس ، هذا إذا كان الرداء مربعا ، فإن كان مدورا قلبه ، ولم ينكسه ، وهو أن يجعل ما على عاتقه الأيمن على عاتقه الأيسر ، وما على عاتقه الأيسر على الأيمن(شرح السنة للامام البغوى، تحت حديث رقم ١١٦١ ، باب الاستسقاء)

فأراد أن يأخذ بأسفلها فيجعله أعلاها فلما ثقلت عليه قلبها على عاتقه وقد استحب الشافعي فى الجديد فعل ما هم به صلى الله عليه و سلم من تنكيس الرداء مع التحويل الموصوف وزعم القرطبى كغيره أن الشافعى اختار فى الجديد تنكيس الرداء لا تحويله والذى فى الأم ما ذكرته والجمهور على استحباب التحويل فقط ولا ريب أن الذى استحبه الشافعي أحوط(فتح البارى لابنِ حجر ،كتاب الجمعة ،باب تحويل الرداء فى الاستسقاء)

"فان كان الرداء مربعا نكسه فجعل أعلاه أسفله وأسفله أعلاه وان كان مدورا اقتصر على التحويل "(المجموع شرح المهذب للنووى ، ج۵ص۷۸،۷۹)

ويحصلان معا بجعل الطرف الاسفل الذى على شقه الايمن على عاتقه الايسر وعكسه وهذا فى الرداء المربع، وأما المدور والمثلث فليس فيه إلا التحويل.قال القمولى :لانه لا يتهيأ فيه التنكيس، وكذا الرداء الطويل ومراده كغيره أن ذلک متعسر لا متعذر(الإقناع للشربينى، فصل فى صلاة الاستسقاء)

[۲] وكيفية التحويل أن يأخذ بيده اليمنى الطرف الأسفل من جانب يساره وبيده اليسرى الطرف الأسفل أيضا من جانب يمنه ويقلب يديه خلف ظهره بحيث يكون الطرف المقبوض بيده على كتفه الأعلى من جانب اليمين والطرف المقبوض بيده اليسرى على كتفه الأعلى من جانب اليسار فإذا فعل ذلک فقد انقلب اليمين يسارا واليسار يمينا والأعلى أسفل وبالعكس (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة،باب الاستسقاء)

www.idaraghufran.org

اور دشواری ہونے کی صورت میں دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں پر کرلینا کافی ہے، بلکہ بہت سے حضرات نے تکلف سے بچتے ہوئے اسی طریقہ کو سنت قرار دیا ہے۔ [1]

اس سلسلہ میں مزید مسائل آگے آرہے ہیں۔

(۷)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] ملحوظ رہے کہ بعض اہلِ علم حضرات نے مسند احمد کی مؤخر الذکر روایت کے علاوہ اکثر روایات میں مذکور حضور علیہ السلام کے عمل کے پیشِ نظر چادر کے دائیں حصہ کو بائیں کندھے پر اور بائیں حصہ کو دائیں کندھے پر کرنے کو سنت قرار دیا ہے۔

ويقلب رداء ه في ذلک وقلبه أن يجعل الجانب الأيسر على الأيمن والأيمن على الأيسر وإنما تتبع في هذه السنة والآثار المعروفة وليس يجب ذلک على من خلف الإمام (الاصل للشيباني ، باب صلاة الاستسقاء)

اور بعض حضرات نے اکثر روایات میں مذکور حضور علیہ السلام کے ارادہ اور عمل دونوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر چادر کے نیچے والے حصہ کو اوپر اور اوپر والے حصہ کو نیچے کرنے میں دشواری نہ ہو، تو پھر اسی طرح کرنا چاہئے، اور اگر اس میں دشواری ہو، تو پھر دائیں حصہ کو بائیں کندھے پر اور بائیں حصہ کو دائیں کندھے پر کرلینا چاہئے۔

اور اگر چادر مربع نہ ہو بلکہ گول ہو تو داہنی جانب کو بائیں پر کردے اور بائیں کو داہنے پر کردے۔

فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ قَلْبُهُ لِرِدَائِهِ وَصِفَةُ قَلْبِ الرِّدَاءِ كَيْفَ كَانَ وَأَنَّهُ إِنَّمَا جَعَلَ مَا عَلَى يَمِينِهِ مِنْهُ عَلَى يَسَارِهِ وَمَا عَلَى يَسَارِهِ عَلَى يَمِينِهِ لَمَّا ثَقُلَ عَلَيْهِ أَنْ يَحْصُلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلُهُ أَعْلَاهُ فَكَذَلِكَ نَقُولُ مَا أَمْكَنَ أَنْ يَجْعَلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ فَقَلْبُهُ كَذَلِكَ هُوَ ,وَمَا لَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِيهِ حُوِّلَ ,فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ مِنْهُ أَيْسَرَ وَالْأَيْسَرَ مِنْهُ أَيْمَنَ .فَقَدْ زَادَ مَا فِي هَذِهِ الْآثَارِ عَلَى مَا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ فَيَنْبَغِي أَنْ يُسْتَعْمَلَ ذَلِكَ وَلَا يُتْرَكَ(شرح معاني الآثار ، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء كيف هو)

فَإِنْ كَانَ مُرَبَّعًا جَعَلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ ، وَإِنْ كَانَ مُدَوَّرًا جَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ ، وَإِنْ كَانَ قَبَاءً جَعَلَ الْبِطَانَةَ خَارِجًا ، وَالظِّهَارَةَ دَاخِلًا حِلْيَةٌ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ رِوَايَتَانِ وَاخْتَارَ الْقُدُورِيُّ قَوْلَ مُحَمَّدٍ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَعَلَ ذَلِكَ نَهْرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَمَا فِي شَرْحِ دُرَرِ الْبِحَارِ قَالَ فِي النَّهْرِ وَأَمَّا الْقَوْمُ فَلَا يَقْلِبُونَ أَرْدِيَتَهُمْ عِنْدَ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِمَالِكٍ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بعض حضرات نے نیچے سے اوپر کے ساتھ دائیں بائیں کی قید کو بھی (یعنی تقلیب و تنکیس دونوں کو) ملحوظ رکھا، اور دشواری کی صورت میں صرف دائیں بائیں کی تحویل کو کافی قرار دیا، اور انہوں نے مدوّر میں تقلیب و تنکیس دشوار سمجھتے ہوئے صرف تقلیب کو کافی قرار دیا۔

جبکہ بعض حضرات نے دشواری والے عمل کو نظر انداز کرکے اکثر روایات کے پیشِ نظر صرف دائیں حصہ کو بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر کرلینے کو کافی قرار دیا، اور بعض حضرات نے نیچے والے حصہ کو اوپر کرنے کو مقدم قرار دیا، اور دشواری کی صورت میں دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں پر کرنے کا حکم فرمایا۔

اور دشواری نہ ہونے کی صورت میں تقلیب اور تنکیس کے اجتماع والے عمل سے تمام روایات پر عمل ہوجاتا ہے، واللہ اعلم۔

اِسْتَسْقٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَحَوَّلَ رِدَاءَ ہٗ لِیَتَحَوَّلَ الْقَحْطُ (مستدرک حاکم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے استسقاء فرمایا، اور اپنی چادر کو پلٹا تاکہ قحط (وخشک سالی) پلٹ جائے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چادر پلٹنے میں حکمت یہ ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ خشک سالی کو تبدیل فرمادیں۔ [۲]

گویا کہ چادر پلٹنے میں اللہ تعالیٰ سے نیک فالی حاصل کرنا ہے۔ [۳]

استسقاء میں جس طرح توبہ واستغفار کے ذریعہ سے اپنے باطن کو بدلا جاتا ہے، اسی طرح چادر پلٹ کر اپنے ظاہر کو بھی بدلا جاتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حالت کے بدلنے سے قحط اور خشک سالی کو بھی تبدیل فرمادیں۔ [۴]

(۸)......حضرت عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّہٗ رَأَی النَّبِیَّ ﷺ یَسْتَسْقِیْ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّیْتِ قَرِیْبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا

---

[۱] حدیث نمبر ۱۲۱۶، وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح الإسناد و لم یخرجاہ، سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۱۸۱۹، باب الاستسقاء عن محمد بن المنکدر مرسلاً .

[۲] وَأَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحِ بْنُ أَبِی طَاھِرٍ أَخْبَرَنَا جَدِّی یَحْیَی بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ قَالَ :قَالَ وَکِیعٌ فِی قَوْلِهِ جَعَلَ الْیَمِینَ عَلَی الشِّمَالِ وَالشِّمَالَ عَلَی الْیَمِینِ یَعْنِی تَحَوَّلُ السَّنَةُ الْجَدْبَةُ إِلَی الْخِصْبِ کَمَا تَحَوَّلُ هَذَا الْیَمِینُ عَلَی الشِّمَالِ(السنن الکبریٰ للبیھقی حدیث نمبر ۶۲۵۰، باب ما قیل من المعنی فی تحویل الرداء)

[۳] قالوا :والتحویل شرع تفاؤلا بتغیر الحال من القحط إلی نزول الغیاث والخِصْب، ومن ضیق الحال إلی سعته.(شرح ابی داوٗد للعینی ،جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفریعها)

وقد ذکرنا أن حکمة التحویل :التفاؤل بتغییر الحال، وقد جاء ذلک مصرحا فی "مستدرک الحاکم "من حدیث جابر وصحّحه، وفیه " :وحول رداء ہ لیتحول القحط "، وکذلک رواہ الدارقطنی فی "سننه "، وفی "السؤالات للطبرانی "من حدیث أنس " :وقلب رداء ہ لکی یُقْلب القحط إلی الخِصْب ."وفی "مسند إسحاق بن راهویه " : "لتتحول السنة من الجدب إلی الخِصْب "، ذکرہ من قول وکیع(شرح ابی داوٗد للعینی ،باب :فی أی وقت یحول رداء ہ)

[۴] وَالْحِکْمَةُ فِیهِمَا التَّفَاؤُلُ بِتَغَیُّرِ الْحَالِ إلَی الْخَصْبِ وَالسَّعَةِ قَالَ تَعَالَی (إنَّ اللَّهَ لا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّی یُغَیِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ) فَیُغَیِّرُوا بَوَاطِنَهُمْ بِالتَّوْبَةِ وَظَوَاهِرَهُمْ بِمَا ذُکِرَ فَیُغَیِّرُ اللَّهُ مَا بِهِمْ (أسنی المطالب، کِتَابُ صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ)

www.idaraghufran.org

يَدْعُوْ يَسْتَسْقِيْ رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ لاَ يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهٗ(ابوداؤد) ۱؎

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ زوراء کے قریب احجارِ زیت نامی جگہ پر کھڑے ہوکر بارش طلب کرنے کے لئے دعا فرمارہے تھے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سامنے اٹھا رکھا تھا، جو سر سے اونچے نہیں تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی دعا کے لئے ہاتھ اونچے اٹھانا چاہئے لیکن اتنے اوپر نہیں اٹھانا چاہئے کہ سر سے اوپر نکل جائیں، بس سر تک اٹھانا کافی ہے۔ ۲؎

(۹)......اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَسْقٰى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ (مسلم) ۳؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی، پھر اپنے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرلی (ترجمہ ختم)

(۱۰)......اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَسْتَسْقِيْ هٰكَذَا يَعْنِيْ وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ بُطُوْنَهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ(ابوداؤد) ۴؎

۱؎ حديث نمبر ۱۱۷۰، كتاب الاستسقاء.

۲؎ قوله " :قبل وجهه "بكسر القاف وفتح الباء .فيه من السُنَة رفع اليدين إلى وجهه، ولا يجاوز بهما رأسه كما فعله رسول الله .والحديث :أخرجه الترمذى، والنسائى من حديث عمير مولى آبى اللحم، عن آبِى اللحم .وقال الترمذى :كذا قال قتيبة فى هذا الحديث عن آبى اللحم، ولا يعرف له عن النبى -عليه السلام -إلا هذا الحديث الواحد .(شرح ابى داوٗد للعينى ،باب :رفع اليدين فى الاستسقاء)

وعمير يروى عنه وله أيضا صحبة أنه رأى النبى يستسقى عند أحجار الزيت وهو موضع بالمدينة من الحرة سميت بذلك لسواد أحجارها بها كأنها طليت بالزيت قريبا من الزوراء بفتح الزاى المعجمة موضع قائما يدعو يستسقى حالان أى داعيا مستسقيا رافعا يديه قبل وجهه بكسر القاف وفتح الموحدة أى قبالته أى تارة وتارة فلا ينافى ما تقدم لا يجاوز بهما أى بيديه حين رفعهما رأسه لا ينافى ما مر عن أنس أنه كان يبالغ فى الرفع للإستسقاء لإحتمال أن ذلك أكثر أحواله وهذا فى نادر منها أو بالعكس رواه أبو داود وروى الترمذى والنسائى نحوه أى معناه (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ،كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

۳؎ حديث نمبر ۲۱۱۲،كتاب صلاة الاستسقاء،باب رفع اليدين بالدعاء فى الاستسقاء .

۴؎ حديث نمبر ۱۱۷۳، كتاب الاستسقاء.

ترجمہ: نبی ﷺ اس طریقہ سے بارش طلب فرمایا کرتے تھے، پھر اپنے ہاتھوں سے اس کا طریقہ بتلایا کہ ہاتھوں کو پھیلا دیا، اوران کے اندرونی حصہ کو زمین کی طرف کرلیا، یہاں تک کہ میں نے بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا(ترجمہ ختم)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا طریقہ دوسری عام دعاؤں سے مختلف ہے، کہ اس میں ہاتھ الٹے کر کے دعا کرنی چاہیئے، اوراس کی وجہ بھی وہی نیک فالی ہے، جو چادر پلٹنے کے بارے میں گزری۔ [۱]

نمازِ استسقاء کے طریقہ کا خلاصہ

خلاصہ یہ کہ بارش طلب کرنے کا دوسرا طریقہ نمازِ استسقاء پڑھنا ہے۔

اور نماز استسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ علاقے کے مسلمان (جس قدر بھی ممکن ہوں) آبادی کے باہر کسی میدان میں (اور آبادی سے باہر مشکل ہو، تو شہر ہی کے کسی کھلے میدان میں) جمع ہوں، معمولی لباس پہن کر جائیں دلوں میں اللہ کا خوف اوراپنے گناہوں اور خطاؤں کا استحضاراوراحساس ہو عجز وانکسار سے گردنیں جھکی ہوئی ہوں اوراپنی دعاؤں کی قبولیت کا یقین ہو۔

میدان میں پہنچ کر امام نماز کے لئے اپنے مصلے پر کھڑا ہو، اوراذان اوراقامت کے بغیر دو رکعت جہری قرأت کے ساتھ پڑھائے۔

نماز کے فوراً بعد دعا کرنے کے بجائے عید کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں، عربی خطبہ میں امام لوگوں کے سامنے عربی میں گناہوں سے توبہ کرنے اور بچنے اور حقوق العباد ادا کرنے کے مضامین بیان کرے۔ [۲]

---

[۱] قال جماعة من أصحابنا وغيرهم السنة فى كل دعاء لرفع بلاء كالقحط ونحوه أن يرفع يديه ويجعل ظهر كفيه إلى السماء ، وإذا دعا لسؤال شىء وتحصيله جعل بطن كفيه إلى السماء (شرح النووى على مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب الدعاء فى صلاة الاستسقاء والتعوذ عند رؤية الريح والغيم)

[۲] مگر عید کے خطبہ میں جو اضافی تکبیرات مستحب ہیں، استسقاء کے خطبہ میں یہ تکبیرات مستحب نہیں۔

وقال محمد بن الحسن أرى أن يصلى الإمام فى الاستسقاء نحوا من صلاة العيد يبدأ بالصلاة قبل الخطبة ولا يكبر فيها كما يكبر فى العيدين(الاصل للشيبانى ، باب صلاة الاستسقاء)

www.idaraghufran.org

خطبہ سے فارغ ہوکر امام قبلہ رخ کھڑے ہوکر بطور تفاؤل (نیک فالی) کے اپنی اوڑھی ہوئی چادر پلٹ دے۔

اور چادر پلٹنے کا طریقہ پیچھے بیان کیا جاچکا۔

اور یہ چادر پلٹنا بطور تفاؤل (یعنی نیک فالی کی غرض سے) ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ خشکی کو تَری سے تبدیل فرمادیں۔

پھر امام قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے کھڑے آہ وبکا کے ساتھ سر تک اونچے اور الٹے ہاتھ کرکے آہستہ اور بلند آواز سے دعا کرے۔

اور ہاتھوں کو الٹا کرنے کا مقصد بھی تفاؤل (یعنی نیک فالی) ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت کو تبدیل فرمادیں۔

اور مقتدی قبلہ رو بیٹھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ امام کی طرح ہاتھ بلند اور الٹے کرکے دعا میں مشغول ہوجائیں، اور امام کی دعا پر آمین، آمین کہتے رہیں اور گڑگڑا کر دعا کرنے کی کوشش کریں، تاکہ دریائے رحمت جوش میں آجائے اور بامراد لوٹیں، اور مسنون وماثورہ دعائیں جو بارش سے متعلق روایات میں آئی ہیں وہ کی جائیں، یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو اپنی زبان میں بھی اس مطلب کی دعائیں کی جاسکتی ہیں۔ [1]

---

[1] (قَوْلُهُ كَالْعِيدِ) أَیْ بِأَنْ يُصَلِّیَ بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إقَامَةٍ ثُمَّ يَخْطُبَ بَعْدَهَا قَائِمًا عَلَى الْأَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلَى قَوْسٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ عَصًا خُطْبَتَيْنِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَخُطْبَةً وَاحِدَةً عَنْ أَبِی يُوسُفَ حِلْيَةٌ (قَوْلُهُ خِلَافٌ) فَفِی رِوَايَةِ ابْنِ كَاسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ يُكَبِّرُ الزَّوَائِدَ كَمَا فِی الْعِيدِ وَالْمَشْهُورُ مِنْ الرِّوَايَةِ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَا يُكَبِّرُ كَمَا فِی الْحِلْيَةِ (قَوْلُهُ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ) فَإِنَّهُ يَقُولُ يَقْلِبُ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ إذَا مَضَى صَدْرٌ مِنْ خُطْبَتِهِ ، فَإِنْ كَانَ مُرَبَّعًا جَعَلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ ، وَإِنْ كَانَ مُدَوَّرًا جَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ ، وَإِنْ كَانَ قَبَاءً جَعَلَ الْبِطَانَةَ خَارِجًا ، وَالظِّهَارَةَ دَاخِلًا حِلْيَةٌ .

وَعَنْ أَبِی يُوسُفَ رِوَايَتَانِ وَاخْتَارَ الْقُدُورِیُّ قَوْلَ مُحَمَّدٍ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَعَلَ ذَلِکَ نَهْرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَمَا فِی شَرْحِ دُرَرِ الْبِحَارِ قَالَ فِی النَّهْرِ وَأَمَّا الْقَوْمُ فَلَا يَقْلِبُونَ أَرْدِيَتَهُمْ عِنْدَ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِمَالِكٍ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

استسقاء کی دعا و نماز کے متعلّق چند مسائل

مسئلہ۱:...... استسقاء کی حقیقت اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کی دعا کرنا ہے، اور توبہ و استغفار دعا کی روح ہے۔

اور بارش رکنے کا اصل سبب گناہوں کی کثرت ہے، اور توبہ و استغفار سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور اسی وجہ سے جس چیز کی دعا مطلوب و مقصود ہو، اس سے پہلے توبہ و استغفار کرنا دعا کے آداب میں سے ہے، اور اس سے دعا کی قبولیت میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔

اور استسقاء کی نماز بارش طلب کرنے کا کامل طریقہ ہے۔

اس لئے استسقاء کی دعا اور نماز سے پہلے توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے۔ [1]

اور امام کو چاہئے کہ استسقاء سے پہلے لوگوں کو توبہ و استغفار کے اہتمام کی طرف متوجہ کرے۔

مسئلہ۲:...... بارش رکنے اور پیداوار کی قلت کا ایک اہم سبب زکاۃ کا ادا نہ کرنا ہے، اور صدقہ کے بلاء اور قحط کے دور کرنے میں خاص تاثیر ہے۔

جس کا کئی احادیث میں ذکر ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

وَلا مَنَعُوا الزَّكَاةَ إِلا حُبِسَ عَنۡهُمُ الۡقَطۡرُ (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر

---

[1] قلت والخلاصة عندی ان الاستسقاء حقيقة طلب السقی من اللہ تعالیٰ فهو الدعاء لانزال الغيث وروحه الاستغفار والتوبة كما ان روح الصلاة الخشوع، وصورته الكاملة الدعاء مع الصلاة بهياتها الاجتماعية الماثورة ،واللہ اعلم(فتح الملهم ج۲ ص ۴۴۰، كتاب صلاة الاستسقاء)

الإجابة تسرع إلى من لم يكن متلبسا بالمعصية فإذا قدم التوبة والاستغفار قبل الدعاء كان أمكن لاجابته(فتح البارى -ابن حجر ،باب التوبة أشار)

وينبغی أن يكون الدعاء على هيئة وأدب فإن لكل أدب ثمرة ولكل هيئة زينة يبدأ بمدائحه ثم الثناء عليه والتنزيه له ثم محامده وذكر آلائه وبث مننه ونشر صنائعه والاعتراف بالمساوء والتوبة إليه والاعتذار والتنصل والاستغفار والتضرع والاستعاذة والاختتام بآمين والله أعلم وأحكم(نوادر الأصول فی أحاديث الرسول،الأصل الثالث والأربعون والمائتان)

www.idaraghufran.org

۱۰۸۳۰) ۱؎

ترجمہ: جو لوگ بھی زکاۃ کو روکتے ہیں (یعنی ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے) تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

وَلا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ اِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۲۵۷۷) ۲؎

ترجمہ: اور جو قوم بھی زکاۃ کو روکتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللّٰهُ بِالسِّنِيْنَ (الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ) ۳؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم نے بھی زکاۃ کو روکا تو اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرما دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

۱؎ قال الهيثمي:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَفِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ الْمَرْوَزِيُّ ، لَيَّنَهُ الْحَاكِمُ ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ مُوَثَّقُونَ ، وَفِيهِمْ كَلَامٌ .(مجمع الزوائد ج۳ص۶۵،كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة)

وقال المنذرى:

رواه الطبرانى فى الكبير وسنده قريب من الحسن وله شواهد (الترغيب والترهيب ج ا ص ۳۰۹،كتاب الصدقات الترغيب فى أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)

۲؎ وقال الحاكم:

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه، تعليق الحافظ الذهبى فى التلخيص: على شرط مسلم.

۳؎ حديث نمبر۴۵۷۷،تحت من اسمه عبدان.

قال الهيثمي:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ج۳ص۹۶،كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

اِذَا رَأَيْتَ الْمَطَرَ قَدْ قَحِطَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزَّكَاةَ قَدْ مُنِعَتْ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: جب آپ دیکھیں کہ بارش کا قحط واقع ہوگیا ہے، تو آپ جان لیں کہ زکاۃ روک لی گئی ہے (یعنی لوگ زکاۃ ادا نہیں کررہے) (ترجمہ ختم)

اس لئے قحط اور خشک سالی کے وقت بطورِ خاص زکاۃ اور صدقہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ [2]

مسئلہ ۳:......بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ توبہ واستغفار اور گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ نمازِ استسقاء کے لئے جانے سے پہلے تین دن روزے رکھنا بھی مستحب ہے (اور بعض اہلِ علم حضرات کے بقول چوتھے دن بھی روزے کی حالت میں استسقاء کی نماز کے لئے جانا مستحب ہے) روزہ رکھنے کا حکم اس لئے ہے تاکہ لوگ پہلے سے ذرا تیار ہوجائیں اور گناہوں سے بچنے اور استغفار اور تضرع کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے، کیونکہ روزے میں یہ تاثیر موجود ہے۔ [3]

---

[1] حديث نمبر ۳۰۴۱، كتاب الزكاة، باب التشديد على منع زكاة المال.

[2] ويقدمون الصدقة فى كل يوم قبل خروجهم ويجددون التوبة ويتسغفرون للمسلمين (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

[3] عبد الرزاق عن بن عيينة عن جعفر بن برقان قال كتب عمر بن عبد العزيز إلى ميمون بن مهران أنى كتبت إلى أهل الأمصار أن يخرجوا يوم كذا من شهر كذا ليستسقوا ومن استطاع أن يصوم ويتصدق فليفعل فإن الله يقول قد أفلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى وقولوا كما قال أبواكم ربنا ظلمنا انفسنا وإن لم تغفر لناوترحمنا لنكونن من الخاسرين وقولوا كما قال نوح إلا تغفر لى وترحمنى أكن من الخاسرين وقولوا كما قال موسى إنى ظلمت نفسى فاغفر لى فغفر له إنه هو الغفور الرحيم وقولوا كما قال يونس عليه السلام لا إله إلا أنت سبحانك إنى كنت من الظالمين (مصنف عبدالرزاق، حديث نمبر ۴۹۰۳، باب الاستسقاء)

وَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ الْخُرُوجِ وَبِالتَّوْبَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ بِهِمْ فِي الرَّابِعِ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

وأما الا كمل فلها أداب مستحبة وليست شرطا (أحدها) إذا أراد الامام الاستسقاء خطب الناس ووعظهم وذكرهم وأمرهم بالخروج من المظالم والتوبة من المعاصى ومصالحة المتشاحنين والصدقة والاقبال على الطاعات وصيام ثلاثة أيام ثم يخرج بهم فى الرابع وكلهم صيام هكذا نص الشافعى فى الام واتفق الاصحاب على انهم يخرجون فى الرابع صياما وممن صرح به مع الشافعى الشيخ أبو حامد والبندنيجى والمحاملى والقاضى أبو الطيب والماوردى وسليم الرازى والمصنف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ۴:...... ویسے تو استسقاء کی نماز ایک مرتبہ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ مستحب وافضل یہ ہے کہ استسقاء کی نماز تین دن لگاتار پڑھی جائے، اور ہر دن توبہ واستغفار اور صدقہ خیرات کا بھی اہتمام کرنا مستحب ہے۔

اور تین دن سے زیادہ استسقاء کی نماز مناسب نہیں۔ ۱

مسئلہ۵:...... نمازِ استسقاء کے لئے عاجزی اور خشوع ومسکنت ظاہر کرتے ہوئے اور عام سادہ لباس پہن کر اور زیب وزینت سے بچ کر اور ندامت اور شرمندگی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے توبہ واستغفار کرتے ہوئے جانا مستحب ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وابن الصباغ والبغوی والمتولی وصاحب العدة والشيخ نصر وخلائق لا يحصون (المجموع شرح المهذب ج۵ص ۷۰)

لان الصوم من اعظم العبادات ولرقة القلوب به (طحطاوی علی الدر ج ۱ ص ۳۶۰)

قالوا: ويامرهم الامام بصوم ثلاثة ايام قبل يوم الخروج ، وبالخروج عن المظالم وبالتقرب بالغير ثم يخرجون فی الرابع صياما، ولكل منهما اثر فی الاجابة علی ماورد فی اخبار نقلت، وذكرها الحافظ فی التلخيص الحبير بالتفصيل(اعلاء السنن ج۸ص۱۹۳، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

۱ ثُمَّ الْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَخْرُجَ الْإِمَامُ بِالنَّاسِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ كَذَا فی الزَّادِ ولم يُنْقَلْ أَكْثَرُ من ذلك (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع عشر فی صلاة الاستسقاء)

(وَيَخْرُجُونَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ) لِأَنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ أَكْثَرُ مِنْهَا (مُتَتَابِعَاتٍ)(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

ويقدمون الصدقة فی كل يوم قبل خروجهم ويجددون التوبة ويتسغفرون للمسلمين (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

ملحوظ رہے کہ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام سے بارش کی ضرورت کے وقت ایک سے زیادہ مرتبہ استسقاء کی نماز ثابت نہیں، اوراس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام کے ایک مرتبہ نمازِ استسقاء پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بارش مرحمت فرمادیا کرتے تھے، کیونکہ ان حضرات کی دعا واستغفار اور توبہ میں صدق واخلاص زیادہ تھا، برخلاف آج کل کے دور کے۔

واما رسول الله ﷺ فلم يخرج قط الا مرة فانه كان اذا استسقیٰ سقیٰ اولا، كما ثبت بالاحاديث صراحة ، وكذاالصحابة رضی الله عنهم فيما اعلم ، ويمكن ان يستأنس للخروج ثلاثا بما ورد ان الدعاء يستحب فيه التكرير، واقله التثليث ، كمافی الحصن الحصين معزيا الی ابی داوٗد، فلم يتجاوزوا فی الاستسقاء اقل عدد التكرير لكونه علی هيئة خاصة خلاف القياس فافهم (اعلاء السنن ج۸ص۱۹۲، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

۲ (مُشَاةً فِی ثِيَابٍ غَسِيلَةٍ أَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِينَ مُتَوَاضِعِينَ خَاشِعِينَ لِلَّهِ نَاكِسِينَ رُءُوسَهُمْ وَيُقَدِّمُونَ الصَّدَقَةَ فِی كُلِّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوجِهِمْ وَيُجَدِّدُونَ التَّوْبَةَ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلْمُسْلِمِينَ .(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

مسئلہ۶:......نمازِ استسقاء کا بہتر اورافضل وقت وہی ہے جو عید کی نماز کا وقت ہے، یعنی سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے، کیونکہ روایات میں استسقاء کی نماز کو عید کی نماز کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، نیز حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایسے ہی وقت نمازِ استسقاء کے لئے تشریف لے جانا ثابت ہے۔ [1]

لیکن اگر استسقاء کی نماز زوال کے بعد پڑھ لی جائے، تو بھی جائز ہے، بلکہ بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک رات کے وقت میں بھی جائز ہے۔

البتہ سورج کے طلوع ہونے، زوال ہونے، اور غروب ہونے کے وقت جائز نہیں۔

اوراسی طرح صبح صادق کے بعد سے لے کر سورج طلوع ہونے تک، اور عصر کی نماز کے بعد سے لے کر غروب ہونے تک بھی مکروہ ہے۔ [2]

---

[1] چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ:

حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ(ابوداؤد ، حدیث نمبر ۱۱۷۵ ، کتاب الاستسقاء)

وقت صلاة الاستسقاء وقت صلاة العيد سواء (اعلاء السنن ج۸ص۱۹۳)

ووقت صلاة الاستسقاء وقت صلاة العيد(فتح البارى لابن رجب، باب كيف حول النبى -صلى الله عليه وسلم -ظهره إلى الناس ؟)

[2] فَوَقْتُهَا فِي الِاخْتِيَارِ كَوَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدِ ، لِاجْتِمَاعِهِمَا فِي الصِّفَةِ ، فَإِنْ صَلَّاهَا فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدِ إِمَّا قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ بَعْدَ زَوَالِهَا أَجْزَأَهُ ، بِخِلَافِ الْعِيدِ (الحاوى فى الفقه الشافعى ،القول فى وقت صلاة الاستسقاء)

أن وقت صلاة الاستسقاء كوقت صلاة العيدين كما دل عليه حديث ابن عباس وقد اختلف فى ذلك فذهب مالك والشافعي وأبو ثور إلى أنه يخرج لها كالخروج إلى صلاة العيدين وحكى ابن المنذر وابن عبد البر عن الشافعي هذا ونقل ابن الصباغ فى (الشامل) وصاحب (جمع الجوامع) عن نص الشافعي أنها لا تختص بوقت وبه قطع المتولي والماوردى وابن الصباغ وصححه الرافعي فى المحرر ونقل النووى القطع به عن الأكثرين وأنه صححه المحققون وأما وقتها كوقت العيد فقال إمام الحرمين إنه لم يرو لغير الشيخ أبى على قلت لم ينفرد به الشيخ أبو على بل قاله أيضا الشيخ أبو حامد والمحاملي البغوى فى (التهذيب)(عمدة القارى للعينى،كتاب الجمعة، باب تحويل الرداء فى الاستسقاء)

(فرع) فى وقت صلاة الاستسقاء ثلاثة أوجه (أحدها) وقتها وقت صلاة العيد وبهذا قال الشيخ ابو حامد الاسفرايني وصاحبه المحاملي فى كتبه الثلاثة المجموع والتجريد والمقنع وأبو على السنجي والبغوى وقد يستدل له بحديث ابن عباس السابق ولكنه ضعيف (والوجه الثانى) اول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مسئلہ۷:......بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ استسقاء کی نماز میں افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں **سورہ اعلیٰ** اور دوسری میں **سورہ غاشیہ** یا پہلی رکعت میں **سورہ قٓ** اور دوسری میں **سورہ قمر** پڑھی جائے۔ [۱]

اور استسقاء کی نماز میں حضور ﷺ سے پہلی رکعت میں ''اذا الشّمس کورت'' اور دوسری رکعت میں ''سورۃ الضحیٰ'' پڑھنا بھی ثابت ہے۔ [۲]

اور اگر کوئی دوسری سورت پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ۸:......استسقاء کی نماز آبادی سے باہر کسی کھلی جگہ میں جا کر پڑھنا افضل ہے، تا کہ سب لوگ سَما سکیں۔

لیکن اگر آبادی کے اندر کسی وسیع جگہ استسقاء کی نماز پڑھی جائے، تو بھی کوئی گناہ نہیں، اور مسجد کی حدود میں بھی استسقاء کی نماز پڑھنا جائز ہے۔ [۳]

مسئلہ۹:......استسقاء کی نماز صحیح یا جائز ہونے کے لئے شہر یا بڑی آبادی کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقتها اول وقت صلاة العيد ويمتد الى ان يصلى العصر وهو الذى ذكره البندنيجي والروياني وآخرون. والثالث وهو الصحيح بل الصواب انها لا تختص بوقت بل تجوز وتصح فى كل وقت من ليل ونهار إلا اوقات الكراهة على احد الوجهين وهذا هو المنصوص للشافعي وبه قطع الجمهور وصححه المحققون ممن قطع به صاحبا الحاوى والشامل وصاحب التتمة وآخرون وصححه الرافعي فى المحرر وغيره ونقله صاحب الشامل وصاحب جمع الجوامع فى نصوص الشافعي عن نص الشافعي واستصوبه إمام الحرمين وقال لم ار التخصيص بوقت لغير الشيخ ابى على السنجي واستدلوا له بانها لا تختص بيوم فلا تختص كصلاة الاستخارة وركعتى الاحرام وغيرهما(المجموع شرح المهذب ج۵ ص۷۶)

[۱] الأمر الرابع فى أنه يقرأ فى صلاة الاستسقاء بعد الفاتحة ما يقرأ فى العيدين أما سورة ق واقتربت أو سبح اسم ربک الأعلى والغاشية (عمدة القارى للعينى، باب تحويل الرداء فى الاستسقاء)

[۲] یہ حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ہم نے شروع میں ذکر کر دی ہے۔

[۳] أى هذا باب فى بيان جواز الاستسقاء فى المسجد الجامع وأشار بذلک إلى أن الخروج إلى المصلى ليس بشرط فى الاستسقاء لأن المقصود فى الخروج إلى الصحراء تكثير الناس وذلک يحصل فى الجوامع وإنما كانوا يخرجون إلى الصحراء لعدم تعدد الجوامع بخلاف هذا الزمان(عمدة القارى للعينى ، باب الاستسقاء فى المسجد الجامع)

Idara Ghufran

شہر، قصبہ، گاؤں، دیہات اور جنگل میں ہر جگہ استسقاء کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۰:...... استسقاء کی نماز کے لئے امام یا لوگوں کا مقیم ہونا بھی ضروری نہیں، بلکہ مسافر ہونے کی حالت میں بھی استسقاء کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۱:...... استسقاء کی نماز سے فارغ ہوکر امام کو دو خطبے پڑھنا سنت ہے، اور دونوں خطبوں کے درمیان کچھ دیر کے لئے بیٹھنا بھی سنت ہے، لیکن اس خطبے کے لئے منبر ہونا سنت نہیں۔

خطبہ کے وقت فی نفسہٖ ہاتھ میں عصا (لاٹھی) لینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لیکن علماء نے فرمایا کہ یہ سنت و مستحب درجہ کا عمل ہے، لہٰذا اس کو اسی درجہ میں رکھنا چاہئے، اور اس کو اس کے درجہ سے نہیں بڑھانا چاہئے، ورنہ یہ مکروہ عمل کے زمرے میں داخل ہوجائے گا۔ [1]

خطبہ کے درمیان حاضرین کو خاموش اور خطبہ کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے، اور کوئی لغو اور فضول حرکت ممنوع ہے۔

خطبہ میں امام کو چاہئے کہ عربی میں مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات کے لئے استغفار کرے۔

مسئلہ ۱۲:...... استسقاء کی نماز اور خطبہ کے بعد دعا شروع کرنے سے پہلے امام کو اپنی اوڑھی ہوئی چادر کو نیک فال کے طور پر اس طرح پلٹنا چاہئے کہ دائیں طرف کا حصہ بائیں طرف اور بائیں طرف کا حصہ دائیں طرف آجائے، اور نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا نیچے آجائے۔

اور اگر صرف دائیں طرف کا حصہ بائیں طرف اور بائیں طرف کا حصہ دائیں طرف کرنے پر اکتفاء کرے، تو بھی بہت سے اہلِ علم کے نزدیک سنت ادا ہوجاتی ہے۔

مسئلہ ۱۳:...... اگر امام نے چادر نہ اوڑھی ہوئی ہو، بلکہ جبہ پہنا ہوا ہو، تو اس کو الٹا کردے کہ اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر چلا جائے۔

مسئلہ ۱۴:...... اگر امام نے نہ تو چادر اوڑھی ہوئی ہو، اور نہ جبہ پہنا ہوا ہو، بلکہ سر پر چادر کی طرح کوئی رومال اوڑھ رکھا ہو، تو اس کو پلٹ لینا چاہئے۔

---

[1] یصلی الإمام رکعتین جاھرا بالقراءۃ مستقبلا بوجھہ قائما علی الأرض دون المنبر متکئا علی قوس یخطب بعد الصلاۃ خطبتین (عمدۃ القاری، باب تحویل الرداء فی الاستسقاء)

اور چادر کا پلٹنا صرف امام کے لئے سنت ہے مقتدیوں کے لئے نہیں۔

مسئلہ۱۵:......اگر امام استسقاء کی نماز سے پہلے مقامی زبان میں نمازِ استسقاء کی غرض، اس کے طریقہ اور متعلقہ مسائل پر وعظ کردے، تو کوئی حرج نہیں، جیسا کہ عیدین کی نماز سے پہلے بہت سی جگہ اسی طرح کا وعظ رائج ہے۔

مسئلہ۱۶:......جس علاقہ میں بارش کی ضرورت ہو، اسی علاقہ کے لوگوں کو استسقاء کی نماز پڑھنی چاہئے۔

البتہ دوسرے علاقے کے لوگ (جنہیں بارش کی ضرورت نہ ہو) بارش کی ضرورت والے علاقے کے لوگوں کے لئے بارش کی دعا کریں، تو بہت ثواب ہے (کذافی امدادالاحکام ج۱ص۸۰۶، فصل فی صلاۃ الکسوف والاستسقاء ومتعلقاتہما) [۱]

مسئلہ۱۷:......استسقاء کی نماز کے لئے بطورِ خاص دیندار اور اہلِ تقویٰ اور بوڑھے لوگوں کو ساتھ لے جانا مستحب ہے۔ [۲]

---

[۱] وعليه يحمل ماعزاه الشعراني الى الصحابة ودعاء اهل الخصب لاهل الجدب مستحب اتفاقا ، وانما الكلام فى الاستسقاء بالصلاة على الهيئة الخاصة من غير احتياج المستسقين الى المطر اذا استسقوا لحاجة غيرهم اليه ، فلادليل فى الحديث عليه (اعلاء السنن ج۸ص ۱۹۲ باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

[۲] جبکہ بعض نے صبیانِ ممیّزین کے اخراج کو بھی مستحب قرار دیا ہے، اور بہائم وعجائز کے اخراج کے جواز واستحباب میں اختلاف ہے۔

ويخرج الشيوخ والصبيان ومن له ذكر جميل ودين وصلاح لأنه أسرع للإجابة............
ولا يستحب إخراج البهائم لأن النبى صلى الله عليه وسلم لم يخرجها ولا إخراج الكفار لأنهم أعداء الله فلا يتوسل بهم فإن خرجوا لم يمنعوا لأنهم يطلبون رزقهم ويفردون عن المسلمين بحيث إن أصابهم عذاب لم يصب غيرهم(الكافى فى فقه ابن حنبل لابن قدامة ،فصل ويخرج الشيوخ الخ)

(مسألة)(ويخرج معه أهل الدين والصلاح والشيوخ لانه أسرع للاجابة) ويستحب الخروج لكافة الناس، فأما النساء فلا بأس بخروج العجائز منهن ومن لا هيئة لها .وقال ابن حامد يستحب، فأما الشواب وذوات الهيئة فلا يستحب لهن لان الضرر فى خروجهن أكثر من النفع، ولا يستحب اخراج البهائم لان النبى صلى الله عليه وسلم لم يفعله وبه قال أصحاب الشافعى لانه روى ان سليمان عليه السلام خرج يستسقى فرأى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ۱۸:...... استسقاء کی دعا میں نیک لوگوں اور بچوں اور بوڑھوں اور کمزوروں اور جانوروں کا توسل اختیار کرنا مستحب ہے۔

یعنی اس طرح دعا کرنا کہ ”یااللہ! نیک لوگوں اور بچوں اور بوڑھوں اور کمزورں اور جانوروں کے طفیل اور توسل سے بارش عطا فرما“۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نملة مستلقية وهى تقول :اللهم إنا خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك .فقال سليمان ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم .وقال ابن عقيل والقاضى لا بأس به لذلك، والاقتداء بالنبى صلى الله عليه وسلم أولى .

(مسألة)(ويجوز خروج الصبيان كغيرهم من الناس) وقال ابن حامد يستحب اختاره القاضى فقال خروج الشيوخ والصبيان أشد استحبابا من الشباب لان الصبيان لا ذنوب عليهم (الشرح الكبير لابنِ قدامة الحنبلى، ج۲ص۲۸۷)

ومعه الشيوخ وأهل الدين ويستحب خروج المميز (وم ش) وقيل يجوز كالطفل والبهيمة وقيل فيها يكره وفى الفصول نحن لخروج الشيوخ والصبيان أشد استحبابا قال ويؤمر سادة العبيد بإخراج عبيدهم وإمائهم ولا يجب والمراد مع عدم الفتنة ويجوز خروج العجائز (وم) وقيل لا وجعله أبو الوفاء ظاهر كلامه وقيل يستحب (وه ش) ولا تخرج ذات هيئة لأن القصد إجابة الدعاء وضررها أكثر قال صاحب المحرر يكره (الفروع لابن المفلح الحنبلى ، باب صلاة الاستسقاء)

(ومعه أهل الدين والصلاح والشيوخ) لأنه أسرع إلى إجابتهم وظاهره تخرج العجائز ومن لا هيأة لها والأشهر لا يستحب بل قال ابن عقيل ظاهره كلام أحمد أنه لا يجوز خروجهم وقيل يستحب وهو ظاهر كلام جماعة ولا تخرج ذات هيأت لأن الضرر فى خروجهن أكثر (ويجوز خروج الصبيان) كالبهائم لأن الرزق مشترك بين الكل لكن المميز يستحب خروجه (وقال ابن حامد يستحب) لما روى البزار مرفوعا لولا أطفال رضع وعباد ركع وبهائم رتع لصب عليكم العذاب صبا ولأنهم لا ذنوب لهم فيكون دعاؤهم مستجابا كالمشايخ والمذهب الأول لأن النص لا يدل على الاستحباب وألا لزم استحباب خروج البهائم وفى الفصول نحن لخروج الشيوخ والصبيان أشد استحبابا(المبدع لابن المفلح الحنبلى ، باب صلاة الاستسقاء)

[1] ويستسقون بالضعفة والشيوخ) والعجائز والصبيان(الدر المختار،كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

ان عمر رضى الله عنه استسقى بالعباس رضى الله عنه، اخرجه البخارى من حديث انس عن عمر واخرج ابوزرعة الدمشقى فى تاريخه بسند صحيح ” ان معاوية استسقى بزيد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مسئلہ۱۹:...... جب بادل آتا ہوئے دیکھیں، تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهٖ

یعنی ’’اے اللہ! ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں، اس کے شر سے، جس کے لئے بھیجا گیا ہے‘‘

(ابنِ ماجة) [1]

اس دعا کی برکت سے بادلوں کے آنے سے خیر حاصل ہوتی ہے، اور ان کے شر سے حفاظت ہوتی ہے۔

مسئلہ۲۰:...... جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

اَللّٰهُمَّ سَيْبًا نَافِعًا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن الاسود‘‘ وروى احمد فى الزهد ان نحو ذلک وقع لمعاوية مع ابى مسلم الخولانى اهـ(ا : ١٥١) وفيه الاستسقاء بالصالحين، والتوسل بكاملين (اعلاء السنن ج٨ص١٩٣، باب الاستسقاء بالدعاء وبالصلاة)

(الادب الثانى) يستحب ان يستسقى بالخيار من أقارب رسول الله صلى الله عليه وسلم وبأهل الصلاح من غيرهم وبالشيوخ والضعفاء والصبيان والعجائز وغير ذوات الهيئات من النساء ودليله ما ذكره المصنف وأيضا ففى الصحيح أن رسول الله صلى لله عليه وسلم قال "وهل تنصرون وترزقوا إلا بضعفائكم "قال القاضى حسين والرويانى والرافعى وآخرون من أصحابنا ويستحب ان يذكر كل واحد من القوم فى نفسه ما فعله من الطاعة الجليلة ويتشفع به ويتوسل واستدلوا بحديث ابن عمر فى الصحيحين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم "فى قصة أصحاب الغار الثلاثة الذين أووا إلى غارفا طبقت عليهم صخرة فتوسل كل واحد بصالح عمله فازال الله عنهم بسؤال كل واحد ثلثا من الصخرة وخرجوا يمشون "(المجموع شرح المهذب ج٥ص ٧٠، ٧١)

ويستحب أن يستسقى الإمام بمن ظهر صلاحه لأن عمر استسقى بالعباس عم رسول الله صلى الله عليه وسلم واستسقى معاوية والضحاک بيزيد بن الأسود الجرشى وروى أن معاوية أمر يزيد بن الأسود فصعد المنبر فقعد عند رجليه فقال معاوية اللهم إنا نستشفع إليک بخيرنا وأفضلنا اللهم إنا نستشفع إليک بيزيد بن الأسود الجرشى يا يزيد إرفع يديک إلى الله فرفع يديه ورفع الناس أيديهم فما كان بأوشک من أن ثارت سحابة فى الغرب كأنها ترس وهب لها ريح فسقوا حتى كاد الناس أن لا يبلغوا منازلهم (الكافى فى فقه ابن حنبل لابن قدامة ،فصل ويخرج الشيوخ الخ)

[1] حديث نمبر ٣٨٧٩، كتاب الدعاء،باب ما يدعو به الرجل إذا رأى السحاب والمطر.

یعنی ''اے اللہ نفع دینے والی بارش برسا'' (ابنِ ماجة) [1]

مسئلہ ۲۱:...... جب بادل گرجنے کی آواز سنائی دے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آسمانی بجلی کی زد سے حفاظت فرماتے ہیں:

سُبُحَانَ الَّذِیُ یُسَبِّحُ الرَّعُدُ بِحَمُدِہٖ وَالُمَلَائِکَةُ مِنُ خِیُفَتِہٖ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات کہ گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتی ہے، اور فرشتے اس کے خوف سے (تسبیح پڑھتے ہیں) (مؤطا امام مالک، مصنف ابنِ ابی شیبة، سنن بیہقی)

مسئلہ ۲۲:...... جب بارش بہت زیادہ ہونے لگے اور اس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو یہ دعا پڑھنی سنت ہے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیُنَا وَلَا عَلَیُنَا اللّٰھُمَّ عَلَی الُآکَامِ وَالُجِبَالِ وَالُآجَامِ وَالظِّرَابِ وَالُأَوُدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آس پاس اس کو برسا، اور ہم پر نہ برسا، اے اللہ! چھوٹے ٹیلوں اور پہاڑوں اور درمیانے ٹیلوں اور وادیوں (پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان پانی گزرنے والے نالوں) اور درخت پیدا ہونے کی جگہوں پر برسا (بخاری)

---

[1] حدیث نمبر ۳۸۷۹، کتاب الدعاء، باب ما یدعو به الرجل إذا رأى السحاب والمطر.

Idara Ghufran

استسقاء کا پہلا خطبہ

استسقاء کی نماز کے بعد دو خطبے پڑھنا سنت ہے، ہم بطورِ نمونہ استسقاء کے دو خطبے تحریر کرتے ہیں، جن کو دیکھ کر بھی پڑھا جاسکتا ہے، اور زبانی پڑھا جائے، تو اور بہتر ہے۔

اس کے علاوہ بھی اہلِ علم نے خطبے تحریر فرمائے ہیں، ان کو بھی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ .اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ (۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲) قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (۳) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ : هُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ. اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۴) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ. يَكَادُ سَنَابَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ (۵)

---

(۱) صحیح ابن حبان ، حدیث نمبر ۹۹۱، باب ذکر ما یدعو المرء به عند وجود الجدب بالمسلمین.

(۲) بخاری عن کعب بن عجرہ ، حدیث نمبر ۳۱۱۹، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالی واتخذ الله إبراهیم خلیلا)

(۳) سورة الانبیاء آیت ۳۰.

(۴) سورة النحل آیت ۱۰، ۱۱.

(۵) سورة النور آیت ۴۳.

www.idaraghufran.org

وَقَالَ تَعَالٰی : وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ. فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰی بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَمْشِيْ عَلٰی رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ. يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ. اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : وَهُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ. وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا (۲) وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَاهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۳) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثُ (۴) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (۵) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلٰٓى أَجَلٍ مُسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (۶) وَقَالَ تَعَالٰی: اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ. اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا. (۷) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَمَاكَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۸) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ، وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ ، وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ (۹)

---

(۱) سورۃ النور آیت ۴۵.
(۲) سورۃ الفرقان آیت ۴۸، ۴۹.
(۳) سورۃ الروم آیت ۴۸.
(۴) سورۃ لقمان آیت ۳۴.
(۵) سورۃ المؤمن، آیت ۶۰.
(۶) سورۃ هود آیت ۳.
(۷) سورۃ نوح آیت ۱۰ تا ۱۲.
(۸) سورۃ الانفال آیت ۳۳.
(۹) السنن الکبریٰ للبیهقی ، حدیث نمبر ۳۲۶۸، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت.

Idara Ghufran

اَللّٰهُمَّ ضَاحَتْ بِلادُنَا وَأَغْبَرَتْ أَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُّنَا، اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ مِنْ أَمَاكِنِهَا، وَنَاشِرَ الرَّحْمَةِ مِنْ مَعَادِنِهَا بِالْغَيْثِ الْمُغِيْثِ، أَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ لِلْأَنَامِ، فَنَسْتَغْفِرُكَ لِلْجُمَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا، وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ مِنْ عَظِيْمِ خَطَايَانَا .اَللّٰهُمَّ أَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا وَّاكِفًا مَغْزُوْرًا مِنْ تَحْتِ عَرْشِكَ، مِنْ حَيْثُ يَنْفَعُنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا، دَارِعًا رَائِعًا مُمَرِّعًا طَبَقًا غَدَقًا خَصَبًا، تَسْرَعُ لَنَا بِهِ النَّبَاتَ، وَتَكْثُرُ لَنَا بِهِ الْبَرَكَاتَ، وَتَقْبُلُ بِهِ الْخَيْرَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٌّ" اَللّٰهُمَّ فَلَا حَيَاةَ لِشَيْءٍ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا بِالْمَاءِ ، اَللّٰهُمَّ وَقَدْ قَنَطَ النَّاسُ، أَوْ مَنْ قَنَطَ مِنْهُمْ وَسَاءَ ظَنُّهُمْ وَهَامَتْ بَهَائِمُهُمْ وَعَجَّتْ عَجِيْجُ الثُّكْلٰى عَلٰى أَوْلَادِهَا، إِذْ حُبِسَتْ عَنَّا قَطْرُ السَّمَاءِ ، فَدَقَّ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا، وَذَهَبَ لَحْمُهَا، وَذَابَّ شَحْمُهَا، اَللّٰهُمَّ .اِرْحَمْ أَنِيْنَ الْآنَةِ وَحَنِيْنَ الْحَانِةِ وَمَنْ لَّا يَحْمِلُ رِزْقَهٗ غَيْرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِرْحَمْ مِنَ الْبَهَائِمِ الْحَائِمَةِ، وَالْأَنْعَامِ السَّائِمَةِ، وَالْأَطْفَالِ الصَّائِمَةِ، اَللّٰهُمَّ اِرْحَمِ الْمَشَايِخَ الرُّكَّعَ، وَالْأَطْفَالَ الرُّضَّعَ، وَالْبَهَائِمَ الرُّتَّعَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنَا قُوَّةً إِلٰى قُوَّتِنَا، وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِيْنَ، إِنَّكَ سَمِيْعٌ بِالدُّعَاءِ ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ(۱)

وَهُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ م بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ. وَهُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ(۲)

---

(۱)مختصر تاریخ دمشق لابن المنظور، تحت ترجمة سلام بن سلمة ويقال ابن سليم، وکنز العمال ج۸ص، ۴۳۶، حديث نمبر ۲۳۵۴۶، بحواله ابن عساکر وقال رجالهٗ ثقات.

(۲)سورة الشوریٰ آیت ۲۸.

استسقاء کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَامَنْ يَّهْدِى اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ،وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَايَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا.

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۱)اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ(۲)قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ. حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ. كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۳)وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ. اِنَّ الَّذِىْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى. اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴)وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ (۵)وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا.

---

(۱)(سورة الاحزاب آيت ۵۶)
(۲)فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۵۸.
(۳)سورة الاعراف آيت ۵۷.
(۴)سورة حم السجدة آيت ۳۹.
(۵)سورة هود آيت ۵۲.

www.idaraghufran.org

اِنَّـهٗ هُـوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ(۱)

قَـالَ الـنَّبِـيُّ ﷺ اَرْحَـمُ اُمَّتِـىْ بِـاُمَّتِـىْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِىْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَاَصْـدَقُهُـمْ حَيَآءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِىٌّ وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْـحَسَـنُ وَالْـحُسَيْـنُ سَيِّـدَاشَبَـابِ اَهْـلِ الْجَنَّةِ وَحَمْزَةُ اَسَدُ اللهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّاتُغَادِرُ ذَنْبًا، اَللهَ اَللهَ فِـىْ اَصْـحَـابِىْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضاً بَعْدِىْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَـنْ اَبْـغَـضَـهُـمْ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ وَخَيْرُ اُمَّتِىْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (خطبات الاحكام لجمعات العام)

اِنَّ الـلّٰـهَ يَاْمُرُبِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْـمُـنْـكَـرِ وَالْبَـغْـيِ. يَـعِـظُـكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِىْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ(۲)

فقط

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۸/ ذی الحجہ/۱۴۳۰ھ 16 / دسمبر/2009ء بروز بدھ

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

(۱)سورة الزمر آيت ۵۳، ۵۴.

(۲)سورة النحل آيت ۹۰

Idara Ghufran

﴿ ۵ ﴾

قنوتِ نازلہ کے احکام

قنوتِ نازلہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً عوام اور بعض اہلِ علم کی طرف سے مختلف سوالات سامنے آتے رہتے ہیں، اس لئے قنوتِ نازلہ کے متعلق پیش آنے والے اس قسم کے سوالوں کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱)......کیا قنوتِ نازلہ کا پڑھنا جائز ہے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں پہلا سوال یہ ہے کہ کیا فقہ حنفی میں قنوتِ نازلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ فقہ حنفی کی بعض عبارات سے اس کے ناجائز ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اس بارے میں تو شبہ نہیں کہ حضور ﷺ سے مخصوص مواقع پر قنوتِ نازلہ کا پڑھنا ثابت ہے، اور اکثر روایات میں فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کا ذکر ہے، جبکہ بعض روایات میں بعض دیگر نمازوں میں بھی پڑھنے کا ذکر ہے۔

لیکن فجر کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں کے بارے میں تو اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ ان نمازوں میں قنوتِ نازلہ کا حکم منسوخ ہو گیا تھا، لیکن کیا فجر کی نماز میں بھی قنوتِ نازلہ کا حکم منسوخ ہو گیا تھا؟ یا پھر حضور ﷺ نے فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوتِ نازلہ پڑھا تھا؟

اس بارے میں احادیث وروایات میں اختلاف پائے جانے کی وجہ سے اہلِ علم وفقہ کی آراء مختلف ہو گئیں، بعض اہلِ علم ہمیشہ فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ کے مسنون ہونے کے قائل ہوئے، جبکہ دیگر اہلِ علم وفقہ حضرات نے اس سے اختلاف کیا۔

فقہائے احناف بھی اسی کے قائل ہیں کہ فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوتِ نازلہ پڑھنا سنت نہیں، لیکن کیا بوقتِ ضرورت بھی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

تو فقہائے احناف کے نزدیک اس کے جائز ہونے میں شبہ نہیں، بلکہ ضرورت کے موقع پر اس کا

پڑھنا مستحب ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ رُوِیَ عَنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّہٗ قَنَتَ عِنْدَ مُحَارَبَۃِ الصَّحَابَۃِ مُسَیْلِمَۃَ وَعِنْدَ مُحَارَبَۃِ أَھْلِ الْکِتَابِ،وَکَذٰلِکَ قَنَتَ عُمَرُ وَکَذَا عَلِیٌّ فِیْ مُحَارَبَۃِ مُعَاوِیَۃَ ، وَمُعَاوِیَۃُ فِیْ مُحَارَبَتِہٖ ، إِلَّا أَنَّ ھَذَا یُنْشِیءُ لَنَا أَنَّ الْقُنُوْتَ لِلنَّازِلَۃِ مُسْتَمِرٌّ لَمْ یُنْسَخْ .

وَبِہٖ قَالَ جَمَاعَۃٌ مِنْ أَھْلِ الْحَدِیْثِ ، وَحَمَلُوْا عَلَیْہِ حَدِیْثَ أَبِیْ جَعْفَرَ عَنْ أَنَسٍ (مَا زَالَ یَقْنُتُ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا) أَیْ عِنْدَ النَّوَازِلِ ، وَمَا ذَکَرْنَا مِنْ أَخْبَارِ الْخُلَفَاءِ یُفِیْدُ تَقَرُّرَہٗ لِفِعْلِھِمْ ذٰلِکَ بَعْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَکَرْنَاہُ مِنْ حَدِیْثِ أَبِیْ مَالِکٍ وَأَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَأَنَسٍ وَبَاقِیْ أَخْبَارِ الصَّحَابَۃِ لَا یُعَارِضُہٗ ، بَلْ إِنَّمَا تُفِیْدُ نَفْیَ سُنِّیَّتِہٖ رَاتِبًا فِی الْفَجْرِ سِوَی حَدِیْثِ أَبِیْ حَمْزَۃَ حَیْثُ قَالَ :لَمْ یَقْنُتْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ ، وَکَذَا حَدِیْثُ أَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَیَجِبُ کَوْنُ بَقَاءِ الْقُنُوْتِ فِی النَّوَازِلِ مُجْتَھَدًا ، وَذٰلِکَ أَنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لَمْ یُؤْثَرْ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِہٖ أَنْ لَّا قُنُوْتَ فِیْ نَازِلَۃٍ بَعْدَ ھٰذِہٖ،بَلْ مُجَرَّدُ الْعَدَمِ بَعْدَھَا فَیَتَّجِہُ الْاِجْتِھَادُ بِأَنْ یُّظَنَّ أَنَّ ذٰلِکَ إِنَّمَا ھُوَ لِعَدَمِ وُقُوْعِ نَازِلَۃٍ بَعْدَھَا یَسْتَدْعِی الْقُنُوْتَ فَتَکُوْنُ شَرْعِیَّتُہٗ مُسْتَمِرَّۃً ، وَھُوَ مَحْمَلُ قُنُوْتِ مَنْ قَنَتَ مِنَ الصَّحَابَۃِ بَعْدَ وَفَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، وَبِأَنْ یُّظَنَّ رَفْعُ الشَّرْعِیَّۃِ نَظَرًا إِلٰی سَبَبِ تَرْکِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ أَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی(لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ) تَرَکَ ، وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ أَعْلَمُ(فتح القدیر، ج ۱ ص ۳۷۹، باب صلاۃ الوتر)

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے اور اہلِ کتاب سے صحابۂ کرام کا مقابلہ ہونے کے وقت قنوت

(نازلہ) پڑھا تھا، اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا، مگر اس سے ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ قنوتِ نازلہ کا حکم باقی ہے، منسوخ نہیں ہوا۔

اور محدثین کی جماعت بھی اسی کی قائل ہے، اور محدثین نے حضرت ابوجعفر کی حضرت انس سے روایت کردہ اس حدیث کو کہ حضور ﷺ دنیا سے رحلت فرمانے تک ہمیشہ قنوت (نازلہ) پڑھتے رہے نوازل (اور حادثات وآفات) پر محمول کیا ہے۔

اور ہم نے جو خلفائے راشدین کے واقعات ذکر کئے ان سے بھی قنوتِ نازلہ کے حکم کا باقی رہنا (اور منسوخ نہ ہونا) معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ان خلفائے راشدین نے قنوتِ نازلہ حضور ﷺ کے بعد پڑھا تھا (اگر یہ منسوخ ہو گیا ہوتا، تو پھر خلفائے راشدین کیوں پڑھتے) اور ہم نے جو حضرت ابو مالک اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بعض حدیثیں ذکر کی ہیں (جن میں حضور ﷺ کے ایک زمانہ میں پڑھ کر بعد میں چھوڑ دینے کا ذکر ہے) وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز میں ہمیشہ (قنوتِ نازلہ) پڑھنا سنت نہیں (اور ان سے ضرورت کے وقت پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی) سوائے ابوحمزہ اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ کی حدیث کے کہ جس میں انہوں نے یہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد قنوت (نازلہ) نہیں پڑھا، پس اس قنوت کا حادثات کے وقت باقی رہنا ایک غور وفکر طلب مسئلہ ہو گیا، اور اس حدیث نے یہ بات ثابت نہیں کی کہ اس کے بعد کسی حادثہ کے وقت میں قنوت نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ اس کے بعد قنوت نہیں پڑھا گیا، پس اجتہاد کا تقاضا یہ ہوا کہ یہ گمان کیا جائے کہ اس کے بعد (حضور ﷺ) کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا، جو قنوت کا تقاضا کرتا ہو، لہٰذا قنوتِ نازلہ کا (ضرورت کے وقت) مشروع ہونا باقی رہے گا، اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد

صحابۂ کرام نے بھی قنوت اسی وجہ سے پڑھا تھا۔

اور یا یہ گمان کیا جائے کہ قنوتِ نازلہ کی مشروعیت اس لئے ختم کردی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ مبارک نازل ہوا کہ:

لَيْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ آخر تک

''یعنی تمہیں کوئی دخل نہیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان (کافروں) پر یا تو متوجہ ہوجائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں'' تو رسول اللہ ﷺ نے قنوتِ نازلہ کو چھوڑ دیا تھا، اور اللہ سبحانہٗ سب سے زیادہ علم والے ہیں (ترجمہ ختم)

اور جب حضور ﷺ کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص حالات میں قنوتِ نازلہ کا پڑھنا ثابت ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ قنوتِ نازلہ کا مخصوص حالات میں پڑھنا منسوخ نہیں ہوا، بلکہ ہمیشہ پڑھتے رہنا اور اسی طرح فجر کے علاوہ دوسری نمازوں میں پڑھنا منسوخ ہوگیا تھا۔ [1]

اور شیخ شلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِنْ نَزَلَ بِالْمُسْلِمِيْنَ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَبِهٖ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَحْمَدُ قَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ جَعْفَرَ الطَّحَاوِيُّ إِنَّمَا لَا يُقْنَتُ عِنْدَنَا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ غَيْرِ بَلِيَّةٍ فَإِنْ وَقَعَتْ فِتْنَةٌ أَوْ بَلِيَّةٌ فَلَا بَأْسَ بِهٖ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهُ السَّيِّدُ الشَّرِيْفُ صَاحِبُ النَّافِعِ فِيْ

---

[1] چنانچہ اعلاء السنن میں ہے:

فان الاحاديث المرفوعة لاتفيد بقاء قنوت النوازل صراحة، بل صارامرا مجتهدا فيه، وذلک انه لم يؤثر عنه ﷺ انه قال: لاقنوت فى نازلة بعد هذه، بل مجرد العدم بعدها، فيتجه الاجتهاد بان يظن ان ذلک انما هو لرفع شرعيته ونسخه نظرا الى سبب تركه عليه الصلاة والسلام، وهو انه ترک لما نزل: ''ليس لک من الامر شئ'' او انه لعدم وقوع نازلة تستدعى القنوت بعدها فتكون شرعية مستمرة، ثم نظرنا الى افعال الصحابة فوجدناهم قنتوا بعد وفاته ﷺ فى الفجر، فترجح جانب شرعيته عند النازلة على نسخه مطلقا، ولكن لم يثبت عنهم ذلک الا فى الفجر فحسب، فعلمنا ان القنوت فيما سواها من الصلوات منسوخة مطلقا والا لقنتوا فيما سواها ايضاً(اعلاء السنن ج٦ص١١٧، احكام القنوت النازلة)

مَجْمُوعِہٖ (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، ج ا ص ۱۷۰، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: اگر مسلمانوں پر کوئی (نعوذ باللہ تعالیٰ) آفت نازل ہو، تو امام فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھے، اور حضرت سفیان ثوری اور امام احمد رحمہما اللہ کا یہی قول ہے، اور امام حافظ ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں بغیر کسی آفت وبلیہ کے قنوتِ نازلہ نہیں پڑھا جائے گا، اور اگر (نعوذ باللہ تعالیٰ) کوئی فتنہ یا آفت واقع ہو تو پھر قنوتِ نازلہ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ ﷺ نے (ایسے موقع پر) قنوتِ نازلہ پڑھا تھا، اس کو سید شریف صاحبِ نافع نے اپنے مجموعہ میں ذکر کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار میں بھی یہی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ فرماتے ہیں:

مطلب في القنوت للنازلة (قوله إلا لنازلة) قال في الصحاح :النازلة الشديدة من شدائد الدهر ، ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل أشباه .

(قوله فيقنت الإمام في الجهرية) يوافقه ما في البحر والشرنبلالية عن شرح النقاية عن الغاية :وإن نزل بالمسلمين نازلة قنت الإمام في صلاة الجهر .

وهو قول الثوري وأحمد اهـ وكذا ما في شرح الشيخ إسماعيل عن البنانية :إذا وقعت نازلة قنت الإمام في الصلاة الجهرية ، لكن في الأشباه عن الغاية :قنت في صلاة الفجر ، ويؤيده ما في شرح المنية حيث قال بعد كلام :فتكون شرعيته :أي شرعية القنوت في النوازل مستمرة ، وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته عليه الصلاة والسلام ، وهو مذهبنا وعليه .الجمهور .

وقال الحافظ أبو جعفر الطحاوي :إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية ، فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به ، فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم وأما القنوت في الصلوات كلها للنوازل فلم يقل به إلا الشافعي ، وكأنهم حملوا ما روي عنه عليه الصلاة والسلام (أنه قنت في الظهر والعشاء) كما في مسلم ، وأنه (قنت في المغرب) أيضا كما في البخاري على النسخ لعدم ورود المواظبة والتكرار الواردين في الفجر عنه عليه الصلاة والسلام اهـ وهو صريح في أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية .ومفاده أن قولهم بأن القنوت في الفجر منسوخ معناه نسخ عموم الحكم لا نسخ أصله كما نبه عليه نوح أفندي (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل،مطلب في القنوت للنازلة)

جس کے آخر میں علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ قُنُوتَ النَّازِلَةِ عِنْدَنَا مُخْتَصٌّ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ دُوْنَ غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ الْجَهْرِيَّةِ أَوِ السِّرِّيَّةِ. وَمُفَادُهُ أَنَّ قَوْلَهُمْ بِأَنَّ الْقُنُوتَ فِي الْفَجْرِ مَنْسُوْخٌ مَعْنَاهُ نَسْخُ عُمُوْمِ الْحُكْمِ لَا نَسْخُ أَصْلِهِ كَمَا نَبَّهَ عَلَيْهِ نُوْحٌ أَفَنْدِيْ

(ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة)

ترجمہ: قنوتِ نازلہ ہمارے نزدیک فجر کی نماز کے ساتھ خاص ہے، کسی دوسری جہری اور سری نماز میں نہیں ہے۔

اور مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے فقہاء نے جو یہ فرمایا کہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز میں منسوخ ہوگئی تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں (جبکہ ضرورت نہ ہو) اس کا حکم منسوخ ہوگیا تھا، یہ مطلب نہیں کہ اصل اور سرے سے ہی (جبکہ ضرورت بھی ہو) حکم منسوخ ہوگیا تھا، علامہ نوح آفندی نے اس کی وضاحت فرمائی ہے (ترجمہ ختم)

نیز علامہ شامی رحمہ اللہ نے البحر الرائق کی شرح میں بھی اس مسئلہ پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ وَقَدْ أَطَالَ الْمُحَقِّقُ إلَخْ) أَقُولُ: ذَكَرَ الشَّيْخُ إبْرَاهِيمُ الْحَلَبِيُّ جُمْلَةً مِمَّا فِي الْفَتْحِ إلَى أَنْ قَالَ إنَّ جَمِيعَ مَا وَرَدَ مِنْ قُنُوتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُنُوتِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَغَيْرِهِمْ مِمَّا اُخْتُلِفَ فِيهِ إنَّمَا هُوَ قُنُوتُ النَّوَازِلِ فَإِنَّهُ مَحَلُّ الِاجْتِهَادِ لِأَنَّ حَدِيثَ أَنَسٍ (أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا) وَنَحْوُهُ مِمَّا عَنْ الصَّحَابَةِ يُثْبِتُهُ فَإِنَّهُ رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ قَنَتَ عِنْدَ مُحَارَبَةِ مُسَيْلِمَةَ وَكَذَلِكَ قَنَتَ عُمَرُ وَكَذَا عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ عِنْدَ تَحَارُبِهِمَا وَحَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ وَنَحْوِهِ (أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ لَمْ يَقْنُتْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ) يَنْفِيهِ فَوَجَبَ كَوْنُ بَقَاءِ الْقُنُوتِ فِي النَّوَازِلِ أَمْرًا مُجْتَهَدًا فِيهِ وَذَلِكَ أَنَّهُ لَمْ يُؤْثَرْ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ لَا قُنُوتَ فِي نَازِلَةٍ بَعْدَ هَذِهِ بَلْ مُجَرَّدُ الْعَدَمِ بَعْدَهَا فَيُتَّجَهُ الِاجْتِهَادُ بِأَنْ يُظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ إنَّمَا هُوَ لِرَفْعِ شَرْعِيَّتِهِ وَنَسْخِهِ نَظَرًا إلَى سَبَبِ تَرْكِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَنَّهُ لَمَّا أُنْزِلَ (لَيْسَ لَك مِنْ الْأَمْرِ شَيْءٌ) وَأَنَّهُ لِعَدَمِ وُقُوعِ نَازِلَةٍ تَسْتَدْعِي الْقُنُوتَ بَعْدَهَا فَتَكُونُ شَرْعِيَّتُهُ مُسْتَمِرَّةً وَهُوَ مَحْمَلُ قُنُوتِ مَنْ قَنَتَ مِنْ الصَّحَابَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَعَلَيْهِ الْجُمْهُورُ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيُّ إنَّمَا لَا يَقْنُتُ عِنْدَنَا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ غَيْرِ بَلِيَّةٍ فَإِذَا وَقَعَتْ فِتْنَةٌ أَوْ بَلِيَّةٌ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَـلا يَكُوْنُ بِالنِّسْبَةِ إِلَى النَّازِلَةِ مَنْسُوْخًا بَلْ مُسْتَمِرًّا. وَبِهِ قَالَ جَمَاعَةٌ مِّنْ أَهْـلِ الْحَدِيْثِ، إِذْ لَيْسَ فِي الْأَخْبَارِ مَا يُعَارِضُهُ (شرح النقاية، فصل فى الوتر والنوافل)

ترجمہ: قنوت کا حکم، نازلہ کے وقت (یعنی خوف ودہشت کے وقت) منسوخ نہیں ہوا، بلکہ باقی ہے، اور محدثین کی جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس لئے کہ احادیث میں کوئی ایسی بات نہیں، جو اس کے خلاف ہو (ترجمہ ختم)

اور علامہ عبدالحیی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَذَهَـبَ نَـفَـرٌ مِّـنَ الْأَئِـمَّةِ مِـنْهُـمْ إِبْرَاهِيْمُ وَالثَّوْرِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَصْـحَـابُهُ إِلٰى أَنْ لَّا قُنُوْتَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَات إِلَّا فِي الْوِتْرِ وَإِلَّا فِيْ نَـازِلَةٍ فَإِنَّهُ حِيْنَئِذٍ يَشْرَعُ الْقُنُوْتُ فِي الْفَجْرِ (التعليق المُمَجَّد علىٰ موطّأ الإمام محمد، صفحه ۱۴۵، باب القنوت فى الفجر)

ترجمہ: ائمۂ کرام کی ایک جماعت جن میں حضرت ابراہیم اور ایک روایت کے مطابق سفیان ثوری، اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک کسی نماز میں قنوت نہیں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَلا بَـأْسَ بِـهِ فَـعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْقُنُوتُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا عِـنْدَ النَّوَازِلِ فَلَمْ يَقُلْ بِهِ إِلَّا الشَّافِعِيُّ وَكَأَنَّهُمْ حَمَلُوا مَا رُوِيَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَنَتَ فِي الـظُّهْـرِ وَالْعِشَاءِ عَلَى مَا فِي مُسْلِمٍ وَأَنَّهُ قَنَتَ فِي الْمَغْرِبِ أَيْضًا عَلَى مَا فِي الْبُخَارِيِّ عَلَى النَّسْخِ لِعَدَمِ وُرُودِ الْمُوَاظَبَةِ وَالتَّكْرَارِ الْوَارِدَيْنِ فِي الْفَجْرِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اهـ . وَمُـقْتَـضَى هَذَا أَنَّ الْقُنُوتَ لِنَازِلَةٍ خَاصٌّ بِالْفَجْرِ وَيُخَالِفُهُ مَا ذَكَرَهُ الْمُؤَلِّفُ مُعَزِّيًا إِلَى الْغَايَةِ مِـنْ قَـوْلِـهِ فِـي صَلَاةِ الْجَهْرِ وَلَعَلَّهُ مُحَرَّفٌ عَنْ الْفَجْرِ وَقَدْ وَجَدْته بِهَذَا اللَّفْظِ فِي حَوَاشِي مِسْـكِينٍ وَكَذَا فِي الْأَشْبَاهِ وَكَذَا فِي شَرْحِ الشَّيْخِ إسْمَاعِيلَ لَكِنَّهُ عَزَاهُ إلَى غَايَةِ الْبَيَانِ وَلَمْ أَجِـدْ الْـمَسْـأَلَةَ فِيهَـا فَـلَعَلَّهُ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ غَايَةُ السُّرُوجِيِّ بِغَايَةِ الْبَيَانِ لَكِنْ نَقَلَ عَنْ الْبِنَايَةِ مَا نَـصُّـهُ إذَا وَقَـعَـتْ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ لَا يَقْنُتُ عِنْدَنَا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي غَيْرِ بَلِيَّةٍ أَمَّا إذَا وَقَعَتْ فَلَا بَأْسَ بِهِ اهـ .وَلَعَلَّ فِي الْمَسْأَلَةِ قَوْلَيْنِ فَلْيُرَاجَعْ (منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق، ج۲ ص۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ہے، سوائے وتر کے، اور سوائے کسی آفت کے وقت کے، کہ اس وقت فجر میں قنوت شریعت سے ثابت ہے (ترجمہ ختم)

اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ فِیْ عَامَّةِ کُتُبِنَا أَنَّ قُنُوْتَ النَّازِلَةِ فِی الْفَجْرِ فَقَطْ ......(وَبَعْدَ اَسْطُرٍ) وَنَقُوْلُ :إِنَّهَا فِی النَّازِلَةِ لَا فِیْ تَمَامِ السَّنَةِ (العرف الشذی شرح سنن الترمذی،باب ما جاء فی القنوت فی صلاة الفجر)

ترجمہ: اور ہماری عام کتابوں میں قنوتِ نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے......(اور چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں) اور ہم کہتے ہیں کہ قنوتِ نازلہ صرف حادثات وبلیات کے وقت ہے، پورے سال نہیں ہے (ترجمہ ختم)

اور اعلاء السنن میں ہے کہ:

وَوَفَّقَ شَیْخُنَا بَیْنَ رِوَایَةِ الطَّحَاوِیِّ عَنْ اَئِمَّتِنَا اَوَّلًا وَبَیْنَ مَاحَکٰی عَنْهُ شَارِحُ الْمُنِیَّةِ ،ثَانِیًا : بِاَنَّ الْقُنُوْتَ فِی الْفَجْرِ لَایَشْرَعُ لِمُطْلَقِ الْحَرْبِ عِنْدَنَا، وَاِنَّمَا یَشْرَعُ لِبَلِیَّةٍ شَدِیْدَةٍ تَبْلُغُ بِهَا الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ، وَلَوْلَاذٰلِکَ لَلَزِمَ الصَّحَابَةَ الْقَائِلِیْنَ بِالْقُنُوْتِ لِلنَّازِلَةِ اَنْ یَّقْنُتُوْا اَبَدًا، وَلَایَتْرُکُهُ یَوْمًا لِعَدمِ خُلُوِّالْمُسْلِمِیْنَ عَنْ نَازِلَةٍ مَّا غَالِبًا لَاسَیِّمَا فِیْ زَمَنِ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ اھ۔

قُلْتُ: وَهٰذَاهُوَالَّذِیْ یَحْصُلُ بِهِ الْجَمْعُ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الْمُخْتَلَفَةِ فِی الْبَابِ ، وَاَمَّا دَعْوَی نَسْخِ الْقُنُوْتِ فِی الْفَجْرِ مُطْلَقًا، فَتَرُدُّهَا آثَارُ الصَّحَابَةِ وَقُنُوْتُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْیَانًا (اعلاء السنن ج٦ ص،١١٤،١١٥، احکام القنوت النازلة)

ترجمہ: اور ہمارے شیخ (حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) نے امام طحاوی کی ہمارے ائمہ سے پہلی روایت میں اور اس روایت میں جس کو شارح منیۃ نے دوسری

مرتبہ ذکر کیا ہے، اس طرح موافقت فرمائی (اور ظاہری تعارض کو ختم فرمایا) ہے کہ ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ ہر جنگ کے وقت شریعت سے ثابت نہیں، بلکہ اس وقت شریعت سے ثابت ہے، جبکہ شدید آفت ہو، جس سے لوگوں کے دل حلق تک پہنچ جائیں، واللہ اعلم۔

اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو صحابۂ کرام قنوتِ نازلہ کے قائل تھے، وہ ہمیشہ قنوتِ نازلہ پڑھتے، اور کبھی ایک دن بھی اس کو نہ چھوڑتے، کیونکہ مسلمان تو کسی نازلہ (وحادثہ) سے اکثر خالی نہیں رہے، خاص طور سے خلفائے راشدین کے زمانہ میں۔

میں کہتا ہوں کہ اس تفصیل سے قنوتِ نازلہ کے بارے میں مختلف احادیث کے درمیان جمع واتفاق ہو جاتا ہے (اور کوئی ٹکراؤ نہیں رہتا) اور رہا قنوتِ نازلہ کے فجر کی نماز میں مطلقاً منسوخ ہونے کا دعویٰ تو صحابۂ کرام کے آثار اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کبھی کبھی قنوتِ نازلہ پڑھنا اس دعوے کی تردید کرتا ہے (ترجمہ ختم) [1]

---

[1] اعلاء السنن کی مذکورہ عبارت سے شرح معانی الآثار کی بظاہر دو متعارض عبارتوں کا جواب بھی معلوم ہو گیا۔

چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ :أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَعْقِلٍ، يَقُولُ " :صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْمَغْرِبَ فَقَنَتَ وَدَعَا "فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الْمَغْرِبَ لَا يُقْنَتُ فِيهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ حَرْبٌ ,وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ قَنَتَ فِيهَا مِنْ أَجْلِ الْحَرْبِ ,فَقُنُوتُهُ فِي الْفَجْرِ أَيْضًا عِنْدَنَا كَذَلِكَ(شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۱۴۹۸ باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ ,فِي حَالِ حَرْبٍ وَلَا غَيْرِهِ ,قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذَلِكَ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى(شرح معانی الآثار، ،باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا)

بظاہر پہلی عبارت میں ''عندالحرب'' قنوت فی الفجر کا جواز اور دوسری عبارت میں ''عندالحرب'' بھی عدمِ جواز ذکر کیا گیا ہے۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ ہر حرب کے وقت مشروع نہیں، بلکہ نازلہ کے وقت مشروع ہے، خواہ وہ حرب کی حالت ہو، یا غیر حرب کی حالت، پہلی عبارت میں ''عندالحرب'' سے ضرورت کے وقت کا اثبات اور دوسری عبارت میں ''عند الحرب وغیرالحرب'' سے عدمِ ضرورت کے وقت کی نفی مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فقہ حنفی کے مطابق جب کوئی غیر معمولی نازلہ وحادثہ ایسا پیش آئے، جس کی وجہ سے قنوتِ نازلہ کی ضرورت ہو، تو فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھنا جائز ہے۔

(۲)......قنوتِ نازلہ کا نام قنوتِ نازلہ کیوں رکھا گیا؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کا نام قنوتِ نازلہ کیوں رکھا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت کے عربی میں کئی معنیٰ آتے ہیں، جن میں سے ایک معنیٰ ''دعا'' کے ہیں، اور یہاں دعا کے معنیٰ ہی مراد ہیں۔ [۱]

اور نازلہ کے معنیٰ شدید مصائب کے آتے ہیں، اور قنوتِ نازلہ ایسے ہی حالات میں پڑھنے کا حکم ہے۔ [۲]

پس قنوتِ نازلہ کے معنیٰ ہوئے ''شدید مصائب وحالات کے وقت کی مخصوص دعا''

اور کیونکہ قنوتِ نازلہ میں ایسے ہی حالات میں مخصوص دعا کی جاتی ہے، اس لئے اس کا نام قنوتِ نازلہ رکھا گیا۔ [۳]

---

[۱] فی النهاية القنوت يرد لمعان كالطاعة والخشوع والصلاة والدعاء والعبادة والقيام والسكوت فينصرف لفظ الحديث إلى ما يحتمل(مرقاة، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

والأظهر أن المراد بالقنوت هنا الدعاء وهو أحد معانى القنوت كما فى النهاية وغيره وكذا نقل الأبهرى عن زين العرب(مرقاة، كتاب الصلاة، باب القنوت)

[۲] النازِلَة :الشديدةُ من نَوازِلِ الدهرِ أى شدائِدِها وفى المُحْكَم :النازِلَة :الشّدَّةُ من شدائدِ الدهرِ تَنْزِلُ بالناس نسألُ اللهَ العافيَةَ وقد نَزَلَ به مَكْرُوهٌ (تاج العروس، تحت مادة "نزل")

النّازِلَةُ :الشَّدِيْدَةُ من شَدَائِدِ الدهْرِ تَنْزِلُ بالنَّازِلِ، والجميعُ النوَازِلُ .ونَزَلَ الراكِبُ عن دابتِه، والرجُلُ من عُلُوٍ إلى سُفُلٍ .والنَّزْلَةُ :المَرةُ الواحِدَةُ .ونَزَّلْتُ الشَيْءَ تَنْزِيْلاً .والنُزُلُ :ما يُهَيأ للضيُفِ إذا نَزَلَ .ورَيْعُ ما يُزْرَعُ .وأرْض نَزُلَةٌ :كثيرةُ النُّزُلِ .وهى البَعِيْدَةُ أيضاً، وسَحَابٌ نَزِل .(المحيط فى اللغة ، تحت مادة "نزل")

[۳] (قوله إلا لنازلة) قال فى الصحاح :النازلة الشديدة من شدائد الدهر ، ولا شک أن الطاعون من أشد النوازل أشباه (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة)

قال ابن الملک وهذا يدل على أن القنوت فى الفرض ليس فى جميع الأوقات بل إذا نزلت بالمسلمين من قحط وغلبة عدو وغير ذلک(مرقاة، كتاب الصلاة، باب القنوت)

اذا نزلت نازلة كعدو أو قحط أو وباء أو عطش أو ضرر ظاهر فى المسلمين ونحو ذلک(مرقاة، كتاب الصلاة، باب القنوت)

(۳)......قنوتِ نازلہ کب اور کون سی نماز میں پڑھی جاتی ہے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں تیسرا سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ کس وقت اور کونسی نماز میں پڑھی جاتی ہے، اور کیا قنوتِ نازلہ پورے سال ہمیشہ پڑھنی چاہئے یا مخصوص اوقات میں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک قنوتِ نازلہ ہمیشہ اور بارہ مہینے نہیں پڑھی جاتی، بلکہ مخصوص حالات میں پڑھی جاتی ہے، جبکہ مسلمانوں پر کوئی غیر معمولی آفت ومصیبت آ پڑے، مثلاً دشمنوں کی طرف سے چڑھائی ہوجائے، یا مسلمانوں کو قید کرلیا جائے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی جان اور مال کو خطرات لاحق ہوجائیں، یا مسلمانوں میں باہمی اختلاف ونزاع طول پکڑ جائے، یا کوئی قحط وغیرہ آ پڑے، یا کوئی وبا پھوٹ پڑے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

اور حنفیہ کے نزدیک قنوتِ نازلہ صرف فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ (نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جب فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھایا تو یہ دعا کی کہ اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور حضرات کو نجات عطا فرمایئے، اور اے اللہ! اپنی پکڑ کو مضر قبیلہ پر سخت کردیجئے، اور ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے (زمانہ کے) قحط کی طرح قحط میں مبتلا کردیجئے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں مستضعفینِ مکہ کے بجائے مستضعفینِ مومنین کا ذکر ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

---

[1] حديث نمبر ۱۰۷۲، باب القنوت فى صلاة الصبح، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۷۲۶۰، ابنِ ماجة حديث نمبر ۱۲۳۴، السنن الكبرى للنسائى حديث نمبر ۶۲۰، تهذيب الآثار للطبرى حديث نمبر ۲۶۰۱.

اسنادهٗ صحيح علىٰ شرط الصحيحين (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (بخاری) [1]

ترجمہ: اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرمایئے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز میں مخصوص مسلمانوں کی حفاظت کی دعا اور ظالم کافروں کی ہلاکت کی بددعا فرمائی تھی۔

اس حدیث میں قنوتِ نازلہ کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کہنے کا ذکر نہیں۔

اور بعض روایات کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوْا (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی مگر ان حضرات کے لئے دعا نہیں فرمائی، تو میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا، کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ (بحفاظت واپس) آ چکے ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب وہ حضرات (ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ) واپس آ گئے، جن کی حفاظت ونجات کے لئے آپ ﷺ دعا فرما رہے تھے، تو پھر آپ نے ان کے لئے نماز میں دعا نہیں فرمائی، کیونکہ ان کے لئے دعا کی ضرورت ختم ہو چکی تھی۔ [3]

اور بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۲۷۱۵، کتاب الجهاد والسير، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة.

[2] حديث نمبر ۱۴۴۴، كتاب الوتر، باب القنوت فى الصلوات، سنن البيهقى حديث نمبر ۳۲۲۵، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۱۹۸۶، باب ذكر الخبر الدال على أن الحادثة إذا زالت لا يجب على المرء القنوت حينئذ، صحيح مسلم حديث نمبر ۲۹۵، صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ۶۲۱، مستخرج ابى عوانة حديث نمبر ۲۱۸۰.

قلت: اسنادهٗ صحيح على شرط البخارى (صحيح ابى داؤد للالبانى، حواله بالا)

[3] وما تراهم قد قدموا اى كان ذلك الدعاء لهم لاجل تخلصهم من ايدى الكفرة وقد نجوا منهم وجاء وا الى المدينة فمابقى حاجة الى الدعاء لهم بذلك (بذل المجهود فى حل ابى داؤد، ج۲ ص۳۳۵، باب القنوت فى الصلوات)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) الْآيَةَ (بخاری، حدیث نمبر ۴۱۹۴ کتاب تفسیر القرآن، باب لیس لک من الأمر شیء)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی کے لئے دعا یا بددعا فرمانا چاہتے، تو رکوع کے بعد قنوت پڑھا کرتے تھے، پس بعض اوقات جب ''سمع اللہ لمن حمدہ، اللھم ربنا لک الحمد'' کہتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرمایئے، اور اے اللہ! اپنی پکڑ کو مضر قبیلہ پر سخت کر دیجئے، اور ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے (زمانہ کے) قحط کی طرح قحط میں مبتلا کر دیجئے۔

یہ دعا بلند آواز سے کیا کرتے تھے، اور کسی دن فجر کی نماز میں یہ بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! عرب کے محلّہ کے فلاں فلاں پر لعنت نازل فرمایئے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ آخر تک

یعنی تمہیں کوئی دخل نہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مخصوص موقع پر نماز میں مخصوص مسلمانوں کی حفاظت کے لئے دعا اور کفار کے خلاف بددعا فرمائی تھی، مگر بعد میں جب آپ کو بددعا فرمانے سے منع کر دیا گیا، تو آپ نے بددعا کو ترک فرما دیا، اور ممکن ہے کہ یہ منع کرنا اس وجہ سے ہو کہ اس وقت وہ نازلہ

www.idaraghufran.org

ختم ہوگیا تھا۔ ۱؎

پس اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ حضور ﷺ نے مخصوص نوازل (آفات وحادثات) کے وقت ہی فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی ہے۔ ۲؎

مضر ایک بڑے قبیلہ کا نام تھا، جس کی مختلف شاخیں تھیں۔ ۳؎

مکہ کے مشرکین نے بعض صحابہ کو مکہ میں قید کرلیا تھا، جس کی وجہ سے ان کی جان کو خطرہ تھا، اس لئے آپ ﷺ نے ان کی نجات کے لئے اور ظالم کافروں پر عذاب کے لئے دعا فرمائی تھی۔ ۴؎

۱؎ اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَالَ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا يَدْعُو عَلَى أُنَاسٍ مِنْ الْمُنَافِقِينَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَيْسَ لَكَ مِنْ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ)(نسائی، حديث نمبر ۱۰۷۷، بَاب لَعْنِ الْمُنَافِقِينَ فِي الْقُنُوتِ)

۲؎ قلت دلالته على كون القنوت مختصا بالنوازل وعروض عارض من الدعاء لقوم او الدعاء على قوم ظاهرة (اعلاء السنن ج۶ص ۹۹، اخفاء القنوت فى الوتر والفاظه وحكم القنوت فى الفجر)

۳؎ ومضر بضم الميم وفتح الضاد المعجمة ابن نزار بن معد بن عدنان وهو شعب عظيم فيه قبائل كثيرة كقريش وهذيل وأسد وتميم وضبة ومزينة والضباب وغيرهم ومضر شعب رسول الله واشتقاقه من اللبن المضير وهو الحامض(عمدة القارى، كتاب الاذان، باب يهوى بالتكبير حين يسجد)

۴؎ اللهم أنج أمره من الانجاء أى خلص الوليد بن الوليد هو أخو خالد أسر يوم بدر كافرا فلما فدى أسلم فقيل له هلا أسلمت قبل أن تفتدى فقال كرهت أن يظن بى أنى إنما أسلمت جزعا فحبس بمكة ثم أفلت من أسرهم بدعائه عليه الصلاة والسلام ولحق بالنبى وسلمة بن هشام بفتح اللام وهو أخو أبى جهل أسلم قديما وعذب فى الله ومنع من الهجرة إلى المدينة وعياش بفتح العين المهملة وتشديد التحتية ابن أبى ربيعة وهو أخو أبى جهل لأمه أسلم قديما فأوثقه أبو جهل بمكة وهؤلاء الثلاثة جدهم المغيرة وهم أسباط كل واحد ابن عم الآخر دعا لهم بالنجاة من أسر كفار مكة وقهرهم اللهم اشدد وطأتك بفتح الواو وسكون الطاء أى شدتك وعقوبتك على مضر أى كفارهم قال الطيبى الوطء فى الأصل الدوس بالقدم فسمى به الغزو والقتل لأن من يطأ على الشىء برجله فقد استقصى فى إهلاكه وإماتته والمعنى خذهم أخذا شديدا واجعلها أى وطأتك سنين جمع سنة وهو القحط أى اجعل عذابك عليهم بأن تسلط عليهم قحطا عظيما سبع سنين أو أكثر كسنى يوسف أى كسنى أيام يوسف عليه الصلاة والسلام من القحط العام فى سبعة أعوام قال الطيبى الضمير فى واجعلها أما للوطأة وأما للأيام التى يستمرون فيها على كفرهم وإن لم يجر لها ذكر لما يدل عليه المفعول الثانى الذى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور حضرت خالد بن ابی عمران سے مرسلاً روایت ہے کہ:

بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ عَلٰى مُضَرَ إِذْ جَاءَهٗ جِبْرِيْلُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ ، فَسَكَتَ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا ، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً ، وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ ، ثُمَّ عَلَّمَهٗ هٰذَا الْقُنُوْتَ :اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ، وَنُؤْمِنُ بِكَ ، وَنَخْضَعُ لَكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّكْفُرُكَ ،اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ(سنن البيهقى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مضر قبیلہ کے خلاف بددعا فرمارہے تھے کہ اچانک جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور نبی ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہوجائیں، تو نبی ﷺ خاموش ہوگئے، پھر حضرت جبریل نے کہا کہ اے محمد! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ آپ کو رحمت کا ذریعہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اور آپ کو عذاب کا ذریعہ بنا کر مبعوث نہیں فرمایا، تمہیں کوئی دخل نہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہوجائیں، یا ان کو کوئی سزا دیں، پس بے شک یہ لوگ ظالم ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ هو سنين جمع سنة بمعنى القحط وهى من الأسماء الغالبة كالنجم للثريا وسنى يوسف هى السبع الشداد التى أصابهم فيها القحط يجهر بذلك أى بالدعاء المذكور قال الخطابى فيه دليل على جواز القنوت فى غير الوتر قلت لكن يقيد بما إذا نزلت نازلة وحينئذ لا خلاف فيه قال وعلى أن الدعاء لقوم بأسمائهم لا يقطع الصلاة وإن الدعاء على الكفار والظلمة لا يفسدها (مرقاة، كتاب الصلاة، باب القنوت)

[1] حديث نمبر ٣٢٦٧،باب دُعَاءِ الْقُنُوتِ،الدعوات الكبير للبيهقى حديث نمبر ٣٦٣،مراسيل ابى داؤد حديث نمبر ٨٦.مرسل ورجالهٗ موثقون(روضة المحدثين ،تحت حديث رقم ٥٢٩٣)
وفيه عبدالقاهر ذكره ابن حبان فى الثقات كمافى التهذيب (٦ :٣٦٨)وخالد بن ابى عمران من الطبقة الصغرىٰ من التابعين ، فالامر مرسل ، وقال الحازمى فى الاعتبار (ص-٩٠)اخرجه ابوداؤد فى المراسيل ، وهو حسن فى المتابعات اهـ(متن اعلاء السنن ج٦ ص١٠٧ ، اخفاء القنوت فى الوتر والفاظه وحكم القنوت فى الفجر)

پھر حضرت جبریل نے حضور ﷺ کو یہ قنوت (جو کہ آج کل عام طور پر وتروں میں پڑھا جاتا ہے) سکھلایا:

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ ، وَنُؤْمِنُ بِکَ ، وَنَخْضَعُ لَکَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ يَّکْفُرُکَ ،اَللّٰھُمَّ إِيَّاکَ نَعْبُدُ ، وَلَکَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ ، نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخَافُ عَذَابَکَ الْجِدَّ ، إِنَّ عَذَابَکَ بِالْکَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ.

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتے ہیں، اور آپ پر ایمان لاتے ہیں، اور آپ کی تابعداری اختیار کرتے ہیں، اور جو آپ کا انکار کرے، ہم اس سے الگ ہوتے اور اس کو چھوڑتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کی طرف سعی کرتے اور جلدی کرتے ہیں، اور آپ کی رحمت کی امید کرتے ہیں، اور آپ کے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ آپ ﷺ قبیلۂ مضر کے خلاف یہ جو دعا فرما رہے تھے، یہ اس وقت کی بات ہو، جبکہ وہ نازلہ ختم ہو گیا ہو، اس لئے آپ کو منع کیا گیا، اور آئندہ ہمیشہ کے لیے دعائے قنوت کو وتروں کے لیے مقرر کیا گیا، کیونکہ قنوتِ نازلہ کا حکم عام حالات میں نہیں ہے، بلکہ مخصوص حالات میں ہے، اور وتروں میں دعائے قنوت ہمیشہ کے لیے ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور بخاری شریف ہی کی ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِکَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا کُنَّا نَقْنُتُ.قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّکُوْعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ؟ قَالَ :لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ(صحیح بخاری) [1]

[1] حديث نمبر ۴۰۸۸،کتاب المغازی ، بَاب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ.

ترجمہ: نبی ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف فجر کی نماز میں ایک مہینہ تک بددعا فرمائی اور یہ قنوت کی ابتداء تھی اور ہم یہ قنوت نہیں پڑھتے۔

عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا دعائے قنوت کے بارے میں کہ کیا وہ رکوع کے بعد ہے یا قرائت سے فارغ ہونے کے وقت ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد نہیں بلکہ قراءت سے فارغ ہونے کے وقت ہے (ترجمہ ختم) [1]

حضرت ابومجلز رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں قبیلۂ رِعل اور ذکوان کے خلاف دعا کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے کہ قبیلۂ بنوعصیۃ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (ترجمہ ختم)

اور حضرت قتادۃ رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ (بخاری) [3]

ترجمہ: اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں عرب کے قبیلوں میں سے بعض قبیلوں پر مثلاً رعل اور ذکوان اور عصیۃ اور بنی

---

[1] قوله وذلك بدء القنوت أي ابتداء القنوت في الصلاة وقد تقدم الكلام فيه في الصلاة قوله وما كنا نقنت أي قبل ذلك (عمدة القاري، كتاب المغازي، بَاب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ)

[2] حديث نمبر ۱۵۷۹، كتاب المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة.

[3] حديث نمبر ۳۷۸۱، كتاب المغازي، بَاب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ الخ.

Idara Ghufran

لحیان پر بددعا فرماتے تھے(ترجمہ ختم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ(مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) عرب کے قبیلوں میں سے بعض قبیلوں پر پڑھی، جس میں ان کے خلاف دعا فرمائی، پھراس کوچھوڑ دیا تھا(ترجمہ ختم)

اورچھوڑنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ نازلہ وحادثہ ختم ہوگیا تھا۔ [2]

انس بن سیرین اورقتادہ رحمہما اللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ(ابوداؤد) [3]

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، پھر چھوڑ دیا تھا(ترجمہ ختم)

اورحضرت عاصم احول رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِيْنَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ(بخاری) [4]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جب قراءِ کرام کی جماعت کوقتل کردیا گیا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کوکبھی اس واقعہ سے زیادہ شدید غمگین نہیں دیکھا(ترجمہ ختم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے سخت پریشانی اورغمگینی کی حالت میں قنوتِ نازلہ پڑھی تھی۔

---

[1] حدیث نمبر ۱۴۴۵، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی الصلوات، مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۹۹۰ .اسنادہٗ صحیح علی شرط الصحیحین(حاشیۃ مسند احمد)

[2] ثم ترکہ لانہ قنت فی نازلہ فارتفعت وزالت (بذل المجهود ج۲ص۳۳۵،باب القنوت فی الصلوات)

[3] حدیث نمبر۱۴۴۷، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی الصلوات.

[4] حدیث نمبر ۱۲۱۷، کتاب المغازی ، بَاب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ الخ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ان سب صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوتِ نازلہ نہیں پڑھا کرتے تھے، بلکہ مخصوص موقع پر ایک مہینہ کے لئے قنوتِ نازلہ پڑھا تھا۔ [1]

اور حضرت شعبی فرماتے ہیں:

لَـمَّـا قَـنَـتَ عَلِيٌّ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ أَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ ، قَالَ :فَقَالَ:إنَّمَا اِسْتَنْصَرْنَا عَلٰى عَدُوِّنَا(مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: جب حضرت علی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا، تو لوگوں نے اس پر نکیر کی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے دشمنوں پر (اس قنوت سے دعا کرکے) مدد حاصل کی ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز میں کسی سخت آفت ومصیبت کے وقت پڑھی جائے گی، اور عام حالات میں نہیں پڑھی جائے گی۔

اور قنوتِ نازلہ کے عام حالات میں اور مستقل پڑھنے کا معمول نہ بنانے کی ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں بددعا کا عنصر شامل ہے، اور شریعتِ مطہرہ نے بلاسخت ضرورت کے بددعا کو پسند نہیں کیا۔

اور اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غیرضروری موقع پر پڑھنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا گیا کہ آپ کو سب وشتم اور لعن طعن کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں فرمایا گیا۔

---

[1] قلت احادیث انس المخرجة فی الصحاح کلها تدل علی تخصیص القنوت بالنازلة ، وانه کان موقتا بشهر ، وان بدء القنوت کان فی وقعة القراء حیث غدر بهم رعل وذکوان ولم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یقنت قبل ذلک ، وما قنت له الا شهرا واحدا (اعلاء السنن ج۶ ص ۹۲)

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، أَنَّهُ كَانَ لاَ يَقْنُتُ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، قَالَ :حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ فُضَيْلٍ ، عَنْ إبْرَاهِيمَ ، قَالَ :إنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَيَّامًا.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، قَالَ :حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ إبْرَاهِيمَ ، قَالَ :قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ :قَدْ عَلِمُوا ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم إنَّمَا قَنَتَ شَهْرًا.

(مصنف ابنِ ابی شیبة ، کتاب الصلاة، باب من کان لا یقنت فی الفجر)

[2] حدیث نمبر ۷۰۵۵، کتاب الصلاة، باب من کان لا یقنت فی الفجر. وهذا سند صحیح (الجوهر النقی ج۲ ص ۲۰۲)

(۴)......قنوتِ نازلہ رکوع میں جانے سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں چوتھا سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ رکوع میں جانے سے پہلے پڑھنی چاہئے یا رکوع سے اٹھنے کے بعد؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ اگر چہ بعض اہلِ علم کے نزدیک فجر کی دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہوکر رکوع میں جانے سے پہلے بھی پڑھنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ وتروں کی نماز میں دعائے قنوت بھی قرأت سے فارغ ہوکر رکوع میں جانے سے پہلے پڑھی جاتی ہے، لیکن احناف کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں جانے سے پہلے قیام کی حالت میں پڑھی جائے۔

کیونکہ اکثر احادیث میں قنوتِ نازلہ کے اسی وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِاَنَسٍ هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ

---

[1] وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله ، بدليل أن ما استدل به الشافعي على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماؤنا على القنوت للنازلة ، ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح بأنه بعده ؛ واستظهر الحموي أنه قبله والأظهر ما قلناه ، والله أعلم (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ثُمَّ لِيَنْظُرَ هَلْ الْقُنُوتُ لِلنَّازِلَةِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ وَظَاهِرُ حَمْلِهِمْ مَا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي الْفَجْرِ عَلَى النَّازِلَةِ يَقْتَضِي الثَّانِيَ ثُمَّ رَأَيْت الشُّرُنْبُلَالِيَّ فِي مَرَاقِي الْفَلَاحِ صَرَّحَ بِذَلِكَ وَاسْتَظْهَرَ الْحَمَوِيُّ فِي حَوَاشِي الْأَشْبَاهِ الْأَوَّلَ وَمَا ذَكَرْنَاهُ أَظْهَرُ (منحة الخالق علىٰ هامش البحرالرائق ، ج۲ ص ۴۴، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ثم القنوت الراتبة قبل الركوع عندنا .وأما قنوت النازلة فيجوز قبله وبعده، والظاهر أن الأولى بعده(فيض الباري شرح البخاري، باب القنوت قبل الركوع وبعده)

والذي يظهر به ان يقنت بعد الركوع لا قبله بدليل ان ما استدل به الشافعي رحمه الله على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع ،حمله علمائنا على القنوتِ للنازلة ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموي انه قبله والاظهر ما قلناه ،قلت حديث انس في الصحيح يفيد القنوت للنوازل بعدالركوع وكذا حديث ابي هريرة (اعلاء السنن جلد ٦ صفحه ۱۱۹ ،احكام القنوت النازلة)

الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں پڑھا تھا، رکوع کے کچھ بعد (ترجمہ ختم)

اور شعب الایمان میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْغَدَاةِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ (شعب الایمان للبیهقی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں قنوت (نازلہ) رکوع کے بعد پڑھا تھا، جس میں آپ نے دعا کی تھی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابومجلز رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مسلم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں قبیلۂ رعل، اور ذکوان کے خلاف دعا فرماتے تھے، اور کہتے تھے کہ بنی عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۱۵۷۸، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة إذا نزلت بالمسلمین نازلة، واللفظ لهٗ، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۴۲، کتاب الوتر، باب القنوت فی الصلوات، نسائی، حدیث نمبر ۱۰۷۰، بَاب الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۱۱۷.

[2] حدیث نمبر ۲۸۶۷، کتاب الصلاة، باب تحسین الصلاة، والإکثار منها لیلا ونهارا وما حضرنا عن السلف الصالحین فی ذلک.

[3] حدیث نمبر ۱۵۷۹، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة إذا نزلت بالمسلمین نازلة، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۷۰۴۳.

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ، يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ (مسند احمد) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، جس میں عرب کے بعض قبیلوں کے خلاف دعا فرماتے تھے، پھر بعد میں یہ عمل چھوڑ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت حنظلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْفَجْرِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ (مصنف عبدالرزاق) ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوعثمان اور ابورافع فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ، قَنَتَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ (تهذيب الآثار للطبری) ؎۳

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبید بن عمر فرماتے ہیں:

أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ (سنن البيهقی) ؎۴

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عوام بن حمزہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

؎۱ حديث نمبر ۱۲۱۵۰، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۷۰۵۲.

؎۲ حديث نمبر ۴۹۶۵، كتاب الصلاة، باب القنوت، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۳۴۳۱.

؎۳ حديث نمبر ۲۶۴۳ و، حديث نمبر ۲۶۳۵، سنن البيهقی حديث نمبر ۳۲۵۹.

؎۴ حديث نمبر ۳۲۶۸، كتاب الصلاة، باب دعاء القنوت.

كذا قال قبل الركوع. وهو وإن كان إسنادا صحيحا فمن روى عن عمر قنوته بعد الركوع أكثر فقد رواه أبو رافع وعبيد بن عمير وأبو عثمان النهدى وزيد بن وهب والعدد أولى بالحفظ من الواحد، وفى حسن سياق عبيد بن عمير للحديث دلالة على حفظه وحفظ من حفظ عنه (سنن البيهقی، تحت حديث رقم ۳۲۶۹، كتاب الصلاة، باب دعاء القنوت)

سَأَلْتُ أَبَا عُثْمَانَ ، عَنِ الْقُنُوتِ ، فَقَالَ :بَعْدَ الرُّكُوعِ ، فَقُلْتُ :عَمَّنْ ؟ فَقَالَ :عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: میں نے ابوعثمان سے قنوت (نازلہ) کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ رکوع کے بعد ہے، پھر میں نے ان سے کہا کہ کس سے ثابت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکر اور عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے (ترجمہ ختم)

اور امام ابوبکر ابنِ منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَبَتَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ ، وَبِهِ نَقُوْلُ ، إِذَا نَزَلَتْ نَازِلَةٌ اِحْتَاجَ النَّاسُ مِنْ أَجْلِهَا إِلَى الْقُنُوْتِ قَنَتَ إِمَامُهُمْ بَعْدَ الرُّكُوعِ(الاوسط لابن المنذر، تحت حدیث رقم ۲۶۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث ثابت ہیں کہ آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت (نازلہ) پڑھا تھا، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب کوئی آفت (ومصیبت) نازل ہو، جس کی وجہ سے لوگ قنوت کے محتاج ہوں، تو ان کا امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات اور عبارات سے معلوم ہوا کہ راجح یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد پڑھی جائے گی۔

(۵)......کیا قنوتِ نازلہ جماعت کی نماز کے ساتھ خاص ہے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں پانچواں سوال یہ ہے کہ کیا قنوتِ نازلہ جماعت کے ساتھ خاص ہے، یا تنہاء نماز پڑھنے کی صورت میں بھی قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہئے، اور خواتین کے لئے قنوتِ نازلہ کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث سے قنوتِ نازلہ کا جماعت سے پڑھنا ہی ثابت ہے، اس لئے تنہا

---

[1] حدیث نمبر ۷۰۸۵، کتاب الصلاۃ، باب فی قنوت الفجر قبل الرکوع ، أو بعدہ، الاوسط لابن المنذر حدیث نمبر ۲۶۵۹، السنن الصغیر للبیھقی حدیث نمبر ۳۳۲.

www.idaraghufran.org

نماز پڑھنے والے کو قنوتِ نازلہ نہیں پڑھنی چاہئے۔
البتہ قنوتِ نازلہ کی دعا کو ہر شخص نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں پڑھ سکتا ہے، اور خواتین بھی بغیر نماز کے اس دعا کو کرسکتی ہیں۔ [1]

(۶)......کیا امام کو قنوتِ نازلہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں چھٹا سوال یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھی جانے کی صورت میں امام کو قنوتِ نازلہ بلند آواز سے پڑھنی چاہئے یا آہستہ آواز سے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ امام کو قنوتِ نازلہ جہری (یعنی بلند) آواز سے پڑھنی چاہئے، جیسا کہ حضور ﷺ سے جہری آواز میں پڑھنا ہی ثابت ہے۔
البتہ اگر کوئی امام خاموشی سے قنوتِ نازلہ پڑھے، تو بھی گناہ نہیں۔ [2]

(۷)......قنوتِ نازلہ امام پڑھے یا مقتدی بھی؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں ساتواں سوال یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں قنوتِ

---

[1] وظاهر تقييدهم بالإمام أنه لا يقنت المنفرد (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

[2] واما قنوت النوازل فالراجح فيه عندنا، وعندشيخنا الجهر به(اعلاء السنن ج۶ ص ۱۱۲، اخفاء القنوت فى الوتر والفاظه وحكم القنوت فى الفجر)

قلت وانما كان الراجح عندنا فى قنوت النازلة الجهر بحديث ابى هريرة ......(وبعد اسطر) قلت وايضا فان قنوت النوازل لايعلمه العوام بل كثير من الخواص ايضا، فالافضل الجهر به كما هو مقتضى تفصيل البعض من فقهائنا، وهو تفصيل حسن، وقد ذكر القاضى فى شرح مختصر الطحاوى ان الامام يجهر به قولا واحدا كما مر، فرجحنا من الروايات فى المذهب ما وافقت الحديث المرفوعة، وهى رواية الجهر للامام، ولكن لامطلقا بل فى قنوت النازلة للعلة التى ذكرناها، وهى كون الحديث واردا فيها، واللّٰہ تعالىٰ اعلم (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۱۲، ۱۱۳، اخفاء القنوت فى الوتر والفاظه وحكم القنوت فى الفجر)

والمختار انه يجهر به لثبوت جهرالنبى ﷺ وعمر به (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۲۰، احكام القنوت النازلة)

قلت: وقد تقدم ان المختار فيه جهر الامام فيه، فيؤمن المقتدى لاغير، وقد مر فى حديث ابن عباس قال: قنت رسول الله ﷺ شهرا متتابعا الحديث، وفيه ويؤمن من خلفه (اعلاء السنن ج۶ ص ۱۲۰، احكام القنوت النازلة)

Idara Ghufran

نازلہ کیا صرف امام کو پڑھنی چاہئے یا مقتدیوں کو بھی، اگر صرف امام کو پڑھنی چاہئے تو مقتدیوں کو کیا امام کے قنوتِ نازلہ کے دعائیہ کلمات کے جواب میں آمین کہنا چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے، اور آمین کہنے کی صورت میں آہستہ آواز سے آمین کہنا چاہئے یا بلند آواز سے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ صرف امام کو پڑھنی چاہئے، نہ کہ مقتدیوں کو، البتہ مقتدیوں کو امام کے دعائیہ کلمات سن کر آمین کہنا چاہئے، احادیث سے اسی طرح ثابت ہے۔

اور امام کا بلند آواز سے دعا پڑھنا تو ضرورت کی وجہ سے ہے، اور مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنے کی ضرورت نہیں، نیز دعا پڑھنے والا امام تو ایک ہی ہوتا ہے، اور آمین کہنے والے افراد کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے، اس لئے انہیں آہستہ آواز سے آمین کہنا چاہئے۔

البتہ اگر کوئی امام قنوتِ نازلہ خاموشی کے ساتھ پڑھے، اور جہر نہ کرے، تو مقتدیوں کو بھی خاموشی کے ساتھ قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہئے۔ [1]

---

[1] وظاهر تقييدهم بالإمام أنه لا يقنت المنفرد ، وهل المقتدى مثله أم لا ؟ وهل القنوت هنا قبل الركوع أم بعده ؟ لم أره .والذى يظهر لى أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

والمختار فى النازلة عن الشامى انه يقرأ ان اسر الامام ويؤمن اذا جهر به ، ولاشك ان القرأة للتامين اوالتامين فى الوتر لايكون الا سرا، فكذافى القنوت للنازلة فى الفجر كيف؟ والتامين عند فراغ الامام من الفاتحة ليس عندنا الا سرا ، كما مر فى بابه، فكذا فيما سواه لكون التامين عندالفاتحة مامورابه، وورد الجهر به فى كثير من الاحاديث فلما رجحنا الاسرار فيه لكونه دعاء فترجيح الاسراربه فيما سوى ذلك المحل اظهر (اعلاء السنن ج٦ص ١٢٠، ١٢١، احكام القنوت النازلة)

[1] والذى يقتضيه النظر انه يرفع ان قنت فى الفجر قبل الركوع قياسا له على قنوت الوتر ، ولايرفع اذا قنت بعده ، وسيأتى وجهه قريبا ......وهل يكبر له اذا قنت بعدالركوع لم ار من تعرض له ، ومقتضى النظر انه لايكبرله حينئذ ، لان التكبير له اذافعله قبل الركوع انما هو للفصل عن القرأة ولاجل الانتقال من حال الىٰ حال ،ولا كذلك بعدالركوع ، فان التسميع هناك كاف للفصل .قلت: وهذا هو الوجه فى عدم رفع اليدين اذاقنت بعدالركوع ، فان الرفع للاعلام وهناک قيامه برفع الرأس عن الركوع كاف له ولم نجد فى اثرماعن احد من الصحابة انه كبر للقنوت فى الفجر بعدالركوع ، نعم ثبت عن عمر رضى الله عنه انه كبر له لما قنت قبل الركوع كمامر(اعلاء السنن ج٦ص ١٢١، احكام القنوت النازلة)

www.idaraghufran.org

(۸)......قنوتِ نازلہ کے لئے تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کا حکم

قنوتِ نازلہ کے بارے میں آٹھواں سوال یہ ہے کہ کیا قنوتِ نازلہ شروع کرنے سے پہلے وتروں کی دعائے قنوت کی طرح تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھانا چاہیئے یا نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے (جیسا کہ احادیث کی روشنی میں راجح بھی یہی ہے) تو قنوتِ نازلہ شروع کرنے کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت نہیں۔

اور وتروں میں دعائے قنوت کے لئے جو تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وتروں میں دعائے قنوت قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے ہے، اس لئے یہاں قرأت اور دعا میں ہاتھ اٹھا کر فصل کرنے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کے لئے ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کی ضرورت ہے، اور قنوتِ نازلہ جب رکوع کے بعد پڑھی جائے گی، تو اس میں رکوع فصل بن جاتا ہے، اور رکوع سے اٹھنے کی تسمیع تکبیر کے قائم مقام ہوجاتی ہے، اس لئے وہاں ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [1]

(۹)......قنوتِ نازلہ کے وقت ہاتھوں کی کیا کیفیت ہو؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں نواں سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ پڑھے جانے کے وقت امام اور مقتدیوں کو اپنے ہاتھ آگے باندھ کر رکھنا چاہیئے یا چھوڑ کر، یا پھر دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر رکھنا چاہیئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ویسے تو قومہ کی حالت کی طرح ہاتھ چھوڑ کر رکھنے کی بھی گنجائش ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھ آگے باندھ کر رکھے جائیں، جس طرح قیام وقرأت کی حالت میں حکم ہے، اور ہاتھوں کو دعا کی طرح اٹھانا مناسب نہیں۔ [1]

---

[1] والحاصل :انه يضع عند الشيخن فى القنوت سواء كان قبل الركوع اوبعده،وعند محمد يرسل ولايرفع يديه فى خلال القنوت حذاء الوجه او الصدر كرفعها فى الدعاء خارج الصلاة عندهم اتفاقا، فان المشروع عندهم بعد رفعهما فى افتتاح الصلاة اوعند القنوت، اما الوضع واما الارسال لاابقائهما مرفوعتين......ان الوضع والارسال بعد الرفع مسكوت عنهما فى الاحاديث فجرى محمد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(۱۰)......قنوتِ نازلہ سے فارغ ہوکر کیا عمل کرنا چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں دسواں سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ سے فارغ ہوکر کیا کرنا چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ سے فارغ ہوکر سجدہ کی تکبیر کہتے ہوئے امام اور مقتدیوں کو سجدہ میں چلے جانا چاہئے، اس کے علاوہ اور کسی عمل کی ضرورت نہیں (ولیس فی الحدیث بعد القنوت النازلة العمل الاضافی)

(۱۱)......قنوتِ نازلہ کتنی مدت تک پڑھنی چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں گیارھواں سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ کتنی مدت تک پڑھنی چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ویسے تو قنوتِ نازلہ کے لئے مدت مقرر نہیں، بلکہ اس کا دارو مدار ضرورت پر ہے، لیکن سنت کی اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مہینہ تک پڑھی جائے، جیسا کہ حضور ﷺ سے اتنی ہی مدت تک ثابت ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علی الاصل وهو الارسال ،لان الوضع عمل حادث يحتاج الى الدليل ، واخذ الشيخان بالقياس وقالا ان ارسال اليدين زمانا طويلا ينافى الخشوع وانما السنة ان نقول وضع الكف على الاكف تحت السرة كما مر فى باب صفة الصلاة، وكان مقتضى ذلك ان نقول بالوضع فى القومة بين الركوع والسجدة ايضا ،لكن فى الوضع للقيام اليسير وتركه معا حرج ، فقلنا بان الوضع سنة قيام فيه ذكر مسنون طويل ،فيضع يديه فى القنوت للنازلة ايضا ،لكونه ذكراً طويلا ، ولايرفعهما حذاء الوجه (اعلاء السنن ج٦ ص ۱۲۲ ،۱۲۳ ، احكام القنوت النازلة ملخصاً)

اور بوادر النوادر میں ہے:

مسئلہ مجتہد فیہ ہے، دلائل سے دونوں طرف گنجائش ہے، اور ممکن ہے کہ ترجیح قواعد سے وضع کو ہو، کما ہو مقتضیٰ مذہب الشیخین، لیکن عارض التباس وتشویشِ عوام کی وجہ سے ارسال کو ترجیح دی جاسکتی ہے، کما ہو مقتضیٰ مذہب محمد (بوادر النوادر ص۳۷۴، نوے واں نادرہ تحقیق ارسال یا وضع یدین در قنوتِ نازلہ)

۱؎ قلت وفيه بيان غاية القنوت للنازلة انه ينبغى ان يقنت اياما معلومة عن النبى ﷺ ، وهى قدر شهر كما فى الروايات عن انس: ''انه ﷺ قنت شهرا ثم ترک'' فاحفظه فهذا غاية اتباع السنة النبوية(اعلاء السنن ج٦ ص ۱۱۸ ، احام القنوت النازلة)

(۱۲)......قنوتِ نازلہ میں شامل مقتدی کے لئے رکعت کا حکم

قنوتِ نازلہ کے بارے میں بارہواں سوال یہ ہے کہ جو مقتدی قنوتِ نازلہ میں آ کر شامل ہو، اس کے حق میں اس رکعت کا ملنا شمار ہوگا یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جو مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے، اس کے حق میں رکعت ملنے کا حکم ہوتا ہے، اب جبکہ قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی، تو اس صورت میں قنوتِ نازلہ میں شریک ہونے والے مقتدی کو یہ رکعت نہیں ملے گی۔

البتہ اگر کوئی امام رکوع سے پہلے قنوتِ نازلہ پڑھے، اور پھر قنوتِ نازلہ میں کوئی مقتدی شریک ہو جائے، بلکہ اس کے بھی بعد رکوع میں شریک ہو جائے تو اس کے حق میں یہ رکعت معتبر ہو جائے گی (وھٰذا ظاھر)

(۱۳)......قنوتِ نازلہ میں کن دعاؤں کو پڑھنا چاہئے؟

قنوتِ نازلہ کے بارے میں تیرہواں اور آخری سوال یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ میں کن دعاؤں کو پڑھنا چاہئے؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ جب مسلمانوں کو کوئی غیر معمولی مصیبت و تکلیف (مثلاً طاعون یا اس جیسی دوسری وبا) لاحق ہو، تو قنوتِ نازلہ میں یہ دعا پڑھنی چاہئے۔[1]

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .

ترجمہ: یا اللہ! ہمیں ہدایت دیجیے اُن لوگوں میں جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور عافیت دیجیے ہمیں ان لوگوں میں جن لوگوں کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور کارسازی فرمایئے، ہماری اُن لوگوں میں جن کی آپ نے کارسازی فرمائی، اور برکت

---

[1] اس دعا کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صبح کی نماز کے قنوت (نازلہ) میں اس دعا کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

عطا فرمایئے ہمیں اُن چیزوں میں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائیں، اور حفاظت فرمایئے ہماری اُن چیزوں کے شَر سے جن کا آپ نے فیصلہ فرمایا، بے شک آپ ہی فیصلہ کرنے والے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، بے شک جس کی آپ مدد فرمائیں، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا، آپ بابرکت ہیں، ہمارے رب ہیں، اور بلند وبالا ہیں (السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر ۳۲۶۶، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت) [1]

اور اگر دشمنوں کی طرف سے خطرات لاحق ہوں، یا مسلمانوں کو قتل کیا جارہا ہو، یا دشمنوں نے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کررکھا ہو، تو مذکورہ دعا کے ساتھ درجِ ذیل دعا کو بھی پڑھنا چاہیے۔ [2]

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ، وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ ، وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّکَ وَعَدُوِّهِمْ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِکَ ، وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ ، وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَآءَ کَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَيْکَ وَلَا نَكْفُرُکَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ يَّفْجُرُکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

---

[1] اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے قنوتِ وتر کے متعلق اس دعا کو روایت کیا ہے:
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِی إِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِی مَرْيَمَ عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَّمَنِی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِی الْوِتْرِ اللَّهُمَّ اهْدِنِی فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِی فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِی فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِکْ لِی فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّکَ تَقْضِی وَلَا يُقْضَى عَلَيْکَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِی الْحَوْرَاءِ السَّعْدِیِّ وَاسْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ وَلَا نَعْرِفُ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْقُنُوتِ فِی الْوِتْرِ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا (ترمذی، حدیث نمبر ۴۶۴، بَاب مَا جَاءَ فِی الْقُنُوتِ فِی الْوِتْرِ)

[2] اس دعا کے بارے میں حضرت عبید بن عمیر سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکوع کے بعد ان الفاظ میں قنوت پڑھا۔

الرَّحِيمِ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ ، وَلَكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ ، نَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ.

اے اللہ! ہمارے اور مؤمن مَردوں اور عورتوں کے اور مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہ معاف فرما، اور ان کے دِلوں میں باہمی محبت پیدا فرما، اور اُن کے باہمی تعلقات کو درست فرما، اور ان کی اپنے اور اُن کے دُشمنوں کے خلاف مدد فرما، اے اللہ! اُن اہلِ کتاب کافروں پر لعنت فرما، جو آپ کے راستے سے روکتے ہیں، اور آپ کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اور آپ کے ولیوں کو قتل کرتے ہیں، اے اللہ! اُن کے آپس میں اختلاف پیدا فرما، اور اُن کے قدموں کو اُکھاڑ دے، اور اُن پر اپنا ایسا عذاب نازل فرما، جس کو آپ مجرم قوم سے دُور نہیں فرماتے۔ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! ہم آپ سے مدد طلب کرتے ہیں، اور آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور آپ کی تعریف کرتے ہیں، اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے، اور ہم الگ ہوتے ہیں، اور چھوڑتے ہیں اُس شخص کو جو آپ کی نافرمانی کرتا ہے، اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کے لیے سعی اور جلدی کرتے ہیں، اور آپ کے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں، اور آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو ضرور پہنچنے والا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی ، حدیث نمبر ۳۲۶۸، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت) [۱]

بعض روایات میں مذکورہ دعا کے متعلق کچھ تھوڑے بہت الفاظ کا فرق بھی آیا ہے۔ [۲]

---

[۱] قلت: وھذا قنوت النازلةیستحب ان یقرأ به الامام فی صلاۃ الفجر اذا نزلت بالمسلمین نازلة، والعیاذ باللہ تعالیٰ(اعلاء السنن ج٦ ص١٢٨ ، باب لاوتران فی لیلة واحدۃ، فائدۃ)

[۲] أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا أَبَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ :سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْكَلَامِ فِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض تابعین سے بھی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْقُنُوتِ، فَقَالَ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ، اللَّهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ، وَأَلْقِ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ، وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَجْحَدُونَ رُسُلَكَ، وَيُكَذِّبُونَ أَنْبِيَاءَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَيَجْعَلُونَ مَعَكَ إِلَهًا آخَرَ، لَا إِلَهَ غَيْرُكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَصْلِحْهُمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَثَبِّتْهُمْ عَلَى مِلَّةِ رَسُولِكَ، وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، إِلَهَ الْحَقِّ وَقَالَ أَنَسٌ :وَاللَّهِ إِنْ نَزَلَتْ إِلَّا مِنَ السَّمَاءِ .أَبَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ ضَعِيفٌ، إِلَّا أَنَّ لِأَوَّلِ حَدِيثِهِ شَاهِدًا بِإِسْنَادٍ مُرْسَلٍ(الدعوات الكبير للبيهقي حديث نمبر ۴۳۲،باب القول والدعاء في قنوت الوتر وصلاة الصبح)

۱؎ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ يَقُولُ :الْقُنُوتُ فِي الْوِتْرِ وَالصُّبْحِ :اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ، اللَّهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ، وَأَلْقِ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ، وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اللَّهُمَّ أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَتَوَفَّهُمْ عَلَى مِلَّةِ رَسُولِكَ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ إِلَهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ ، فَكَانَ يَقُولُ هَذَا، ثُمَّ يَخِرُّ سَاجِدًا، وَكَانَ لَا يَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ بَعْضُ مَنْ يَسْأَلُهُ يَقُولُ :يَا أَبَا سَعِيدٍ أَيَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالدُّعَاءِ، وَالتَّسْبِيحِ، وَالتَّكْبِيرِ، فَيَقُولُ " :لَا أَنْهَاكُمْ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُونَ عَلَى هَذَا شَيْئًا، وَيَغْضَبُ إِذَا أَرَادُوهُ عَلَى الزِّيَادَةِ(مصنف عبدالرزاق ، حديث نمبر ۴۹۸۲ كتاب الصلاة، باب القنوت)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ :يَقُولُ آخَرُونَ فِي الْقُنُوتِ :بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ لَكَ نُصَلِّي وَلَكَ نَسْجُدُ، وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ أَسْلَمْنَا نُفُوسَنَا إِلَيْكَ، وَصَلَّيْنَا وُجُوهَنَا إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْنَا ظُهُورَنَا إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراگر یہ الفاظ بھی اضافہ کرلئے جائیں تو بہتر ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرمائیے (بخاری) [۱]

خلاصۂ کلام

جو تفصیل ماقبل میں ذکر کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قنوتِ نازلہ کا مخصوص حالات میں جبکہ کوئی غیر معمولی حادثہ پیش آجائے، پڑھنا جائز ہے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ کر امام بلند آواز سے قنوتِ نازلہ کی دعا پڑھے، اور مقتدی اس پر آہستہ آواز سے آمین کہتے رہیں، اور امام اور مقتدی سب اس دوران اپنے ہاتھ سامنے باندھ کر رکھیں (اور ہاتھ چھوڑ کر اور لٹکا کر رکھنا بھی گناہ نہیں) اور قنوتِ نازلہ کی دعا ختم کرنے کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جائیں، اور حسبِ معمول نماز پوری کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۷/ ذوالقعدۃ/۱۴۳۰ھ 16 /نومبر/2009ء، بروز پیر

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بِكِتَابِكَ الَّذِى أَنْزَلْتَ وَرَسُولَكَ الَّذِى أَرْسَلْتَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنَهُمْ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَاجْعَلْ فِى قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِى عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَتَوَفَّهُمْ عَلَى مِلَّةِ نَبِيِّكَ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، إِلَهَ الْحَقِّ، اللَّهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ، وَأَلْقِ فِى قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا (مصنف عبدالرزاق، حديث نمبر ۴۹۸۹ كتاب الصلاة، باب القنوت)

[۱] حديث نمبر ۲۷۱۵،باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة.

﴿۶﴾

سورج اور چاند گرہن کی نماز ودعا کے احکام

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کا ثبوت اور اس کے احکام کیا ہیں؟ کچھ تفصیل سے وضاحت درکار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

گرہن کو عربی زبان میں کسوف اور خسوف کہا جاتا ہے، لیکن فقہائے کرام کے یہاں عام طور پر کسوف کا لفظ سورج گرہن (Eclipse) کے لئے اور خسوف کا لفظ چاند گرہن
(Lunar Eclipse) کے لئے بولا جاتا ہے، اور کبھی کبھی اس کے برعکس دونوں الفاظ میں فرق کئے بغیر ان کا ایک دوسرے کے لئے استعمال بھی ہوجاتا ہے۔ [۱]

گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اہم نشانیوں میں سے ہے، خواہ سورج گرہن ہو، جو کہ دن کے وقت ہوتا ہے، یا چاند گرہن ہو، جو کہ رات کے وقت ہوتا ہے۔

کیونکہ سورج گرہن (Eclipse) اس وقت ہوتا ہے کہ جب سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہوکر سورج کی روشنی زمین پر پڑنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

اس کے برعکس چاند گرہن (Lunar Eclipse) اس وقت ہوتا ہے، جبکہ سورج اور چاند کے درمیان زمین حائل ہوکر چاند پر سورج کی پڑنے والی روشنی میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

---

[۱] وقال میرک الکسوف لغة التغیر إلی سواد واختلف فی أن الکسوف والخسوف هل هما مترادفان أولا قال الکرمانی یقال کسفت الشمس والقمر بفتح الکاف وضمها وانکسفا وخسفا بفتح الخاء وضمها وانخسفا کلها بمعنی واحد وقیل الکسوف تغیر اللون والخسوف ذهابه والمشهور فی استعمال الفقهاء أن الکسوف للشمس والخسوف للقمر واختاره ثعلب وذکر الجوهری أنه أفصح (مرقاة، کتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

اس لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کے اعتراف کے لئے نماز اور دعا وغیرہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔ [1]

اہلِ علم حضرات نے گرہن کی اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ [2]

سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز پڑھنا شرعی دلائل سے ثابت ہے، جس کو گرہن کی نماز کہا جاتا ہے۔ [3]

سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز اور دعا کا ثبوت

سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا حکم کئی احادیث سے ثابت ہے، مگر افسوس ہے کہ اس دور میں اکثر مسلمانوں کو نہ تو گرہن کی نماز کی اہمیت کا علم ہے، اور نہ ہی موجودہ دور میں اس نماز کا عملی درجہ میں کوئی اہتمام ہے، اس لئے اس سلسلہ میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

---

[1] جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کسوف وخسوف کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں، کیونکہ کسوف کے وقت چاند سورج اور زمین کے درمیان حائل ہوجاتا ہے، تو سورج اور زمین دونوں اپنی کششِ ثقل سے اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں، ان لمحات میں خدانخواستہ اگر کسی ایک جانب کی کشش غالب آجائے، تو اجرامِ فلکیہ کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے، لہٰذا ایسے نازک وقت میں رجوع الی اللہ کے سوا چارہ نہیں (درسِ ترمذی ج۲ص۳۴۳)

[2] ما قيل ما الحكمة فى الكسوف والجواب ما قاله أبو الفرج فيه سبع فوائد **الأول** ظهور التصرف فى الشمس والقمر **الثانى** تبيين قبح شأن من يعبدهما **الثالث** إزعاج القلوب الساكنة بالغفلة عن مسكن الذهول **الرابع** ليرى الناس نموذج ما سيجرى فى القيامة من قوله وجمع الشمس والقمر **الخامس** أنهما يوجدان على حال التمام فيركسان ثم يلطف بهما فيعادان إلى ما كانا عليه فيشار بذلك إلى خوف المكر ورجاء العفو **السادس** أن يفعل بهما صورة عقاب لمن لا ذنب له **السابع** أن الصلوات المفروضات عند كثير من الخلق عادة لا انزعاج لهم فيها ولا وجود هيبة فأتى بهذه الآية وسنت لهما الصلاة ليفعلوا صلاة على انزعاج وهيبة(عمدة القارى، كتاب الكسوف، باب الصلاة فى كسوف الشمس)

[3] لا خلاف فى مشروعية صلاة الكسوف والخسوف وأصل مشروعيتها بالكتاب والسنة وإجماع الأمة أما الكتاب فقوله تعالى وما نرسل بالآيات إلا تخويفا والكسوف آية من آيات الله المخوفة والله تعالى يخوف عباده ليتركوا المعاصى ويرجعوا إلى طاعة الله التى فيها فوزهم وأما السنة فقوله إذا رأيتم شيئا من هذه الأفزاع فافزعوا إلى الصلاة وأما الإجماع فإن الأمة قد اجتمعت عليها من غير إنكار احد.(عمدة القارى، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى كسوف الشمس)

www.idaraghufran.org

(۱)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا (بخاری) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ سورج گرہن اور چاند گرہن لوگوں میں سے کسی کی موت ہوجانے پر نہیں ہوتا، لیکن یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم سورج اور چاند گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو تم کھڑے ہوجاؤ اور نماز پڑھو (ترجمہ ختم)

(۲)......اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا (بخاری) [۲]

ترجمہ: بلاشبہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کے فوت اور زندہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم سورج اور چاند گرہن ہوتا ہوا دیکھو تو نماز پڑھو (ترجمہ ختم)

(۳)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں:

فَإِذَا كُسِفَا فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ (ابوداؤد) [۳]

ترجمہ: پس جب سورج و چاند گرہن ہو، تو نماز کی طرف متوجہ ہوجاؤ (ترجمہ ختم)

(۴)......اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوْفِ الشَّمْسِ، وَالْقَمَرِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ قَدْ أَصَابَهُمَا، فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ (مسند

---

[۱] حديث نمبر ۱۰۴۱، كتاب الاذان، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ.

[۲] حديث نمبر ۱۰۴۲، كتاب الاذان، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ.

[۳] حديث نمبر ۱۱۷۹، كتاب الاستسقاء، باب صلاة الكسوف، واللفظ لهٗ، بخاری، حديث نمبر ۹۹۸.

Idara Ghufran

احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہمیں سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے، پس جب تم دیکھو کہ سورج اور چاند کو گرہن لگ گیا ہے، تو تم نماز کی طرف متوجہ ہوجاؤ (ترجمہ ختم)

(۵)......اور حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد اس طرح نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، أَلَا وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ (مسند احمد، حديث نمبر ۲۳۶۲۹) [2]

ترجمہ: بلاشبہ سورج اور چاند (گرہن) اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، خبردار یہ کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، پس جب ان میں سے کوئی گرہن ہو تو مساجد (یعنی نماز) کی طرف متوجہ ہوجاؤ (ترجمہ ختم)

(۶)......اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے:

---

[1] حديث نمبر ۴۳۸۷، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۹۶۲۳، مسندالبزار حديث نمبر ۱۴۴۹.

قال الهيثمي:

رواه أحمد وأبو يعلى والطبراني في الكبير والبزار ورجاله موثقون (مجمع الزوائد ج۲ص۲۰۷)

[2] قال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۲ص۲۰۷، باب الكسوف)

وفي حاشية مسند احمد:

إسناده جيد، رجاله رجال الصحيح. وأورده الهيثمي في "مجمع الزوائد 2/207"، وقال: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح. وفي الباب عن عبد الله بن عمرو بن العاص، سلف برقم (6483)، وذكرنا هناك أحاديث الباب، ونزيد عليها: حديث سمرة بن جندب، سلف برقم (20178). وحديث قبيصة بن مخارق، سلف برقم 20607) (حاشيه مسند احمد)

Idara Ghufran

ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا كَسَفَ أَحَدُهُمَا، فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! بلاشبہ سورج اور چاند (گرہن) اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب ان میں سے کوئی گرہن والا ہوتو مساجد (یعنی نماز) کی طرف متوجہ ہو جاؤ (ترجمہ ختم)

ان تمام احادیث سے سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا حکم معلوم ہوا۔

(۷)......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابراہیم (نبی ﷺ کے بیٹے) کے فوت ہونے کے دن سورج گرہن ہو گیا، تو لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن ابراہیم کی موت کی وجہ سے ہوا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا، پس جب تم گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو تم نماز پڑھو، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، (ترجمہ ختم)

(۸)......اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ (بخاری) [3]

---

[1] حديث نمبر ۲۰۴۸۳، واللفظ لهٗ، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۲۸۲۹.
قال أبو حاتم: أمر في هذا الخبر بالصلاة عند كسوف الشمس والقمر وهو المقصود فأطلق هذا المقصود على سببه وهو المساجد لأن الصلاة تتصل فيها لا أن المساجد يستغني بحضورها عند كسوف الشمس أو القمر دون الصلاة (صحيح ابنِ حبان، حواله بالا)
[2] حديث نمبر ۹۸۵، ابواب الكسوف، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ.
[3] حديث نمبر ۹۸۲، ابواب الكسوف، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ.

Idara Ghufran

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم سورج اور چاند کو گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو نماز پڑھو، اور دعا کرو، یہاں تک کہ تم سے اس گرہن کو ختم کردیا جائے (ترجمہ ختم)

(۹)......حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ (مسلم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ سورج اور چاند (گرہن) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں، اور یہ لوگوں میں سے کسی کے فوت ہونے کی وجہ سے گرہن زدہ نہیں ہوتے، پس جب تم ان میں سے کسی کو گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو تم نماز پڑھو، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، یہاں تک کہ تمہارے سے اس گرہن کو ہٹا دیا جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز اور دعا دونوں کا حکم معلوم ہوا۔ [۲]

(۱۰)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ

---

[۱] حديث نمبر ۲۱۵۳، كتاب الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف الصلاة جامعة.

[۲] وأما حديث عائشة فوقع الأمر فيه بالدعاء من طريق هشام عن أبيه وهو فى الباب الثانى وورد الأمر بالدعاء أيضا من حديث أبى بكرة وغيره ومنهم من حمل الذكر والدعاء على الصلاة لكونهما من أجزائها والأول أولى لأنه جمع بينهما فى حديث أبى بكرة حيث قال فصلوا وادعوا ووقع فى حديث بن عباس عند سعيد بن منصور فاذكروا الله وكبروه وسبحوه وهللوه وهو من عطف الخاص على العام(فتح البارى لابنِ حجر، ابواب الكسوف، باب الدعاء فى الكسوف)

فيه مسائل . الاولىٰ: صلاة الكسوف فى المسجد ، وكذا الخسوف، فانه ﷺ امر بالصلاة عندهما ولم يفرق. الثانية: انها ركعتان بالجماع. الثالثة: الدعاء فيها. الرابعة: انها كالصلاة المعهود ، فلا يتعدد الركوع وسيأتى تفصيله. الخامسة: استحباب تلك الصلاة ،والدعاء حملا للامر عليه (اعلاء السنن ج۸ص۱۶۳، باب صلاة الكسوف والخسوف)

www.idaraghufran.org

وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِکَ فَافْزَعُوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى الصَّلَاةِ (نسائی، حدیث نمبر ۱۴۸۲،کتاب الکسوف)

ترجمہ: بلاشبہ سورج اور چاند (گرہن) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں، اور یہ کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ، پس جب تم گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو اللہ عزوجل کی یاد (دعاواستغفاروغیرہ) اورنماز کی طرف متوجہ ہوجاؤ (ترجمہ ختم)

(۱۱)......اورحضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِکَ فَافْزَعُوْا إِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: جب تم سورج اور چاند گرہن میں سے کسی کو دیکھو، تو اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) کی طرف، اور دعا اوراستغفار کی طرف متوجہ ہوجاؤ (ترجمہ ختم) [2]

(۱۲)......اورحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِکَ فَاحْمَدُوا اللّٰهَ ، وَكَبِّرُوْا ، وَسَبِّحُوْا ، وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ كُسُوْفٌ أَيُّهُمَا انْكَسَفَ (صحیح ابن خزیمۃ) [3]

ترجمہ: پس جب تم گرہن کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور تکبیر اور تسبیح کرو، اورنماز پڑھو، یہاں تک کہ سورج یا چاند گرہن جو بھی ہوا ہے، وہ ختم ہوجائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے گرہن کے وقت ذکر، نماز اور دعا واستغفار میں مشغول ہونے کا حکم معلوم ہوا۔ اوراستغفار دعا کے مفہوم میں داخل ہے۔ [4]

---

[1] حدیث نمبر ۹۹۹،ابواب الکسوف، بَاب الذِّكْرِ فِي الْكُسُوفِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

[2] قال أبو حاتم :قوله صلى الله عليه وسلم :(فافزعوا إلى ذكره) يريد به إلى صلاة الكسوف لأن الصلاة تسمى ذكرا أو فيها ذكر الله فسمى الصلاة ذكرا(صحيح ابن حبان ذكر ما يستحب للمرء الاستغفار لله جل وعلا عند رؤية كسوف الشمس أو القمر)

[3] حديث نمبر ۱۲۹۸؛ الأوسط لابن المنذر، حديث نمبر ۲۸۱۹، ذكر الخطبة على المنبر والأمر بالتسبيح والتحميد والتكبير مع الصلاة عند الكسوف.

قال أبو بكر :وفي قوله : حتى ينجلي كسوف أيهما انكسف دليل على إثبات الصلاة لكسوف القمر(صحيح ابنِ خزيمة ،حواله بالا)

[4] الاستغفار دعاء (مرقاة، كتاب الدعوات، باب الاستغفار)

www.idaraghufran.org

(۱۳)......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوْا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا (بخاری) [۱]

ترجمہ: پس جب تم (سورج وچاند) گرہن کو دیکھو، تو اللہ سے دعا کرو، اور تکبیر پڑھو، اور نماز پڑھو، اور صدقہ کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے گرہن کے موقع پر دعا اور نماز کے علاوہ حسبِ حیثیت صدقہ کا حکم بھی معلوم ہوا۔

اور مذکورہ احادیث سے مجموعی طور پر معلوم ہوا کہ سورج اور چاند گرہن ہونے پر اللہ تعالیٰ کی یاد بطورِ خاص نماز اور دعا واستغفار (جو کہ دعا کے مفہوم میں داخل ہے) کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، اور حسبِ حیثیت صدقہ کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ [۲]

---

[۱] حديث نمبر ۹۸۶، ابواب الكسوف، باب الصدقة فى الكسوف، واللفظ لهٗ، سنن أبى داوٗد، حديث نمبر ۱۱۹۳.

[۲] فإذا رأيتم ذلک فادعوا الله أى اعبدوه وأفضل العبادات الصلاة والأمر للإستحباب عند الجمهور قال ابن الهمام واختار فى الأسرار وجوبها للأمر فى قوله عليه الصلاة والسلام إذا رأيتم شيئا من هذه فافزعوا إلى الصلاة قال ابن الملک إنما أمر بالدعاء لأن النفوس عند مشاهدة ما هو خارق للعادة تكون معرضة عن الدنيا ومتوجهة إلى الحضرة العليا فتكون معرضة عن الدنيا ومتوجهة إلى الحضرة العليا فتكون أقرب إلى الإجابة وكبروا أى عظموا الرب أو قولوا الله أكبر فإنه يطفىء نار الرب وصلوا أى صلاة الكسوف أو الخسوف وتصدقوا بالترحم على الفقراء والمساكين وفيه إشارة إلى أن الأغنياء والمتنعمين هم المقصود بالتخويف من بين العالمين لكونهم غالبا للمعاصى مرتكبين (مرقاة، كتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

فإذا رأيتم مثل ذلک فعليكم بذكر الله والصلاة فدل ذلک على أنه لم يرد منهم مجرد الصلاة بل أراد منهم ما يتقربون به إلى الله تعالى من الصلاة والدعاء والاستغفار وغير ذلک نحو الصدقة والعتاقة .وقال بعضهم بعد أن نقل بعض كلام الطحاوى فى هذا وقرره ابن دقيق العيد بأنه جعل الغاية لمجموع الأمرين ولا يلزم من ذلک أن يكون غاية لكل منهما على انفراده فجاز أن يكون الدعاء ممتدا إلى غاية الانجلاء بعد الصلاة فيصير غاية للمجموع ولا يلزم منه تطويل الصلاة ولا تكريرها قلت فى الحديث أعنى حديث أبى بكرة فصلوا وادعوا حتى ينكشف ما بكم فقد ذكر الصلاة والدعاء بواو الجمع فاقتضى أن يجمع بينهما إلى وقت الانجلاء قبل الخروج من الصلاة وذلک لا يكون إلا بإطالة الركوع والسجود بالذكر فيهما وبإطالة القراءة أما إطالة الركوع والسجود فقد وردت فى حديث عائشة رضى الله تعالى عنها فى رواية مسلم ما ركعت ركوعا قط

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نمازِ گرہن کی کتنی رکعات ہیں؟

احناف کے نزدیک سورج وچاند گرہن کی کم ازکم دورکعتیں ہیں۔

اور اگر دو رکعتوں سے زیادہ پڑھی جائیں، تو بھی نہ صرف یہ کہ جائز ہیں بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہیں۔

(۱)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنۡكَسَفَتِ الشَّمۡسُ عَلٰی عَهۡدِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولا سجدت سجودا قط كان أطول منه وفى رواية البخارى أيضا ثم سجد سجودا طويلا وقال أيضا فصلى بأطول قيام وركوع وسجود وأما إطالة القراءة ففى حديث عائشة فأطال القراءة وفى حديث ابن عباس فقام قياما طويلا قدر نحو سورة البقرة ولا يشك أنه لم يكن فى طول قيامه ساكتا بل كان مشتغلا بالقراءة وبالدعاء وإذا مد الدعاء بعد خروجه من الصلاة لا يكون جامعا بين الصلاة والدعاء فى وقت واحد لأن خروجه من الصلاة يكون قاطعا للجمع ولا شك أن الواو تدل على الجمع وقد وقع فى رواية النسائى من حديث النعمان بن بشير قال كسفت الشمس على عهد رسول الله فجعل يصلى ركعتين ركعتين ويسأل عنها حتى انجلت فهذا يدل على أن إطالته كانت بتعداد الركعات وقال بعضهم يحتمل أن يكون معنى قوله ركعتين أى ركوعين وأن يكون السؤال وقع بالإشارة فلا يلزم التكرار قلت مراد هذا القائل الرد على الحنفية فى قولهم أن صلاة الكسوف كسائر الصلوات بلا تكرار الركوع لما ذكرنا وجه ذلك ولا يساعده ما يذكره لأن تأويله ركعتين بركوعين تأويل فاسد باحتمال غير ناشيء عن دليل وهو مردود فإن قلت فعلى ما ذكرت فقد دل الحديث على أنه يصلى للكسوف ركعتان بعد ركعتين ويزاد أيضا إلى وقت الانجلاء فأنتم ما تقولون به قلت لا نسلم ذلك وقد روى الحسن عن أبى حنيفة إن شاؤا صلوا ركعتين وإن شاؤا صلوا أربعا وإن شاؤا صلوا أكثر من ذلك ذكره فى (المحيط) وغيره فدل ذلك على أن الصلاة إن كانت بركعتين يطول ذلك بالقراءة والدعاء فى الركوع والسجود إلى وقت الانجلاء وإن كانت أكثر من ركعتين فالتطويل يكون بتكرار الركعات دون الركوعات وقول القائل المذكور وإن يكون السؤال وقع بالإشارة قلت يرد هذا ما أخرجه عبد الرزاق بإسناد صحيح عن أبى قلابة أنه كلما ركع ركعة أرسل رجلا لينظر هل انجلت قلت فهذا يدل على أن السؤال فى حديث النعمان كان بالإرسال لا بالإشارة وأنه كلما كان يصلى ركعتين على العادة يرسل رجلا يكشف عن الانجلاء فإن قلت قوله ركع ركعة يدل على تكرار الركوع قلت لا نسلم ذلك بل المراد كلما ركع ركعتين من باب إطلاق الجزء على الكل وهو كثير فلا يقدر المعترض على رده(عمدة القارى،ابواب الكسوف، باب الصلاة فى كسوف الشمس)

رَکْعَتَیْنِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

(۲)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ مِثْلَ صَلاتِکُمْ هٰذِهٖ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (سنن البیهقی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج اور چاندگرہن کے موقع پر تمہاری اِس نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گرہن کی نماز کی کم از کم دو رکعات ہیں۔

(۳)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَعَلَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ وَیَسْأَلُ عَنْهَا حَتّٰی اِنْجَلَتْ (سنن أبی داوٗد) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو آپ نے دو دو رکعتیں پڑھنی شروع کیں، اور سورج گرہن کے (ختم یا موجود ہونے کے) بارے میں سوال کر رہے تھے، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

---

[1] حدیث نمبر ۱۰۰۱، ابواب الکسوف، باب الصلاۃ فی کسوف القمر.

[2] حدیث نمبر ۶۵۸۴، کتاب صلاۃ الخسوف، باب الصلاۃ فی خسوف القمر، واللفظ لہٗ، معرفۃ السنن والآثار للبیھقی حدیث نمبر ۲۰۲۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۱۹۰.

[3] حدیث نمبر ۱۱۹۵، کتاب الاستسقاء، باب من قال یرکع رکعتین، واللفظ لہٗ، الدعاء للطبرانی حدیث نمبر ۲۱۱۵، مستخرج ابی عوانہ حدیث نمبر ۱۹۸۵.

قال البيهقی :هذا مرسل، أبو قلابة لم يسمع من النعمان.

قلت :صرح فيه الكمال بسماعه من النعمان .وقال ابن حزم :أبو قلابة أدرک النعمان، وروی هذا الخبر عنه .وصرح ابن عبد البر بصحة هذا الحديث وقال :من أحسن حديث ذهب إليه الكوفيون حديث أبی قلابة عن النعمان، فصار قول البيهقی " :لم يسمعه منه "دعوی بلا دليل(شرح سنن أبی داود للعينی، كتاب الاستسقاء، بَابُ مَنْ قَالَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْن)

(۴)......اور ایک روایت میں ہے:

كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ وَيَسْأَلُ حَتّٰى اِنْجَلَتْ (شرح معانی الآثار) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ دو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرنے لگے، اور سورج گرہن کے (ختم یا موجود ہونے کے) بارے میں سوال کرنے لگے ، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز دو رکعت سے زیادہ پڑھنا بھی درست ہے۔ [۲]

(۵)......حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ، سورج گرہن کے وقت حضور ﷺ کے بارے

---

[۱] حدیث نمبر ۱۹۴۳، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف کیف ھی ؟، واللفظ لہٗ، سنن البیہقی حدیث نمبر ۶۵۶۲، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی حدیث نمبر ۲۰۲۸.

[۲] بعض حضرات کے بقول حضور ﷺ کے زمانے میں صرف ایک مرتبہ گرہن ہوا تھا، لیکن بعض فلکیین کا کہنا ہے کہ ایک سال میں سات گہن کا واقع ہونا ممکن ہے، جن میں سے پانچ کسوف اور دو خسوف ہونگے، عموماً سال میں دو دفعہ سورج کو گرہن لگتا ہے (فلکیاتِ جدیدہ، از محدث حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ، صفحہ ۲۴۲، باب نمبر ۴۲)

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی صاحب نے اپنی مذکورہ کتاب میں ۲۳ سالہ عہدِ نبوت کے کسوفِ شمس کی جو جدول تحریر فرمائی ہے، اس میں ۲ ہجری سے ۱۰ ہجری تک ۱۰ مرتبہ کسوف کا ذکر فرمایا ہے (ملاحظہ ہو: فلکیاتِ جدیدہ، صفحہ ۲۴۵)

لہٰذا اگر زمانۂ نبوت میں کسوف کے تعدد کو تسلیم کرلیا جائے، تو اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات کو بھی مختلف واقعات پر محمول کرنا درست ہوجاتا ہے۔

أخرجه عبد الرزاق بإسناد صحيح عن أبي قلابة أنه كلما ركع ركعة أرسل رجلا لينظر هل انجلت قلت فهذا يدل على أن السؤال فی حديث النعمان كان بالإرسال لا بالإشارة وأنه كلما كان يصلی ركعتين على العادة يرسل رجلا يكشف عن الانجلاء فإن قلت قوله ركع ركعة يدل على تكرار الركوع قلت لا نسلم ذلک بل المراد كلما ركع ركعتين من باب إطلاق الجزء على الكل وهو كثير (عمدة القاری، ابواب الكسوف، باب الصلاة فی كسوف الشمس)

فهذه الروايات لاسيما رواية احمد تدل على انه صلى فی الكسوف اربع ركعات او ازيد من ذلک ، وقد صرح فقهائنا رحمهم الله تعالىٰ بجواز اربع ركعات واكثر منها فی الكسوف كما فی البدائع، فيمكن ان يقال انه ركع فی شفع من صلاه ركوعا فی كل ركعة وفی اخری ركوعين وفی بعضها ثلاثا او اربعا وعامة الصحابة رضی الله عنهم لم يقصدوا بيان عدد الركعتان واهتموا ببيان كيفية الصلاة والبعض منهم قد بينه كالنعمان بن بشير وقبيصة الهلالی واما الالفاظ الذی يتبادر منها الاقتصار على الركعتين فقط فتحتمل الاختصار والتاويل كمايظهر بادنی تامل والله سبحانه وتعالىٰ اعلم بالصواب (فتح الملهم ج ۲ ص ۴۵۳، كتاب الكسوف)

میں فرماتے ہیں:

فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتّٰى جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُوْرَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ اُٹھا کر دعا کر رہے تھے، اور تکبیر پڑھ رہے تھے، اور تحمید اور تہلیل کر رہے تھے، یہاں تک کہ سورج صاف ہوگیا، تو آپ نے (دو رکعتوں میں) دو سورتیں پڑھیں، اور دو رکوع کیے (ترجمہ ختم)

(۶)......اور ابنِ خزیمہ کی روایت میں ہے:

فَانْتَهَيْتُ وَهُوَ قَائِمٌ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ ، وَيُكَبِّرُ ، وَيَحْمَدُ ، وَيَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلَتْ ، وَقَرَأَ سُوْرَتَيْنِ ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (صحيح ابن خزيمة) [2]

ترجمہ: پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا آپ کھڑے ہوئے تھے، اپنے ہاتھ اُٹھا رکھے تھے، تسبیح، تکبیر اور تحمید اور دعا کر رہے تھے، یہاں تک کہ سورج صاف ہوگیا، اور آپ نے (دو رکعتوں میں) دو سورتیں پڑھیں، اور دو رکوع کیے (ترجمہ ختم)

(۷)......اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے:

فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ قَائِمٌ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ، وَيَحْمَدُ رَبَّهُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلَتْ ، وَقَرَأَ سُوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَتَيْنِ (مستدرک حاكم ،حديث نمبر ۱۱۷۴) [3]

ترجمہ: پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا آپ کھڑے ہوئے تھے، اپنے ہاتھ اُٹھا رکھے تھے، اپنے رب کی تسبیح، تکبیر اور تحمید اور دعا کر رہے تھے، یہاں تک کہ سورج

---

[1] حديث نمبر ۲۱۵۷، كتاب الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف الصلاة جامعة، واللفظ لهٗ، مسند احمد، حديث نمبر ۲۰۶۱۷، ابوداؤد حديث نمبر ۱۱۹۷، مستخرج ابی عوانة حديث نمبر ۱۹۸۰.

[2] حديث نمبر ۱۲۹۹، ابواب صلاة الكسوف.

[3] قال الحاكم: " هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "ووافقه الذهبی فی التعليق(حواله بالا)

Idara Ghufran

صاف ہوگیا، اور آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

(۸)......اور مستخرج ابی عوانہ کی ایک روایت میں ہے:

فَقُمْنَا خَلْفَ ظَهْرِهِ ، فَجَعَلَ يُكَبِّرُ ، وَيُسَبِّحُ ، وَيَدْعُوْ ، حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ، وَقَرَأَ سُوْرَتَيْنِ(مستخرج ابی عوانة) [۱]

ترجمہ: پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کے پیچھے کھڑے ہوئے، آپ نے تکبیر اور تسبیح اور دعا کرنا شروع کی، یہاں تک کہ سورج صاف ہوگیا، اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور دو سورتوں کی قرأت کی (ترجمہ ختم)

(۹)......اور نسائی کی روایت میں ہے:

فَأَتَيْتُهُ مِمَّا يَلِيَ ظَهْرَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا قَالَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ(سنن النسائی) [۲]

ترجمہ: پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کے قریب آیا، آپ مسجد میں موجود تھے، پھر آپ نے تسبیح اور تکبیر اور دعاء شروع کی، یہاں تک کہ سورج صاف ہوگیا، پھر آپ نے کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھیں، اور (ان میں) چار سجدے کئے (یعنی ہر رکعت میں دو سجدے) (ترجمہ ختم)

اکثر روایات میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ویسے ہی کھڑے ہوکر دعا کرنے کا ذکر ہے، نماز میں کھڑے ہوکر اس دعا کے کرنے کا ذکر نہیں، جیسا کہ گزشتہ روایات سے معلوم ہوتا ہے، البتہ عبدالاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ نے جو روایت کی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں۔

فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلَاةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا(مسلم) [۳]

---

[۱] حديث نمبر ۱۹۷۹، كتاب الصلاة، باب ذكر الخبر المبين أن النبى صلى الله عليه وسلم كان رافعا يديه قائما فى كسوف الشمس إلى القبلة الخ.

[۲] حديث نمبر ۱۴۵۹، باب التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالدُّعَاءِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ.

[۳] حديث نمبر ۲۱۵۸، كتاب الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف الصلاة جامعة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ نماز میں کھڑے ہوئے تھے، اپنے ہاتھ اُٹھا رکھے تھے، آپ تسبیح اور تحمید، تہلیل اور تکبیر اور دعا میں مشغول ہوگئے، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

دوسری بکثرت روایات کے پیشِ نظر محدثین نے اس روایت میں نماز میں کھڑے ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ درحقیقت نماز نہیں پڑھ رہے تھے، بلکہ نماز کی ھیئت میں کھڑے ہوئے تھے، نماز کی طرح قبلہ کی طرف منہ تھا، اور لوگ آپ کے پیچھے صف بہ صف موجود تھے، یا پھر یہ کہ یہاں صلاۃ کا لفظ دعا کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے دعا میں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ [1]

جن روایتوں میں سورج گرہن ختم ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، ان میں یا تو سورج گرہن ختم ہونے سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ گرہن کی شدت ختم ہوگئی تھی، اور یا پھر ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دو رکعتیں سورج گرہن ختم ہونے کے بعد بطورِ شکرانہ پڑھی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی، اور اس آزمائش کی گھڑی سے لوگوں کو نجات عطا فرمائی، اور گرہن کی نماز آپ دعا سے پہلے پڑھ چکے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہرحال گرہن کی نماز کم از کم دو رکعت ہے، اور اس سے زیادہ پڑھنا بھی احادیث کی رو سے جائز ہے، اور نماز کے بعد دعا بھی کرنی چاہیے۔

البتہ گرہن ختم ہونے تک نماز و دعا میں مشغولی رہنی چاہیے، اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے گرہن کی نماز لمبے قیام اور لمبے رکوع و سجدوں کے ساتھ ادا فرمائی تھی۔

(۱۰)...... چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشٰى أَنْ

---

[1] لأنظرن أى لأبصرن إلى ما حدث أى تجدد من السنة لرسول الله فى كسوف الشمس قال فأتيته وهو قائم فى الصلاة رافع يديه أى واقف فى هيئة الصلاة من القيام والاستقبال واجتماع الناس خلفه صفوفا أو الصلاة بمعنى الدعاء إذ لم يعرف مذهب أنه يرفع يديه فى صلاة الكسوف فى أوقات الأذكار (مرقاة المفاتيح ،كتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

تَـكُوْنَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ(بخاری) ۱؎

ترجمہ: سورج گرہن ہوا، تو نبی ﷺ گھبرا کر کھڑے ہوئے، قیامت قائم ہونے کے خوف سے، پھر مسجد میں آئے، اور اتنے لمبے قیام اور لمبے رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی، جو میں نے آپ کو کبھی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھی (ترجمہ ختم)

(۱۱)......اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنْـكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَـكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَـكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِـى الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ،ثُمَّ نَفَخَ فِىْ آخِرِ سُجُوْدِهٖ فَقَالَ أُفْ أُفْ .ثُـمَّ قَالَ رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِىْ أَنْ لَّا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيْهِمْ أَلَمْ تَعِدْنِىْ أَنْ لَّا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سنن أبى داوٗد) ۲؎

۱؎ حديث نمبر ۹۹۹،ابواب الكسوف ، بَاب الذِّكْرِ فِى الْكُسُوفِ.

۲؎ حـديـث نـمبـر ۱۱۹۶،كتاب الاستسقاء، باب من قال يركع ركعتين،واللفظ لهٗ، مسند احمد حـديـث نـمبـر ۶۴۸۳،صـحيـح ابـن خـزيـمة،حديث نمبر ۱۳۱۳ باب تطويل السجود فى صلاة الكسوف، الشمائل المحمدية للترمذى،حديث نمبر ۳۱۵، باب ما جاء فى بكاء رسول الله ﷺ.

حديث حسن .ابن فضيل -وهو محمد-، وإن سمع من عطاء بعد اختلاطه؛ قد تابعه شعبة فى الرواية (6763) ، وسفيان (6868) ، وهـمـا مـمـن سـمـع مـن عـطـاء قـديـماً قبل الاختلاط، وباقى رجاله ثقات(حاشية مسند احمد)

رَوَاهُ التِّـرْمِـذِىّ فِـى الشَّـمَـائِل عَن قُتَيْبَة عَن جرير فَوَقع لنا بَدَلا لَهُ عَالِيا وَهَكَذَا رَوَاهُ شُعْبَة وَحَمَّاد بن سَـلـمَة وسُـفْيَـان الثَّـوْرِىّ وزائـدة وَغَيـرهم عَن عَطاء وَعَطَاء بن السَّائِب ثِقَة ضعف من قبل اخْتِلَاطه فَـمِـمَّـنْ سـمع مِنهُ من قبل الِاخْتِلَاط شُعْبَة قيل وَحَمَّاد بن سَلمَة فَالْحَدِيث ز 105ب عَلَى هَذَا قوى وَقد وثق السَّائِب الْعجلِىّ وَابْن حبَان وَأخرج هَذَا الحَدِيث ابْن خُزَيْمَة فِى صَحِيحه من طرق مِنْهَا عَن يُـوسُـف بـن مُـوسَى عَن جرير مطولا وَمن طَرِيق الثَّوْرِىّ عَن عَطاء مُخْتَصرا وَصَححهُ مُحَمَّد بن جرير الطَّبَرِىّ أَيْضا ،وَأخرجه ابْن حبَان فِى صَحِيحه عَن أبى يعْلى وَعَن أبى خَيْثَمَة عَن ح 83أ جرير بِهِ وَمن طَـرِيـق زيـد بـن أبـى انيسة عَـن عَطاء قَالَ سَمِعت أبى يَقُول سَمِعت عبد الله بن عَمْرو فَذكره بِطُولِهِ وَعِـنْـدِى أَن الْبُـخَارِىّ إِنَّمَا علقه بِغَيْر صِيغَة الْجَزْم لِلاخْتِلَاف فِى عَطاء وَالله أعلم(تغليق التعليق على صحيح البخارى لابن حجر بَاب مَا يجوز من البصاق والنفخ فِى الصَّلَاة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، اور نہیں لگتا تھا کہ رکوع بھی کریں گے (یعنی لمبا قیام کیا) پھر رکوع کیا، تو نہیں لگ رہا تھا کہ رکوع سے سر اٹھائیں گے (یعنی لمبا رکوع کیا) پھر رکوع سے سر اٹھایا تو نہیں لگ رہا تھا کہ سجدہ میں بھی جائیں گے، پھر سجدہ کیا تو اس میں سے سر نہیں اٹھا رہے تھے (یعنی لمبا سجدہ کیا) پھر سجدے سے سر اٹھایا، تو دوسرا سجدہ نہیں کر رہے تھے، پھر جب دوسرے سجدے میں تشریف لے گئے، تو اس سے نہیں اٹھ رہے تھے، پھر دوسرے سجدے سے اٹھے، اور دوسری رکعت میں اسی طرح کیا، پھر آخری سجدے میں سانس لیا، اور اف اف کہا (یعنی اس شکل میں بغیر حروف کے آواز نکلی) پھر یہ دعا کی کہ اے میرے رب! کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا کہ آپ میری لوگوں میں موجودگی کے وقت ان کو عذاب نہیں دیں گے، کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا کہ آپ ان کو عذاب نہیں دیں گے، جب کہ یہ استغفار کر رہے ہوں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے لمبے قیام، لمبے رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی تھی، اور سجدے میں دعا بھی فرمائی تھی، تاکہ گرہن کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع جاری رہے۔ [۱]

گرہن کی نماز میں رکوع وسجود کی تعداد

گرہن کی نماز کی ہر رکعت میں کتنے رکوع اور کتنے سجدے ہیں؟

اس سلسلہ میں احادیث میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے اس مسئلہ میں فقہائے کرام کے درمیان بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔

اور بہت سے فقہاء ایک رکعت میں دو رکوع اور دو سجدوں کے قائل ہیں، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور

---

[۱] الْمُصَلِّيَ إنْ شَاءَ طَوَّلَهُمَا ، وَإِنْ شَاءَ قَصَّرَهُمَا إذَا وَصَلَهُمَا بِالدُّعَاءِ حَتَّى تَنْجَلِيَ الشَّمْسُ .وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدٍ -رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى ، وَهُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا ؛ لِأَنَّا رَأَيْنَا سَائِرَ الصَّلَاةِ مِنْ الْمَكْتُوبَاتِ وَالتَّطَوُّعِ مَعَ كُلِّ رَكْعَةٍ سَجْدَتَيْنِ فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ هَذِهِ الصَّلَاةُ كَذَلِكَ (شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ كَيْفَ هِيَ ؟)

www.idaraghufran.org

بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدوں کی تعداد عام دوسری نمازوں کی طرح ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے۔ [1]

ان حضرات کا کہنا ہے کہ کثرت سے جن احادیث میں سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر نماز پڑھنے کا حکم مذکور ہے، ان میں نماز کا کوئی خاص دوسرا طریقہ بیان نہیں کیا گیا (جیسا کہ وہ احادیث پہلے گزریں)

اس کے علاوہ کئی احادیث میں گرہن کی نماز کو عام نمازوں کی طرح پڑھنے کا ذکر ہے، بطورِ خاص قولی احادیث میں، اور اس کے برعکس کسی بھی قولی حدیث میں گرہن کی نماز کو کسی دوسرے طریقہ پر پڑھنے کا حکم مذکور نہیں۔

[1] السابع فی کمیة عدد رکعاتها فعند اللیث بن سعد ومالک والشافعی وأحمد وأبی ثور صلاة الکسوف رکعتان فی کل رکعة رکوعان وسجودان فتکون الجملة أربع رکوعات وأربع سجدات فی رکعتین وعند طاووس وحبیب بن أبی ثابت وعبد الملک بن جریج رکعتان فی کل رکعة أربع رکوعات وسجدتان فتکون الجملة ثمان رکوعات وأربع سجدات ویحکی هذا عن علی وابن عباس رضی الله تعالی عنهم وعند قتادة وعطاء بن أبی رباح وإسحاق وابن المنذر رکعتان فی کل رکعة ثلاث رکوعات وسجدتان فتکون الجملة ست رکوعات وأربع سجدات وعند سعید بن جبیر وإسحاق بن راهویه فی روایة ومحمد بن جریر الطبری وبعض الشافعیة لا توقیت فیها بل یطیل أبدا ویسجد إلی أن تنجلی الشمس وقال عیاض وقال بعض أهل العلم إنما ذلک بحسب مکث الکسوف فما طال مکثه زاد تکریر الرکوع فیه وما قصر اقتصر فیه وما توسط اقتصد فیه قال وإلی هذا نحا الخطابی ویحیی وغیرهما وقد یعترض علیه بأن طولها ودوامها لا یعلم من أول الحال ولا من الرکعة الأولی وعند إبراهیم النخعی وسفیان الثوری وأبی حنیفة وأبی یوسف ومحمد هی رکعتان کسائر صلاة التطوع فی کل رکعة رکوع واحد وسجدتان ویروی ذلک عن ابن عمر وأبی بکرة وسمرة بن جندب وعبد الله بن عمرو وقبیصة الهلالی والنعمان بن بشیر وعبد الرحمن ابن سمرة وعبد الله بن الزبیر ورواه ابن أبی شیبة عن ابن عباس وفی (المحیط) عن أبی حنیفة إن شاؤا صلوها رکعتین وإن شاؤا أربعا وفی (البدائع) وإن شاؤا أکثر من ذلک هکذا رواه الحسن عن أبی حنیفة وعند الظاهریة یصلی لکسوف الشمس خاصة إن کسفت من طلوعها إلی أن یصلی الظهر رکعتین وإن کسفت من بعد صلاة الظهر إلی أخذها فی الغروب صلی أربع رکعات کصلاة الظهر والعصر وفی کسوف القمر خاصة إن کسف بعد صلاة المغرب إلی أن یصلی العشاء الآخرة صلی ثلاث رکعات کصلاة المغرب وإن کسفت بعد صلاة العتمة إلی الصبح صلی أربعا کصلاة العتمة واحتجوا فی ذلک بحدیث النعمان بن بشیر إذا خسفت الشمس والقمر فصلوا کأحدث صلاة صلیتموها (عمدة القاری،ابواب الکسوف، باب الصلاة فی کسوف الشمس)

ان حضرات کا استدلال درجِ ذیل اور ان جیسی احادیث سے ہے۔

(۱)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ (بخاری) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ سورج گرہن ہوگیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اپنی چادر کو کھینچ رہے تھے (یعنی جلدی چل رہے تھے) یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے، اور ہم بھی ساتھ داخل ہوئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، یہاں تک کہ سورج گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ شروع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور نماز میں بھی ساتھ ہی شریک ہوئے تھے۔

اس حدیث میں کسی دوسرے طریقہ سے سورج گرہن کی نماز پڑھنے کا ذکر نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز میں رکوع وسجدوں کی تعداد عام نمازوں کی طرح ہے۔

جبکہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں سورج گرہن کی نماز عام نمازوں کی طرح پڑھنے کا صراحتاً بھی ذکر ہے۔

(۲)......چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّوْنَ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز دو رکعتیں پڑھیں، اسی طریقہ سے جس طرح لوگ (دوسری عام) نماز پڑھتے ہیں (ترجمہ ختم)

---

[1] حديث نمبر ۹۸۲، ابواب الكسوف، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ.

[2] حديث نمبر ۱۵۰۱، باب الْأَمْرُ بِالدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ، واللفظ لهٗ، الاوسط لابن المنذر حديث نمبر ۲۸۲۱.

تحقيق الألباني: صحيح (صحيح وضعيف سنن النسائی، حواله بالا)

Idara Ghufran

(۳)......اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت ابوبکرہ کے یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هٰذِهٖ وَذَكَرَ كُسُوْفَ الشَّمْسِ (سنن النسائی حدیث نمبر ۱۴۹۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں، تمہاری اس نماز کی طرح، اور سورج گرہن کا ذکر فرمایا (ترجمہ ختم)

(۴)......اور صحیح ابنِ خزیمہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا تُصَلُّوْنَ (صحيح ابن خزيمة) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے گرہن کی دو رکعتیں اسی طرح پڑھیں، جس طرح تم عام نمازیں پڑھتے ہو (ترجمہ ختم)

(۵)......اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هٰذِهٖ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (سنن البيهقى) [2]

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج اور چاند گرہن کے موقع پر تمہاری اِس نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

(۶)......اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ (صحيح ابنِ حبان) [3]

---

[1] حديث نمبر ۱۳۰۰، باب الأمر بالدعاء مع الصلاة عند كسوف الشمس والقمر.

[2] حديث نمبر ۶۵۸۴، واللفظ لهٗ، معرفة السنن والآثار للبيهقى حديث نمبر ۲۰۲۹، مستدرك حاكم حديث نمبر ۱۱۹۰.

[3] حديث نمبر ۲۸۳۷، ذكر خبر أوهم عالما من الناس أن صلاة الكسوف كسائر الصلوات سواء.

قال شعيب الأرنؤوط :رجاله ثقات غير عبدالكريم بن عبدالله السكرى لم أقف له على ترجمة (حاشية ابنِ حبان)

Idara Ghufran

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج اور چاند گرہن کی دو رکعتیں تمہاری نماز کی طرح پڑھیں (ترجمہ ختم)

ان قولی وفعلی احادیث سے معلوم ہوا کہ سورج وچاند گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدوں کی تعداد دوسری نمازوں کی طرح ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے۔ [1]

(۷)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ (سنن النسائی، حدیث نمبر ۱۴۸۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت میں ہماری (عام) نمازوں کی طرح رکوع وسجدے کے ساتھ نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۸)......اور حضرت نعمان کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ كَمَا تُصَلُّوْنَ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ (شرح معانی الآثار) [2]

---

[1] والمتبادر إلى الفهم :التشبيه بصلاة ركعتين ، يتطوع بهما .وهـذا مما تعلّق به من قال :إن صلاة الكسوف ليس فيها ركوع زائد(فتح الباری۔ لابن رجب باب الصلاة فی كسوف الشمس)

التشبيه، أنه فی وحدة الركوع لا فی تعدد الركعتين .فإنه لم يثبت عنه فی لفظ :أن صلوا كصلاتی هذه، بل أتى فيه إما بالأمر بالصلاة المطلقة، أو بالتشبيه بصلاة الصبح .وفيه إيماء إلى ما قلنا وتشييد ما ذهبنا(فيض الباری باب قول النبی صلى الله عليه وسلم يخوف الله عباده بالكسوف)

وظاهر هذين الحديثة أن الركعتين بركوع واحد ، وقد تكلفوا للجواب عنهما فقال النووی :قوله :سب "وصلى ركعتين "يعنى :فی كل ركعة قياما وركوعا .وقال القرطبی :يحتمل أنه إنما أخبر عن حكم ركعة واحدة، وسكت عن الأخرى.

قلت :وفی هذين الجوابين إخراج اللفظ عن ظاهره، وهو لا يجوز إلا بدليل، وأيضا فلفظ النسائی " :كما يصلون "، وابن حبان " :مثل صلاتكم "يرد ذلک ، وتأوله المازری على أنها كانت صلاة تطوع لا كسوف، فإنه إنما صلى بعد الانجلاء ، وابتداؤها بعد الانجلاء لا يجوز(شرح سنن أبی داودلبدر الدين العينی بابصلاة الكسوف)

[2] حديث نمبر ۱۹۴۰ ،كتاب الصلاة، بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ كَيْفَ هِيَ ؟.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی ﷺ سورج گرہن کی نماز اسی طرح پڑھتے تھے، جس طرح تم پڑھتے ہو، ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ (ترجمہ ختم)

(۹)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا (سنن النسائی، حدیث نمبر ۱۴۸۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند گرہن ہو، تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے نئی (یعنی فجر کی) نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

نئی نماز سے فجر کی نماز مراد ہے، کیونکہ گرہن کی نماز اشراق کے وقت پڑھی گئی تھی، اور اس وقت کی نئی (یعنی قریب ترین) نماز فجر ہی تھی۔ [1]

(۱۰)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا بَدَا لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ

---

[1] ومنها الأمر بأن يجعلوه كأحدث صلاة من المكتوبة وهي الصبح فإن كسوف الشمس كان عند ارتفاعها قيد رمحين على ما في حديث سمرة فأفاد أن السنة ركعتان أقول ويمكن حمل الأحدث على الأقل استعارة من حداثة السن فإنه يعبر بها عن صغره بمعنى قلة عمره (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

قوله :(فصلى بنا ركعتين) فلم يخرج البخارى أول إلا ما لم يكن فيه تعدد الركوع . وأقر الحافظ رحمه الله تعالى أنه أشار إلى جواز الاكتفاء بركوع واحد وإن كان الكمال في الركوعين .ووجه الاستدلال منه أنه حمل الصلاة على الصلاة المطلقة وليس فيها إلا ركوع واحد .وحيئنذ قوى تمسك الحنفية بما عند أبى داود، فإنه على نحو تمسك الإمام، لأنا نحمل قوله :فصلوها كأحدث صلاة صليتموها ...إلخ أى صلاة الفجر وفيها ركوع واحد .ولو كان التشبيه فى العدد فقط، لناسب أن يحيل على صلاة صلاها فى الكسوف، فترك الأقرب والإحالة على الأبعد دليل على أنه أراد به وحدة الركوع أيضا(فيض البارى،ابواب الكسوف، باب الصدقة فى الكسوف)

الْمَكْتُوبَةِ(سنن النسائی،حدیث نمبر ۱۴۸۴) [۱]

ترجمہ: سورج اور چاند کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، بے شک اللہ عزوجل جب کسی چیز پر اپنی تجلی ڈالتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ ہو جاتی ہے، پس جب تم گرہن دیکھو تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے نئی (یعنی فجر کی) فرض نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

ان قولی و فعلی احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز، فجر کی نماز کی طرح ہے، یعنی گرہن کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں۔ [۲]

---

[۱] قال البیهقی :هذا مرسل، أبو قلابة لم يسمع من النعمان.
قلت :صرح فيه الكمال بسماعه من النعمان .وقال ابن حزم :أبو قلابة أدرک النعمان، وروى هذا الخبر عنه .وصرح ابن عبد البر بصحة هذا الحديث وقال :من أحسن حديث ذهب إليه الكوفيون حديث أبی قلابة عن النعمان، فصار قول البيهقی " :لم يسمعه منه "دعوى بلا دليل(شرح سنن أبی داود للعينی،کتاب الاستسقاء، بَابُ :مَنْ قَالَ :يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ)
وقال بإثره :اختلف فی إسناد هذا الحديث .لم يزد على (هذا ، ومدار الاختلاف المذكور على أبی قلابة ، فيروى) عنه عن النعمان ، ويروى عنه ، عن قبيصة بن المخارق الهلالی ، ويروى عنه عن هلال بن عامر ، عن قبيصة بن المخارق .وهذا النوع من الاختلاف فی الأسانيد لا يعدم فی أعداد ما لم يعرض له بشیء من الأحاديث التی ذكر ، فلا نراه علة ، والله أعلم(بيان الوهم والإيهام فی كتاب الأحكام للحافظ ابن القطان الفاسی ،باب ذكر الزيادة فی الأسانيد)
كحديث أبی قلابة عن النعمان بن بشير ، عن النبی صلى الله عليه وسلم صلوا كأحدث صلاة صليتموها من المكتوبة 'يعنی فی الكسوف وأتبعه أن قال :اختلف فی إسناد هذا الحديث .لم يزد على هذا ، وهو كما ذكر مختلف فيه ، ولكنه عندی اختلاف لا يضره ، وذلک أن قوما رووه عن أبی قلابة ، عن النعمان بن بشير ، عن النبی صلى الله عليه وسلم ، وقوما رووه عن أبی قلابة ، عن قبيصة بن المخارق الهلالی ، عن النبی صلى الله عليه وسلم ذكر الاختلاف فيه على أبی قلابة ، أبو بكر البزار فی روايته عن قبيصة .ولا بعد فی أن يكون عنده فيه جميع ذلک (بيان الوهم والإيهام فی كتاب الأحكام للحافظ ابن القطان الفاسی باب ذكر الزيادة فی الأسانيد)
قلت: ومن قال ان فی متنه اضطراب فهو ايضا لايضر.

[۲] (وصلوا كأحدث صلاة)فيه أنه ينبغی أن يلاحظ وقت الكسوف فيصلی لأجله صلاة هی مثل ما صلاها من المكتوبة قبيلها ويلزم منه أن يكون عند الركعات على حسب تلک الصلاة وأن يكون الركوع واحدا ومقتضى هذا الحديث أنه يجب على الناس العمل بهذا وإن سلم أنه صلى الله تعالى عليه وسلم صلى بركوعين لأن هذا أمر للناس وذلک فعل فليتأمل (حاشية السندی على النسائی، كتاب الكسوف)
والقول مقدم على الفعل(العرف الشذی شرح سنن الترمذی للكشميری ، ج۲ ص۵۸، باب ما جاء فی صلاة الكسوف)

Idara Ghufran

(۱۱)......حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ (ابو داؤد) [۱]

ترجمہ: پس جب تم سورج اور چاند گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو سورج و چاند گرہن کی اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے قریب ترین (یعنی فجر کی) فرض نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۱۲)......حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ ، وَلَا لِحَيَاتِهٖ ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا (مسند البزاز، حديث نمبر ۱۳۷۰، ۱۳۷۱) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ

---

[۱] حديث نمبر ۱۱۸۷، كتاب الاستسقاء، باب من قال أربع ركعات، واللفظ لهٗ، سنن نسائی حديث نمبر ۱۴۸۵، مسند احمد حديث نمبر ۲۰۶۰۷، مستدرک حاكم حديث نمبر ۱۱۸۴، الآحاد والمثانی لابنِ ابی عاصم حديث نمبر ۱۳۰۰، معجم الصحابة لابن قانع، حديث نمبر ۱۳۹۰.

قال الحاكم:

"هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَالَّذِي عِنْدِي أَنَّهُمَا عَلَّلَاهُ بِحَدِيثِ رَيْحَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ قَبِيصَةَ، وَحَدِيثٍ يَرْوِيهِ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ وُهَيْبٍ لَا يُعَلِّلُهُ حَدِيثُ رَيْحَانَ، وَعَبَّادٍ "(حواله بالا)

[۲] قال الهيثمی:

رواه البزار والطبرانی فی الاوسط والكبير ، وعبد الرحمن بن أبی ليلى لم يدرک بلالا وبقية رجاله ثقات.(مجمع الزوائد ، ج۲ ص۲۰۸)

عبد الرحمن بن أبی ليلى الأنصاری المدنی ثم الكوفی ثقة من الثانية (تقريب التهذيب ج۱ ص۵۸۸)

والمرسل حجة عند الاكثر لاسيما اذا تأيده الحديث الآخر.

www.idaraghufran.org

عز وجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم گرہن دیکھو تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے قریبی وقت کی (یعنی فجر کی) نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۱۳)......اور حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فِيمَا نَرٰى بَعْضَ (الٓر كِتَابٌ)(إِبْرَاهِيمُ)ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ اعْتَدَلَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُولٰى (مسند احمد، حديث نمبر ۲۳۶۲۹) [۱]

ترجمہ: پھر نبی ﷺ نے (سورج گرہن کی نماز کے لئے) قیام کیا، پھر اس میں ہمارے خیال میں ''الرا، کتاب'' (یعنی سورہ ھود) اور سورہ ابراہیم کے بعض حصے کی قرأت فرمائی، پھر رکوع فرمایا، پھر رکوع سے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہوئے، پھر دو سجدے کئے، پھر (دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوئے، اور جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا، اسی طرح دوسری رکعت میں کیا (ترجمہ ختم)

(۱۴)......اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں:

فَصَلّٰى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِيْ صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِيْ صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِيْ صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ (ابوداؤد) [۲]

---

[۱] قال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ، ج۲ص۲۰۷، باب الكسوف)

وفى حاشية مسند احمد:

إسناده جيد، رجاله رجال الصحيح. وأورده الهيثمي في "مجمع الزوائد 2/207"، وقال :رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح. وفي الباب عن عبد الله بن عمرو بن العاص، سلف برقم (6483) ، وذكرنا هناك أحاديث الباب، ونزيد عليها :حديث سمرة بن جندب، سلف برقم (20178). وحديث قبيصة بن مخارق، سلف برقم 20607)(حاشيه مسند احمد)

[۲] حديث نمبر ۱۱۸۲ ،كتاب الاستسقاء، باب من قال أربع ركعات.

Idara Ghufran

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے (سورج گرہن کی) نماز پڑھائی، اور ہمارے ساتھ اتنا لمبا قیام کیا کہ اتنا لمبا قیام ہمارے ساتھ کسی نماز میں کبھی نہیں کیا، ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی، پھر اتنا لمبا رکوع فرمایا کہ جتنا لمبا رکوع کبھی کسی نماز میں نہیں کیا، ہمیں نبی ﷺ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، پھر اتنا لمبا سجدہ کیا، کہ ہم نے کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا سجدہ نہیں کیا، ہمیں نبی ﷺ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کا عمل کیا (ترجمہ ختم)

(۱۵)......اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

فَانْتَهَيْتُ وَهُوَ قَائِمٌ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ ، وَيُكَبِّرُ ، وَيَحْمَدُ ، وَيَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلَتْ ، وَقَرَأَ سُوْرَتَيْنِ ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (صحيح ابن خزيمة) [1]

ترجمہ: پس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف پہنچا آپ کھڑے ہوئے تھے، اپنے ہاتھ اُٹھا رکھے تھے، تسبیح، تکبیر اور تحمید اور دعا کر رہے تھے، یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا، اور آپ نے (دو رکعتوں میں) دو سورتیں پڑھیں، اور دو رکوع کیے (ترجمہ ختم)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اور بھی روایات پہلے ذکر کی جا چکی ہیں، جن کے مجموعہ سے حضور ﷺ کا دو رکعتوں میں دو رکوع کرنا معلوم ہوتا ہے۔

اگرچہ مذکورہ احادیث میں سے بعض کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ احادیث ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ ضعف ختم ہو جاتا ہے، اور وہ حدیث مقبول وحسن درجے میں داخل ہو جاتی ہے، اور استدلال درست ہو جاتا ہے۔

(۱۶)......حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عروہ سے کہا کہ:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا صَلّٰى إِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ إِذْ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ أَجَلْ إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ (بخاری) [2]

---

[1] حديث نمبر ۱۲۹۹، ابواب صلاة الكسوف.

[2] تحت حديث رقم ۱۰۰۴، ابواب الكسوف ، بَاب الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ، واللفظ له، سنن البيهقى حديث نمبر ۶۵۳۱، شرح معانى الآثار بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ كَيْفَ هِيَ ؟

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں جب (گرہن کی) نماز پڑھی، تو فجر کی طرح صرف دو رکعتیں پڑھیں۔

حضرت عروہ نے فرمایا کہ جی ہاں! انہوں نے سنت طریقہ سے خطاء کی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ گرہن کی نماز، فجر کی نماز کی طرح رکوع وسجدوں کی تعداد کے ساتھ پڑھنے کے قائل تھے۔

البتہ حضرت عروہ جو کہ تابعی ہیں، وہ ایک رکعت میں دو رکوع کے قائل تھے، اس لئے انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمل سے اختلاف کیا۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحابی وتابعی کے عمل میں تقابل ہو تو صحابی کے عمل کا درجہ زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ صحابی کا عمل براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہوا ہوتا ہے۔ [1]

(۱۷)......اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَـانُوْا يَقُوْلُوْنَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَصَلَاتِكُمْ حَتّٰى تَنْجَلِيَ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

---

[1] فَهَـذَا عُـرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ قَدْ ذَكَرَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ صَلَّى لِكُسُوفِ الشَّمْسِ رَكْعَتَيْنِ وَعَبْدُ اللَّـهِ بْنُ الزُّبَيْرِ رَجُلٌ لَهُ صُحْبَةٌ وَقَدْ حَضَرَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ .فَأَمَّا قَوْلُ عُرْوَةَ (إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ) ذَلِكَ عِنْدَنَا لَيْسَ لِشَيْءٍ(شرح معانى الآثار بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ كَيْفَ هِيَ ؟)

لفظ مسلم قوله فقلت القائل هو الزهرى قوله أن أخاك يعنى عبد الله بن الزبير قوله مثل الصبح أى مثل صلاة الصبح فى العدد والهيئة قوله قال أجل أى قال عروة نعم صلى كذلك وفى رواية ابن حبان فقال أجل كذلك صنع لأنه إخطأ السنة أى لأن عبد الله بن الزبير أخطأ السنة لأن السنة هى أن تصلى فى كل ركعة ركوعان وقال بعضهم وتعقب بأن عروة تابعى وعبد الله صحابى فالأخذ بفعله أولى ثم أجاب بما حاصله إن ما صنعه عبد الله يتأدى به أصل السنة وإن كان فيه تقصير بالنسبة إلى كمال السنة ويحتمل أن يكون عبد الله أخطأ السنة من غير قصد لأنها لم تبلغه قلت وقد قلنا فى أول أبواب الكسوف إن عروة أحق بالخطأ من عبد الله الصاحب الذى عمل بما علم وعروة أنكر ما لا يعلم ولا نسلم أنها لم تبلغه لاحتمال أنه بلغه من أبى بكرة أو من غيره مع بلوغ حديث عائشة إياه فاختار حديث أبى بكرة لموافقته القياس فإذا لا يقال فيه إنه أخطأ السنة والله أعلم بالصواب(عمدة القارى باب خطبة الإمام فى الكسوف)

[2] حديث نمبر ۸۳۹۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف كم هى؟

ترجمہ: صحابہ وتابعین گرہن کے وقت تمہاری نماز کی طرح کی نماز پڑھنے کا فرماتے تھے ، گرہن ختم ہونے تک (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث وروایات سے استدلال کرتے ہوئے فقہائے احناف نے فرمایا کہ سورج اور چاند گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدوں کی تعداد عام نمازوں کی طرح ہی ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں۔

البتہ مذکورہ احادیث کے برعکس کئی فعلی احادیثِ صحیحہ میں حضور ﷺ کا سورج گرہن کی نماز میں عام نمازوں سے مختلف تعداد میں رکوع وسجدے کرنے کا ذکر ملتا ہے (چنانچہ بعض احادیث میں ایک رکعت میں دو رکوع اور ایک سجدے کا، اور بعض میں ایک رکعت میں دو رکوع اور دو سجدوں کا اور بعض میں اس سے بھی مختلف تعداد کا ذکر ملتا ہے) [1]

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي سَجْدَتَيْنِ الْأَوَّلُ الْأَوَّلُ أَطْوَلُ (بخاری حدیث نمبر ۱۰۰۳)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتْ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُولَى (بخاری حدیث نمبر ۹۸۶)

عَائِشَةَ -أَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -فَقَامَ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ قَائِمًا ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِي ثَلاَثِ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ (مسلم حدیث نمبر ۲۱۳۴، واللفظ لهٗ، سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۱۷۹)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَاكَ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ (مسلم حدیث نمبر ۲۱۳۸)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتْ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ (بخاری حدیث نمبر ۹۹۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن فقہائے احناف نے مختلف قسم کی احادیث میں غور وفکر کرتے ہوئے پہلی قسم کی احادیث کو عمل کے لحاظ سے راجح قرار دیا ہے، کیونکہ ایک تو یہ احادیث عام نمازوں میں شریعت کی طرف سے مقرر کردہ رکوع وسجدوں کی تعداد کے مطابق ہیں، دوسرے ان میں قولی وفعلی دونوں قسم کی احادیث ہیں، جبکہ دیگر احادیث صرف فعلی درجہ کی ہیں، اور قولی احادیث کو عام حالات میں فعلی احادیث پر ترجیح حاصل ہوا کرتی ہے۔

اور جن احادیث میں گرہن کی نماز میں عام نمازوں کے مقابلہ میں رکوع وسجدوں کی مختلف تعداد کا ذکر ہے۔ تو ان میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے، کسی میں ایک رکعت میں دو رکوع، اور کسی میں تین رکوع، اور کسی میں چار رکوع، اور کسی میں پانچ رکوع کا ذکر ہے، اور سجدوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔

ایسے اختلاف کی صورت میں اِن کے بجائے اُن احادیث پر عمل زیادہ مناسب ہے، جو دوسری عام نمازوں کے رکوع وسجود کی تعداد کے مطابق ہیں، جن کے بارے میں کسی کا اختلاف ہی نہیں، یعنی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَطَاءٍ مِثْلُ ذَلِكَ(سنن نسائی حديث نمبر ۱۴۶۶ ،بَاب كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ ،السنن الكبرىٰ للنسائی حديث نمبر ۵۰۶ ، قال أبو عبد الرحمن هذا حديث جيد)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا

قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنِ عُمَرَ وَقَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَق(ترمذی حديث نمبر ۵۱۳، باب ماجاء فی صلاة الكسوف)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -وَإِنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم -صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةً مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا(ابوداؤد حديث نمبر ۱۱۸۴)

دوسری عام نمازوں کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا ہونا۔
لہٰذا فعلی احادیث میں اختلاف کے وقت قولی احادیث اور ان فعلی احادیث پر عمل راجح ہوگا، جو اصول وقواعد کے مطابق ہیں۔ ۱؎
اور فقہائے احناف نے عام نمازوں کے مقابلہ میں حضور ﷺ کے گرہن کی نماز میں مختلف تعداد میں رکوع وسجدوں کے کرنے والی احادیث کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ نے گرہن کی نماز میں عام نمازوں کی طرح ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے فرمائے تھے، لیکن غیر معمولی لمبے رکوع اور لمبے سجدے فرمائے تھے، جس کی وجہ سے بعض پیچھے کے مقتدیوں نے درمیان میں سر اٹھا کر دیکھا کہ کہیں آپ ﷺ رکوع سے تو نہیں اٹھ گئے، اور جب نظر آیا کہ آپ ﷺ ابھی تک رکوع میں ہیں، تو دوبارہ یا سہ بارہ رکوع میں چلے گئے، جس سے پیچھے والوں نے انہیں دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ دوسرا یا تیسرا رکوع ہوا ہے، وغیرہ۔
اور پھر انہوں نے اپنے گمان کے مطابق اسی طرح بیان کر دیا۔ ۲؎

۱؎ فإن قالوا الزيادة المذكورة ثبتت فی رواية الحفاظ الثقات فوجب قبولها والعمل بها قلنا قد ثبت عند مسلم عن عائشة وجابر رضی الله تعالی عنهما أن فی كل ركعة ثلاث ركوعات وعنده عن ابن عباس أن فی كل ركعة ثلاث ركوعات وعند أبی داود عن أبی بن كعب وعند البزار عن علی أن فی كل ركعة خمس ركوعات فما كان جوابهم فی هذه فهو جوابنا فی تلك ثم إن هذا القائل نقل عن صاحب (الهدی) أنه نقل عن الشافعی وأحمد والبخاری أنهم كانوا يعدون الزيادة على الركوعين فی كل ركعة غلطا من بعض الرواة قلت ينبغی أن لا يؤاخذ بهذا لأنه ثبت فی (صحيح مسلم) ثلاث ركوعات وأربع ركوعات كما ذكرناه الآن(عمدة القاری، ابواب الكسوف، باب الصدقة فی الكسوف)

۲؎ (ولنا) ما روی محمد بإسناده عن أبی بكرة أنه قال (: كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يجر ثوبه حتى دخل المسجد فصلى ركعتين فأطالهما حتى تجلت الشمس وذلك حين مات ولده إبراهيم ، ثم قال :إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى ، وإنهما لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته ، فإذا رأيتم من هذه الأفزاع شيئا فافزعوا إلى الصلاة والدعاء ؛ لينكشف ما بكم) ومطلق اسم الصلاة ينصرف إلى الصلاة المعهودة .وفی رواية عن أبی بكرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم (صلى ركعتين نحو صلاة أحدكم) ، وروى الجصاص عن علی والنعمان بن بشير وعبد الله بن عمر وسمرة بن جندب والمغيرة بن شعبة رضی الله عنهم أن النبی صلى الله عليه وسلم (صلى فی الكسوف ركعتين كهيئة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر بعض حضرات نے اس جواب کو راجح نہیں سمجھا، کیونکہ بعض احادیث سے صراحتاً حضور ﷺ کا ’’سمع اللہ لمن حمدہٗ‘‘ کہہ کر دوبارہ رکوع کرنا ثابت ہے، اس لئے انہوں نے اس کے بجائے یہ فرمایا کہ حضور ﷺ پر گرہن کی نماز پڑھانے کے دوران مختلف غیر معمولی واقعات پیش آئے تھے، جس میں آپ کو جنت وجہنم کا نظارہ بھی کرایا گیا تھا، لہٰذا اس نماز میں آپ نے عام نمازوں کے مقابلہ میں کئی رکوع فرمائے تھے، لیکن یہ رکوع، سجدۂ شکر کی طرح کے (رکوعاتِ تخشّع) تھے، سورج گرہن کی نماز کا جزو نہیں تھے، کہ آئندہ تمام امتیوں کے لئے بھی اس طرح کرنے کا حکم ہو، لہٰذا بعض احادیث میں ان کو بھی ذکر کر دیا گیا، اور بعض میں اصل نماز کے رکوع وسجود کا ذکر کیا گیا، اور دوسرے رکوع وسجود کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلاتنا) ، والجواب عن تعلقه بحديث ابن عباس وعائشة رضى الله عنهما أن روايتهما قد تعارضت روى كما قلتم .وروى أنه صلى أربع ركعات في أربع سجدات ، والمتعارض لا يصلح معارضا ، أو نقول تعاضد ما روينا بالاعتبار بسائر الصلوات ؛ فكان العمل به ، أولى أو نحمل ما رويتم على أن النبي صلى الله عليه وسلم ركع فأطال الركوع كثيرا زيادة على قدر ركوع سائر الصلوات ؛ لما روى أنه عرض عليه الجنة والنار في تلك الصلاة فرفع أهل الصف الأول رء وسهم ظنا منهم أنه صلى الله عليه وسلم رفع رأسه من الركوع فرفع من خلفهم رء وسهم فلما رأى أهل الصف الأول رسول الله صلى الله عليه وسلم راكعا ركعوا وركع من خلفهم ، فلما رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه من الركوع رفع القوم رء وسهم فمن كان خلف الصف الأول ظنوا أنه ركع ركوعين فرووا على حسب ما وقع عندهم ، وعلم الصف الأول حقيقة الأمر فنقلوا على حسب ما علموه ، ومثل هذا الاشتباه قد يقع لمن كان في آخر الصفوف ، وعائشة رضي الله عنها كانت واقفة في خير صفوف النساء وابن عباس في صف الصبيان في ذلك الوقت فنقلا كما وقع عندهما ، فيحمل على هذا توفيقا بين الروايتين ، كذا وفق محمد -رحمه الله -في صلاة الأثر ، وذكر الشيخ أبو منصور أن اختلاف الروايات خرج مخرج التناسخ لا مخرج التخيير ؛ لاختلاف الأئمة في ذلك .

ولو كان على التخيير لما اختلفوا ثم فيظهر أنه قد ظهر انتساخ زيادات كانت في الابتداء في الصلوات ، واستقرت الصلاة على الصلاة المعهودة اليوم عندنا ، فكان صرف النسخ إلى ما ظهر انتساخه أولى من صرفه إلى ما لم يظهر أنه نسخه غيره(بدائع الصنائع، كتاب الصلاة،فصل قدر وكيفية صلاة الكسوف)

[۱] وروى الشيخ أبو منصور عن أبي عبد الله البلخي أنه قال :إن الزيادة ثبتت في صلاة الكسوف لا للكسوف ، بل لأحوال اعترضت ، حتى روى أنه صلى الله عليه وسلم تقدم في الركوع حتى كان كمن يأخذ شيئا ثم تأخر كمن ينفر عن شيء فيجوز أن تكون الزيادة منه باعتراض تلك الأحوال ، فمن لا يعرفها لا يسعه التكلم فيها ، ويحتمل أن يكون فعل ذلك ؛ لأنه سنة فلما أشكل الأمر لم يعدل عن المعتمد عليه إلا بيقين (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة،فصل قدر وكيفية صلاة الكسوف)

اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے قولی احادیث میں امت کو گرہن کی نماز عام فرض نمازوں کی طرح پڑھنے کا حکم فرمایا، جیسا کہ گزرا۔

لہٰذا امت کے لئے عمومی نمازوں کی طرح رکوع وسجود کا حکم برقرار رہا، اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا کرنا ہی سنت ہوا۔ [1]

گرہن کی نماز باجماعت پڑھنے اور امام کے قرأت کرنے کی بحث

سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، البتہ سورج گرہن کی نماز کی اہمیت ودرجہ چاند گرہن کی نماز سے زیادہ ہے، کہ سورج گرہن کی نماز سنت اور بعض کے نزدیک واجب ہے، جبکہ چاند گرہن کی نماز سنت یا مستحب ہے۔

جہاں تک ان نمازوں کو جماعت سے پڑھنے نہ پڑھنے کا تعلق ہے تو حضور ﷺ کا سورج گرہن کی نماز کا تو باجماعت پڑھنا ثابت ہے، کیونکہ سورج گرہن دن کے وقت ہوتا ہے، جس میں لوگوں کے جمع ہونے میں کوئی مشکل وفتنہ نہیں، اس لئے سورج گرہن کی نماز مرد حضرات کو باجماعت پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، اور تنہا پڑھنا بھی جائز ہے۔

اس کے برخلاف چاند گرہن کی نماز آپ ﷺ سے باجماعت پڑھنا ثابت نہیں، کیونکہ چاند گرہن رات کے وقت میں ہوتا ہے، جس میں لوگوں کو جماعت کے لئے جمع کرنے میں حرج اور تنگی لازم آتی ہے، اور جماعت سے ادا کرنے کی صورت میں سب کو لمبے قیام اور ترکِ آرام کا پابند کرنا لازم آتا ہے، اس لئے فقہائے احناف نے چاند گرہن کی نماز میں جماعت کو سنت قرار نہیں دیا، لہٰذا چاند گرہن کی نماز بغیر جماعت کے الگ الگ پڑھ لینی چاہئے، اور ہر شخص کو اپنی حسبِ حیثیت دعا و قیام کر لینا چاہئے، لیکن اگر کچھ لوگ اپنی خوشی ورغبت سے چاند گرہن کی نماز باجماعت ادا کریں، تو

---

[1] اور اگر مختلف روایات کو مختلف واقعات پر محمول کیا جائے، تو اس کے دوسرے جوابات بھی ممکن ہیں، اور زمانۂ نبوت میں کسوف کے تعدد کے بارے میں ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

وفیہ دلیل صریح لأبی حنیفة وحیث اجتمع القول والفعل تقدم علی الفعل فقط مع أنه اضطرب فی الزیادة والحال أنه ما ثبت تعدد القضیة بل تعدد الکسوف فی مدة قلیلة من المحالات العادیة والله أعلم(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

www.idaraghufran.org

یہ عمل گناہ نہیں۔ بشرطیکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے، مثلاً دوسروں کے آرام میں خلل، یا اس کو ضروری سمجھنا یا کوئی اور فتنہ وغیرہ۔ [1]

اور چاند گرہن کی نماز جماعت سے پڑھنے کی صورت میں اس کا طریقہ وہی ہوگا، جو سورج گرہن کی نماز کا ہے۔ لأن حکم الکسوف والخسوف واحد فی أکثر المسائل (کذافی المرقاۃ، فی باب صلاۃ الخسوف) [2]

---

[1] فالکراھۃ فی جماعۃ الخسوف لغیرہ لالعینہ، فمن قال بکراھتہ فھو لغیرہ ومن جوز فھو لعینہ فلا تعارض.

[2] قلت وتری فی کسوف القمر صلاۃ قال نعم الصلاۃ فیہ حسنۃ قلت فھل یصلون جماعۃ کما یصلون فی کسوف الشمس قال لا (الاصل للشیبانی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف)

وقال محمد لا یجمع الامام الصلاۃ فی کسوف القمر کما یجمعھا فی کسوف الشمس ولکن الناس یفزعون عند ذلک إلی المسجد فیصلون فی غیر جماعۃ ویکبرون اللہ ویدعون وکذلک قال أھل المدینۃ (کتاب الحجۃ علی اھل المدینۃ للشیبانی، باب صلاۃ الکسوف)

(فإذا رأیتم ذلک) أی ما ذکر من کسوف أو خسوف (فصلوا) أی بجماعۃ فی الکسوف مع إمام الجمعۃ وفرادی فی الخسوف علی طریق السنۃ، ویصلی للکسوف فرادی کما یصلی جماعۃ بالاتفاق (شرح مسند أبی حنیفۃ، ص ۱۴۱)

الوجہ السادس فی صلاۃ خسوف القمر قال أصحابنا لیس فی خسوف القمر جماعۃ وقیل الجماعۃ جائزۃ عندنا لکنھا لیست بسنۃ لتعذر اجتماع الناس باللیل وإنما یصلی کل واحد منفردا (عمدۃ القاری، کتاب الاذان، باب مایقول بعد التکبیر)

قلت أبو حنیفۃ لم ینف الجماعۃ فیہ وإنما قال الجماعۃ فیہ غیر سنۃ بل ھی جائزۃ وذلک لتعذر اجتماع الناس من أطراف البلد باللیل وکیف وقد ورد قولہ أفضل صلاۃ المرء فی بیتہ إلا المکتوبۃ وقال مالک لم یبلغنا ولا أھل بلدنا أنہ جمع لکسوف القمر ولا نقل عن أحد من الأئمۃ بعدہ أنہ جمع فیہ ونقل ابن قدامۃ فی (المغنی) عن مالک لیس فی کسوف القمر سنۃ ولا صلاۃ وقال المھلب یمکن أن یکون ترکہ واللہ أعلم رحمۃ للمؤمنین لئلا تخلو بیوتھم باللیل فیخطفھم الناس ویسرقون یدل علی ذلک قولہ لأم سلمۃ لیلۃ نزول التوبۃ علی کعب بن مالک وصاحبیہ قلت لہ ألا أبشر الناس فقال أخشی أن یخطفھم الناس وفی حدیث آخر أخشی أن یمنع الناس نومھم وقال تعالی ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنھار لتسکنوا فیہ (القصص 37) فجعل السکون فی اللیل من النعم التی عددھا اللہ تعالی علی عبادہ وقد سمی ذلک رحمۃ وقد قال ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ گرہن کی نماز با جماعت پڑھنے کی صورت میں اذان سنت نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ(بخاری) [۲]

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا، تو اس طرح اعلان کیا گیا کہ نماز تیار ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج گرہن کی نماز کے لئے اذان کی ضرورت نہیں، البتہ اگر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کا اعلان کر دیا جائے، تو حرج نہیں۔

اور گرہن کی نماز با جماعت پڑھنے کی صورت میں امام قرأت بلند آواز سے کرے، یا آہستہ آواز سے، اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سمیت کئی فقہائے کرام کے نزدیک گرہن کی نماز میں امام کو آہستہ آواز میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

القصار خسوف القمر يتفق ليلا فيشق الاجتماع له وربما أدرك الناس نياما فيثقل عليهم الخروج لها ولا ينبغي أن يقاس على كسوف الشمس لأنه يدرك الناس مستيقظين متصرفين ولا يشق اجتماعهم كالعيدين والجمعة والاستسقاء .... أما رواية الحسن فرواها الشافعي عن إبراهيم بن محمد وهو ضعيف وقول الحسن خطبنا لا يصح فإن الحسن لم يكن بالبصرة لما كان ابن عباس بها وقيل إن هذا من تدليساته (عمدة القاری، کتاب الکسوف، باب الصلاة فی کسوف الشمس)

(ركعتين أو أربعا كالخسوف) كما يصلون في خسوف القمر فرادى بلا جماعة لتعذر الاجتماع بالليل أولخوف الفتنة .وفي التحفة يصلون في منازلهم وقيل :الجماعة جائزة فيه عندنا لكنها ليست بسنة (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فصل في صلاة الكسوف)

قال الحنفية رحمهم الله تعالى :يصلي فيه فرادى .وقال الآخرون :بل مثل كسوف الشمس .وقال صاحب الهدى :لم ينقل أنه صلى في كسوف القمر في جماعة إلا ما ذكره ابن حبان .قلت :وأكبر ظني أن في بعض كتب الحنفية :أن الجماعة في الخسوف محتملة وإن لم تكن سنة(فيض الباري شرح البخاري للكشميري، كتاب الكسوف، باب الصلاة في كسوف القمر)

[۲] حديث نمبر ۹۸۷، ابواب الكسوف، بَاب النِّدَاءِ بِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوفِ.

www.idaraghufran.org

قرأت کرنا سنت ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک گرہن کی نماز میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا سنت ہے۔ ۱؎

اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں احادیث میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۱)...... چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ کُسُوْفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا (ترمذی) ۲؎

۱؎ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَ ةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُسِرَّ بِالْقِرَائَةِ فِيهَا بِالنَّهَارِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَجْهَرَ بِالْقِرَاءَ ةِ فِيهَا كَنَحْوِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ يَرَوْنَ الْجَهْرَ فِيهَا و قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَجْهَرُ فِيهَا(ترمذی ، باب ماجاء فی صلاة الكسوف)

قوله :(جهر فی صلاة الخسوف)هذا عند أصحابنا والجمهور محمول على كسوف القمر ؛ لأن مذهبنا ومذهب مالک وأبی حنيفة والليث بن سعد وجمهور الفقهاء أنه يسر فی كسوف الشمس ويجهر فی خسوف القمر .وقال أبو يوسف ومحمد بن الحسن وأحمد وإسحاق وغيرهم :يجهر فيهما ، وتمسكوا بهذا الحديث .واحتج الآخرون بأن الصحابة حزروا القراء ة بقدر البقرة وغيرها ، ولو كان جهرا لعلم قدرها بلا حزر ، وقال ابن جرير الطبری :الجهر والإسرار سواء (شرح النووی على مسلم كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف)

وأخرجه الترمذی عن محمد بن أبان عن إبراهيم بن صدقة عن سفيان بن حسين عن الزهری عن عروة عن عائشة أن النبی صلی صلاة الكسوف وجهر بالقراء ة فيها قال هذا حديث حسن صحيح واحتج بهذا الحديث مالک وأحمد وإسحاق فی أن صلاة الكسوف يجهر فيها بالقراء ة حكی الترمذی ذلک عنهم ثم حكی عن الشافعی مثل ذلک وقال النووی فی (شرح مسلم) إن مذهبنا ومذهب مالک وأبی حنيفة والليث بن سعد وجمهور الفقهاء أنه يسر فی كسوف الشمس ويجهر فی خسوف القمر قال وقال أبو يوسف ومحمد بن الحسن وأحمد وإسحاق يجهر فيهما وحكی الرافعی عن الصيدلانی أن مثله يروی عن أبی حنيفة وقال محمد بن جرير الطبری الجهر والإسرار سواء وما حكاه النووی عن مالک هو المشهور عنه بخلاف ما حكاه الترمذی فقد حكی عن مالک الإسرار كقول الشافعی ابن المنذر فی (الأشراف) وابن عبد البر فی (الاستذكار) وقال أبو عبد الله المازری أن ما حكاه الترمذی عن مالک من الجهر بالقراء ة رواية شاذة ما وقفت عليها فی غير كتابه قال وذكرها ابن شعبان عن الواقدی عن مالک وقال القاضی عياض فی (الإكمال) والقرطبی فی (المفهم) أن معن بن عيسی والواقدی رويا عن مالک الجهر قالا ومشهور قول مالک الإسرار فيها وقال ابن العربی روی المصريون أنه يسر وروی المدنيون أنه يجهر قال والجهر عندی أولی(عمدة القاری ،ابواب صلاة الكسوف،باب الجهر بالقراء ة فی الكسوف)

۲؎ حديث نمبر ۵۵۱،كتاب الجمعة، بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْقِرَاءَ ةِ فِي الْكُسُوفِ، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة حديث نمبر ۱۲۵۴، شرح السنة للبغوی، باب كيفية القرأة فی صلاة الخسوف، السنن الكبریٰ للنسائی حديث نمبر ۱۸۸۲ ،باب ترک الجهر بالقرأة فی صلاة الكسوف.

ترجمہ: ہمیں نبی علیہ السلام نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی، تو ہم نے نبی علیہ السلام کی کوئی آواز نہیں سنی (ترجمہ ختم) [۱]

(۲)......اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُسُوفَ، فَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ فِيْهَا حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ (مسند احمد حديث نمبر ۲۶۷۳) [۲]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی، تو میں نے رسول اللہ علیہ السلام سے قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں سنا (ترجمہ ختم)

(۳)......اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ہی ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں:

---

[۱] امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے، اور بعض نے اس حدیث کو ثعلبہ بن عباد کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر ابنِ حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، اور علامہ ابنِ حجر نے ان کو مقبول قرار دیا ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جرح کے بغیر ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

لہٰذا امام ترمذی رحمہ اللہ کا فیصلہ درست ہے۔

قال الترمذی:

وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حواله بالا)

ثعلبة بن عباد بكسر المهملة وتخفيف الموحدة العبدى البصرى مقبول من الرابعة(تقريب التهذيب ج ۱ ص ۱۴۹)

ثعلبة بن عباد العبدى البصرى وقال اسرائيل :الليثى، سمع سمرة عن النبى صلى الله عليه وسلم - فى الكسوف، قاله أبو غسان مالک بن اسماعيل عن زهير سمع الاسود بن قيس عن ثعلبة(التاريخ الكبير تحت رقم الترجمة ۲۱۰۴)

رَوَاهُ الْأَرْبَعَة وَاللَّفْظ لأبى دَاوُد وَقَالَ التِّرْمِذِيّ حسن صَحِيح وَكَذَا صَححهُ ابْن حبَان وَابْن السكن وَالْحَاكِم بِزِيَادَة عَلَى شَرط الشَّيْخَيْنِ.واما ابْن حزم فَقَالَ لَا يَصح لِأَنَّهُ لم يروه إِلَّا ثَعْلَبَة بن عباد الْعَبْدى وَهُوَ مَجْهُول قلت لَا فقد ذكره ابْن حبَان فِي ثقاته وَصحح الْأَئِمَّة الْمذكورون الحَدِيث من طَرِيقه(تحفة المحتاج إلى أدلة المنهاج لابن الملقن بَاب صَلَاة الْكُسُوف، تحت حديث رقم ۷۲۰)

وتصحيح الأئمة الماضين لحديثه يرفع عنه الجهالة(البدر المنير فى تخريج الأحاديث والأثار الواقعة فى الشرح الكبيرلابن الملقن،كتاب صلاة الكسوف، الحديث الحادى عشر)

[۲] حسن، عبد الله بن لهيعة -وإن كان سيء الحفظ -قد رواه عنه ابن المبارک فى الطريق الآتى بعد هذا، وحديثُه عنه صالح، فقد حدث عنه قبلَ احتراق كتبه، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين غير عكرمة، فمن رجال البخارى(حاشيه مسند احمد)

www.idaraghufran.org

انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَدْرَ نَحْوِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، اور لوگ آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے، آپ نے لمبا قیام فرمایا، سورہ بقرہ جیسی سورت کی مقدار کے برابر (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے قرأت کی آواز نہیں سنی تھی، صرف لمبے قیام سے اس کی مقدار کا اندازہ لگایا تھا۔

(۴)......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے:

فَقَامَ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ، قَالَتْ :فَأَحْسِبُهٗ قَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ (مسند أحمد، حديث نمبر ۲۴۶۷۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ گرہن کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، اور اس نماز میں لمبا قیام کیا، میرا گمان ہے کہ آپ نے سورہ بقرہ پڑھی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سورہ بقرہ کی پوری قرأت نہیں سنی تھی، بلکہ اندازہ لگایا تھا، یا پھر یہ کہ حضور ﷺ کی قرأت کے بعض کلمات سن کر آپ نے حضور ﷺ کی قرأت کا اندازہ لگایا تھا۔

اور دوسری احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی عمل کو جہری قرأت کرنے سے تعبیر فرمادیا۔ واللہ اعلم۔ [۲]

---

[۱] حديث نمبر ۲۱۴۷، كتاب الكسوف، باب مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّار، واللفظ لهٗ، سنن نسائی حديث نمبر ۱۴۹۲، باب قَدْرُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ.

[۲] قوله نحوا من قراء ة سورة البقرة وفى لفظ نحوا من قيام سورة البقرة وعند مسلم قدر سورة البقرة وهذا يدل على أن القراء ة كانت سرا وكذا فى بعض طرق حديث عائشة فحزرت قراء ته فرأيت أنه قرأ سورة البقرة وقيل إن ابن عباس كان صغيرا فمقامه آخر الصفوف فلم يسمع القراء ة فحزر المدة ورد على هذا بأن فى بعض طرقه قمت إلى جانب النبى فما سمعت منه حرفا ذكره أبو عمر (عمدة القارى، ابواب الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور بعض دیگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت نہیں فرمائی تھی، بلکہ آہستہ آواز میں قرأت فرمائی تھی۔

لہٰذا امام کو گرہن کی نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہئے۔

اس کے برعکس جن احادیث وروایات سے گرہن کی نماز میں جہری قرأت کے قائلین نے استدلال کیا ہے، وہ درجِ ذیل ہیں۔

(۱)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں ارشاد فرماتی ہیں:

جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَ تِهٖ (بخاری) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں بآوازِ بلند قرأت فرمائی (ترجمہ ختم)

(۲)......اور حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ (ابوداؤد) [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قول ابن عباس فی حدیثنا المذکور فی هذا الباب حیث قال نحوا من سورة البقرة دلیل علی سنة القراء ة فی صلاة الکسوف أن تکون سرا.

وکذلک روی ابن إسحاق عن هشام بن عروة وعبد الله بن أبی سلمة عن عروة عن عائشة قالت کسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج فصلی بالناس فأقام فأطال القیام فحزرت قراء ته فرأیت أنه قرأ سورة البقرة وساق الحدیث وسجد سجدتین ثم قام فحزرت قراء ته فرأیت أنه قرأ سورة آل عمران. وهذا یدل علی أن قراء ته کانت سرا ولذلک روی سمرة بن جندب عن النبی صلی الله علیه وسلم "أنه لم یسمع له صوت فی صلاة الکسوف "وبذلک قال مالک والشافعی وأصحابهما وهو قول أبی حنیفة واللیث بن سعد والحجة لهم ما ذکرنا(التمهید لابن عبد البر باب الزای زید بن أسلم حدیث سادس لزید بن أسلم مرسل صحیح)

[۱] حدیث نمبر ۱۰۰۴، ابواب الکسوف، باب الجهر بالقراء ة فی الکسوف، واللفظ لهٗ، شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۱۹۵۹.

[۲] حدیث نمبر ۱۱۸۷، کتاب الاستسقاء، باب من قال أربع رکعات، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۱۸۴.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پس جب تم سورج اور چاند گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو سورج و چاند گرہن کی اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے قریب ترین (یعنی فجر کی) فرض نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۳)......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا بَدَا لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ (سنن النسائی، حدیث نمبر ۱۴۸۴)

ترجمہ: سورج اور چاند کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، بے شک اللہ عزوجل جب کسی چیز پر اپنی تجلی ڈالتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ ہو جاتی ہے، پس جب تم گرہن دیکھو تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے نئی (یعنی فجر کی) فرض نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

اس قسم کی کئی روایات پہلے گزر چکی ہیں، جن میں گرہن کی نماز کو فجر کی نماز کی طرح پڑھنے کا ذکر ہے، اور فجر کی نماز میں جہری قرأت ہوتی ہے، تو فجر کی نماز کی طرح پڑھنے میں جہری قرأت کرنا بھی داخل ہے۔

(۴)......اور حضرت حنش فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوْفِ (مصنف ابن ابی شیبة) [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم:

"هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَالَّذِي عِنْدِي أَنَّهُمَا عَلَّلَاهُ بِحَدِيثِ رَيْحَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ قَبِيصَةَ، وَحَدِيثٍ يَرْوِيهِ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ وُهَيْبٍ لَا يُعَلِّلُهُ حَدِيثُ رَيْحَانَ، وَعَبَّادٍ "(حواله بالا)

[۱] حديث نمبر ۸۴۱۶، كتاب الصلاة، باب في الجهر بالقرأة في صلاة الكسوف، واللفظ لهٗ، شرح معاني الآثار حديث نمبر ۱۹۶۱.

Idara Ghufran

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورج گرہن کی نماز میں جہری قرأت فرمائی (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث وروایات سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امام محمد اور امام ابویوسف اور بعض دیگر فقہائے کرام نے سورج گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنے کو ترجیح دی ہے۔

احناف میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ کا رجحان حضرت امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول کی طرف ہے۔ ۱؎

اور جن احادیث میں حضور ﷺ کا قرأت کے سنائی نہ دینے کا ذکر ہے، ان فقہائے کرام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان حضرات کو حضور ﷺ سے دور ہونے کی وجہ سے آواز نہیں آئی تھی۔ ۲؎

۱؎ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

فَهَـذِهِ عَائِشَةُ تُخْبِرُ أَنَّهُ قَدْ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ ,فَهِيَ أَوْلَى لِمَا ذَكَرْنَا .وَقَدْ كَانَ النَّظَرُ فِي ذَلِكَ لَـمَّـا اخْتَـلَفُوا أَنَّا رَأَيْنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يُصَلَّيَان نَهَارًا فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ وَلَا يُجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ وَرَأَيْنَا الْجُمُعَةَ تُصَلَّى فِي خَاصٍّ مِنَ الْأَيَّامِ وَيُجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَكَانَتِ الْفَرَائِضُ هَـكَـذَا حُـكْـمُهَا مَا كَانَ مِنْهَا يُفْعَلُ فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ نَهَارًا خُوفِتَ فِيهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا يُفْعَلُ فِي خَاصٍّ مِنَ الْأَيَّامِ جُهِرَ فِيهِ .وَكَذَلِكَ جُعِلَ حُكْمُ النَّوَافِلِ مَا كَانَ مِنْهَا يُفْعَلُ فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ نَهَـارًا خُوفِتَ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ ,وَمَـا كَـانَ مِـنْهَا يُفْعَلُ فِي خَاصٍّ مِنَ الْأَيَّامِ مِثْلَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ يُـجْهَـرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ .هَـذَا مَا لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ النَّاسِ فِيهِ ,وَكَـانَتْ صَلَاةُ الِاسْتِسْقَاءِ فِي قَوْلِ مَنْ يَرَى فِي الِاسْتِسْقَاءِ صَلَاةً ,هَـكَذَا حُكْمُهَا عِنْدَهُ يُجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ .وَقَدْ شَذَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ مَا رَوَيْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هَذَا فِي جَهْرِهِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ .فَـلَمَّا ثَبَتَ مَا وَصَفْنَا فِي الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ ثَبَتَ أَنَّ صَلَاةَ الْـكُسُـوفِ كَـذَلِكَ أَيْـضًـا لَـمَّـا كَانَتْ مِنَ السُّنَّةِ الْمَفْعُولَةِ فِي خَاصٍّ مِنَ الْأَيَّامِ وَجَبَ أَنْ يَـكُـونَ حُكْمُ الْقِرَاءَةِ فِيهَا كَحُكْمِ الْقِرَاءَةِ فِي السُّنَنِ الْمَفْعُولَةِ فِي خَاصٍّ مِنَ الْأَيَّامِ ,وَهُوَ الْـجَهْـرُ لَا الْمُخَافَتَةَ ,قِيَـاسًـا وَنَـظَـرًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا .وَهُـوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ ,وَمُـحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى .وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ أَيْضًا ,عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا قَبِيصَةُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ حَنَشٍ، أَنَّ عَلِيًّا، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ " :جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ "وَقَدْ صَلَّى عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَـنْـهُ مَـعَ رَسُـولِ الـلهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ مِمَّا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هَذَا(شرح معانی الآثار ، بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ كَيْفَ هِيَ ؟)

۲؎ عـن سـمـرـة بـن جـنـدب ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى فی كسوف الشمس ، لا يسمع له صوت قال أبو بكر :واحتـج من رأى الجهر بالقراء ة فی صلاة كسوف الشمس بأن الذی احتج به مالک ، والشافعی حجة ، لو لم يأت غيره علة ، وعائشة تخبر أنه جهر بالقراء ة ، فإن قبول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

گرہن کی نماز میں خطبہ کا مسئلہ

اس میں شبہ نہیں کہ صحیح احادیث سے حضور ﷺ کا سورج گرہن کی نماز کی امامت فرمانے کے بعد خطبہ دینا ثابت ہے۔ [۱]

لیکن کیا حضور ﷺ کا یہ خطبہ بطورِ ذکر کے تھا، جیسا کہ جمعہ کی نماز سے پہلے اور عیدین کی نماز کے بعد کے خطبوں کا معاملہ ہے، یا بطورِ تذکیر اور وعظ و تبلیغ تھا، جیسا کہ عام وعظ اور بیان کا معاملہ ہے۔ بالفاظِ دیگر حضور ﷺ نے یہ خطبہ سورج گرہن کی نماز پڑھنے کی وجہ سے دیا تھا، یا پھر یہ کہ یہ عام وعظ و بیان تھا، لیکن کسی خاص وجہ سے سورج گرہن کی نماز کے بعد واقع ہو گیا تھا؟ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خبرها أولى ، لأنها فى معنى شاهد ، فقبول شهادتها يجب ، والذى لم يحک الجهر فى معنى نافى ، وليس بشاهد ، وقد يجوز أن يكون ابن عباس من الصفوف بحيث لم يسمع قراء ة النبى صلى الله عليه وسلم ، فقدر ذلک بغيره ، وتكون عائشة سمعت الجهر ، فأدت ما سمعت .وقال إسحاق : لو لم يأت فى ذلک سنة لكان أشبه الأمر من الجهر تشبها بالجمعة ، والعيدين ، والاستسقاء ، وكل ذلک نهارا .قال :وأما كسوف القمر ، فقد اجتمعوا على الجهر فى صلاته ، لأن قراء ة الليل على الجهر .قال أبو بكر :بهذا أقول ، يجهر بالقراء ة فى صلاة كسوف الشمس والقمر(الأوسط لابن المنذر، ذكر الجهر بالقراء ة فى صلاة كسوف الشمس)

[۱] چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کے گرہن کی نماز کے بعد خطبہ کا اس طرح ذکر فرماتی ہیں:

فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ قَالَتْ وَلَغَطَ نِسْوَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فَانْكَفَأْتُ إِلَيْهِنَّ لِأُسَكِّتَهُنَّ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ قَالَتْ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ قَالَ الْمُوقِنُ شَكَّ هِشَامٌ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَآمَنَّا وَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا وَصَدَّقْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ إِنْ كُنْتَ لَتُؤْمِنُ بِهِ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ قَالَ الْمُرْتَابُ شَكَّ هِشَامٌ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا(بخارى ، كتاب الجمعة، بَاب مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَمَّا بَعْدُ ، واللفظ لهٗ، مسلم باب مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)

[۲] اگر اس خطبہ کو ذکر قرار دیا جائے، اور گرہن کی نماز کو سنت قرار دیا جائے، تو پھر اس کا عربی زبان میں پڑھنا اور پاکی کی حالت میں ہونا وغیرہ کی رعایت ہوگی، ورنہ ان چیزوں کی رعایت کی ضرورت نہ ہوگی۔

تو اس سلسلہ میں فقہائے کرام کی دونوں قسم کی آراء پائی جاتی ہیں، بعض فقہائے کرام (جن میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سرِ فہرست ہیں) یہ فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ بطورِ ذکر تھا، اور حضور ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھنے کی وجہ سے دیا تھا، لہٰذا یہ خطبہ سورج گرہن کی نماز کی طرح سنت ہوا، جبکہ بعض فقہائے کرام (بشمول امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ) یہ فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ بطورِ تذکیر اور وعظ تھا، اور اس کے سورج گرہن کی نماز کے بعد دینے کی وجہ یہ تھی کہ زمانۂ جاہلیت میں سورج گرہن کے متعلق باطل عقائد ونظریات پائے جاتے تھے (مثلاً یہ کہ سورج اور چاند گرہن کسی مقدس یا اہم شخصیت کے فوت ہونے پر ہوتا ہے) اس قسم کے باطل نظریات کی تردید اور صحیح نظریہ کی تبلیغ کے لئے آپ نے یہ خطبہ دیا تھا، یا اس وجہ سے کہ سورج گرہن کا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان و آزمائش ہے، لہٰذا اس موقع پر لوگوں کو ایمان پر ابھارنے اور انہیں گناہوں سے بچنے اور توبہ واستغفار کی تلقین کرنے کے لئے تھا۔

نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ پر گرہن کی نماز کے دوران بہت سے برزخ وآخرت کے حالات اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمائے تھے، نماز کے بعد نبی ﷺ نے ان کی تبلیغ کی ضرورت سمجھی۔

لہٰذا یہ خطبہ جمعہ وعیدین کی نمازوں کی طرح سے گرہن کی نماز کے لئے سنت نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے گرہن ہونے پر نماز کا تو حکم فرمایا، مگر خطبہ کا حکم نہیں فرمایا۔ [1]

---

[1] واختلفوا أيضا بعد صلاة الكسوف فقال الشافعي ومن اتبعه وهو قول إسحاق والطبري يخطب بعد الصلاة في الكسوف كالعيدين والاستسقاء .واحتج الشافعي بحديث هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة في حديث الكسوف وفيه "ثم انصرف وقد تجلت الشمس فخطب الناس فحمد الله وأثنى عليه ثم قال إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله "الحديث وبه احتج كل من رأى الخطبة في الكسوف .وقال مالك وأبو حنيفة وأصحابهما لا خطبة في الكسوف واحتج بعضهم في ذلك بأن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما خطب الناس لأنهم قالوا إن الشمس كسفت لموت إبراهيم بن النبي صلى الله عليه وسلم فلذلك خطبهم يعرفهم أن الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد ، باب الزاي،حديث سادس لزيد بن اسلم)

وقوله :(ثم انصرف وقد تجلت الشمس فخطب اك ، س) : يحتج به الشافعي وإسحق والطبري وفقهاء أصحاب الحديث في كون الخطبة مشر "عة في صلاة الكسوف ، ومالك وأبو حنيفة لا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال دلائل دونوں طرف ہیں، اور ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ حضور ﷺ کا یہ خطبہ بطور وعظ ونصیحت کے تھا، لہٰذا اگر سورج گرہن کے بعد امام لوگوں کو وعظ ونصیحت کرے، جس میں سورج

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يريان لا) ذلک ، وحجتهما أن خطبة النبى (صلى الله عليه وسلم) إنما كانت لإعلام الناس أنَ الكسوف اية ، وأنه ليس على ما قالوه من كسوفها لموت إبراهيم -عليه السلام -ولموت عظيم ، على ما كانت(تقوله) الجاهلية ، قيل :ولتعليمه سنتها لقوله :(فإذا رأيتموهما) فافزعوا للصلاة) ، وبما أطلع عليه من أمر الجنة والنار فى صلاته(إكمال المعلم شرح صحيح مسلم -للقاضى عياض،كتاب الكسوف،باب صلاة الكسوف)

(حتى ينجلى) أى تنكشف أيهما انكشفت وهذه الخطبة بمجرد الموعظة فقد قال أبو حنيفة رضى الله عنه وأحمد لا تسن لكسوف الشمس ولا لخسوف القمر خطبة(شرح مسند أبى حنيفة لملاعلى القارى الحنفى،ص ۱۴)

قال فى البحر وما ورد من خطبته عليه الصلاة والسلام يوم مات ابنه إبراهيم وكسفت الشمس فإنما كان للرد على من قال إنها كسفت لموته لا لأنها مشروعة له ولذا خطب عليه الصلاة والسلام بعد الانجلاء ولو كانت سنة له لخطب قبله كالصلاة والدعاء (رد المحتار على الدر المختار،كتاب الصلاة، باب الكسوف)

قوله فخطب الناس صريح فى إستحبابها وبه قال الشافعي وإسحاق وابن جرير وفقهاء أصحاب الحديث وتكون بعد الصلاة وقال أبو حنيفة ومالك وأحمد لا خطبة فيها قالوا لأن النبى أمرهم بالصلاة والتكبير والصدقة ولم يأمرهم بالخطبة ولو كانت سنة لأمرهم بها ولأنها صلاة كان يفعلها المنفرد فى بيته فلم يشرع لها خطبة وإنما خطب بعد الصلاة ليعلمهم حكمها وكأنه مختص به وقيل خطب بعدها لا لها بل ليردهم عن قولهم إن الشمس كسفت لموت إبراهيم كما فى الحديث (عمدة القارى،ابواب الكسوف، باب الصدقة فى الكسوف)

فإن قيل ففى بعض ألفاظ الصحيحين من حديث عائشة أنه خطب فالجواب أنه خطب بعدها لا لها ليحدث الناس من قولهم إن الشمس كسفت لموت إبراهيم ولهذا فى بعض ألفاظه أنه خطب فقال إن الشمس و القمر لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته (التحقيق فى أحاديث الخلاف -لابن الجوزى مسألة ولا يسن فى الكسوفين خطبة وقال الشافعى يسن كخطبتي العيد)

(ولا بأس أن يعظ الناس) بما يأتى من المصائب الدنيوية التى تحدث بسبب المعاصى (ويذكرهم) بما مضى يخالف ما قبله لانه لا معنى للخطبة إلا هذا وأجيب بعدم المخالفة لان المنفى هو الخطبة المرتبة بالهيئة المخصوصة التى يجلس فى أولها وفى وسطها، والوعظ والتذكير من غير ترتيب ليس خطبة بالمعنى الذى نفاه، واستعمل لا بأس هنا فيما فعله أولى من تركه وقد نص فى المختصر على استحباب الوعظ(الثمر الدانى ،باب فى بيان حكم صلاة الخسوف)

ولا بأس الخ الوعظ والتذكير من غير ترتيب الخطبة واستعمل لا بأس هنا فيما فعله أولى من تركه وقد نص فى المختصر على استحباب الوعظ(كفاية الطالب، باب صلاة الخسوف)

گرہن سے متعلق شرعی احکام کی تبلیغ اور باطل نظریات کی تردید کرے، اور توبہ واستغفار کی طرف متوجہ کرے، تو حرج نہیں، بلکہ مفید ہے۔

اور اگر کوئی گرہن کی نماز کے بعد بطور ذکر عربی زبان میں خطبہ دے، جیسا کہ عیدین کی نماز کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے، تو ہمارے بعض فقہاء ومشائخ نے اس کی بھی اجازت دی ہے، لہٰذا اس پر بھی نکیر نہیں کی جاسکتی۔ [1]

گرہن کی نماز سے متعلِّق متفرق مسائل

مسئلہ:......سورج گرہن کی نماز تنہا ہر شخص کو الگ الگ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن مرد حضرات کو باجماعت پڑھنا افضل ہے، اور چاند گرہن کی نماز کا بغیر جماعت کے تنہا پڑھنا ہی افضل ہے، اور کچھ لوگ اگر بخوشی ورغبت جماعت سے پڑھیں، اور کوئی فتنہ وخطرہ لازم نہ آئے تو جائز ہے (اس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے)

اور خواتین کو بہرحال بغیر جماعت کے تنہا ہی پڑھنی چاہئے، خواہ سورج گرہن کی نماز ہو یا چاند گرہن کی۔ [2]

مسئلہ:......اگر کوئی گرہن کے وقت دعا واستغفار میں مشغول رہے، اور نماز بالکل نہ پڑھے، تو بھی

---

[1] الثامن عشر فيه استحباب الخطبة بعد صلاة الكسوف التاسع عشر فيه أن الخطبة يكون أولها التحميد والثناء على الله عز وجل العشرون(عمدة القاری، كتاب العلم، باب من أجاب الفتيا باشارة اليد والرأس ، بيان استنباط الأحكام)

قلت :الصواب استحباب الخطبة فى الكسوف وذهب اليه بعض اصحابنا(اعلاء السنن ج۸ص۱۷۵، خطبة الكسوف براوية جماعة من الصحابة)

قوله (ولا خطبة) قال القهستانى ولا يخطب عندنا فيها بلا خلاف كما فى التحفة و المحيط والكافى والهداية وشروحها . لكن فى النظم يخطب بعد الصلاة بالاتفاق ونحوه فى الخلاصة و قاضيخان اهـ. وعلى الثانى يبتنى ما مر فى باب العيد من عد الخطب عشرا لكن المشهور الأول وهو الذى فى المتون والشروح (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

[2] وإن لم يحضر الامام) للجمعة (صلى الناس فرادى) فى منازلهم تحرزا عن الفتنة (كالخسوف) للقمر(درمختار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

(قوله :صلى الناس فرادى) أى ركعتين أو أربعا وهو أفضل كما قدمناه والنساء يصلينها فرادى كما فى الأحكام عن البرجندى (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

گناہ نہیں، لیکن اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز پڑھنا بہتر ہے، اور خواتین کو مخصوص ایام میں دعا و استغفار اور ذکر وغیرہ ہی میں مشغول رہنا چاہئے۔ [1]

مسئلہ:...... مرد حضرات کو گرہن کی نماز باجماعت کسی بڑی مسجد یا بڑے میدان میں پڑھنی افضل ہے، جس طرح سے کہ عیدین کی نماز کا معاملہ ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت فرماسکیں، لیکن اگر کسی دوسری جگہ پڑھ لی جائے، تو بھی جائز ہے۔

اور یہ نماز شہر اور قصبہ کے علاوہ گاؤں، دیہات میں پڑھنا بھی جائز ہے۔ [2]

مسئلہ:...... گرہن کی نماز کے جائز اوقات وہی ہیں، جو عام نفل نماز کے جائز اوقات ہیں، چنانچہ جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے، ان اوقات میں گرہن کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اور جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے (یعنی صبح صادق سے اشراق تک، عصر کے بعد سے غروب تک، اور زوال کے وقت) ان اوقات میں گرہن کی نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ [3]

---

[1] وإن شاء وا دعوا ، ولم يصلوا غياثية ، والصلاة أفضل سراجية كذا فى الأحكام للشيخ إسماعيل (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

[2] ذكر ما يستنبط منه وقد مر أكثر ذلك فيه فعل صلاة الكسوف فى المسجد دون الصحراء وإن كان يجوز فعلها فى الصحراء ولعل كونها فى المسجد ههنا لخوف الفوت بالانجلاء وقال القدورى كان أبو حنيفة يرى صلاة الكسوف فى المسجد والأفضل فى الجامع وفى (شرح الطحاوى) صلاة الكسوف فى المسجد الجامع أو فى مصلى العيد(عمدة القارى،ابواب الكسوف، باب خطبة الإمام فى الكسوف)

وأما فى كسوف الشمس فقد ذكر القاضى فى شرحه مختصر الطحاوى أنه يصلى فى الموضع الذى يصلى فيه العيد ، أو المسجد الجامع ؛ ولأنها من شعائر الإسلام فتؤدى فى المكان المعد ؛ لإظهار الشعائر .ولو اجتمعوا فى موضع آخر وصلوا بجماعة أجزأهم ، والأول أفضل ؛ لما مر (بدائع الصنائع ،كتاب الصلاة، فصل قدرو كيفية صلاة الكسوف)

[3] عَنْ عَطَاءٍ ، قَالَ :إِذَا كَانَ الْكُسُوفُ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ قَامُوا فَذَكَرُوا رَبَّهُمْ ، وَلاَ يُصَلُّونَ(مُصنف ابن أبى شيبة ، حديث نمبر ٨٤١٧،كتاب الصلاة، باب فى الصلاة إِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ بَعْدَ الْعَصْرِ.)

عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ :إِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِى وَقْتٍ لاَ تَحِلُّ فِيهِ الصَّلاَةَ ، قَالَ : يَدْعُونَ(مُصنف ابن أبى شيبة ، حديث نمبر ٨٤١٨،كتاب الصلاة، باب فى الصلاة إِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ بَعْدَ الْعَصْرِ.)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مسئلہ:......اگر گرہن مکروہ اوقات میں واقع ہو، مثلاً زوال کے وقت، یا عصر کے بعد تو اس وقت نماز کے بجائے دعا و استغفار میں مشغول ہونا چاہئے، البتہ اگر مکروہ وقت سے پہلے یا بعد میں گرہن کا کچھ وقت موجود ہو، تو اتنے حصے میں گرہن کی نماز میں مشغول ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ [۱]

مسئلہ:...... گرہن کی نماز عین گرہن کے وقت پڑھنا سنت ہے، گرہن شروع ہونے سے پہلے اور اسی طرح گرہن ختم ہونے کے بعد سنت نہیں۔

اگر گرہن کا کچھ حصہ گزر گیا، اور کچھ باقی ہے تو بھی باقی حصہ میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا جائز ہے۔ [۲]

مسئلہ:......سورج اور چاند گرہن کی نماز کی دو رکعتیں ہیں، اور اگر کوئی دو رکعتوں سے زیادہ پڑھے، تو بھی جائز ہے، خواہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے، یا چار رکعتوں پر سلام پھیرا جائے، دونوں طریقے جائز ہیں۔ [۳]

مسئلہ:......گرہن کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر گرہن جاری ہو تو اس وقت تک دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے، جب تک گرہن ختم نہ ہو جائے۔ [۴]

مسئلہ:......گرہن کی نماز کے لئے اذان و اقامت نہیں ہے، البتہ جماعت سے پڑھنے کی صورت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأما وقتها فهو الوقت الذى يستحب فيه أداء سائر الصلوات دون الأوقات المكروهة ؛ ولأن هذه الصلاة إن كانت نافلة فالنوافل فى هذه الأوقات مكروهة وإن كانت لها أسباب عندنا كركعتى التحية ، وركعتى الطواف ؛ لما نذكر فى موضعه ، وإن كانت واجبة فأداء الواجبات فى هذه الأوقات مكروهة كسجدة التلاوة وغيرها والله الموفق (بدائع الصنائع ،كتاب الصلاة، فصل قدروكيفية صلاة الكسوف)

[۱] قال ط وفى الحموى عن البرجندى عن الملتقط إذا انكسفت بعد العصر أو نصف النهار دعوا ولم يصلوا (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

[۲] (قوله عند الكسوف) فلو انجلت لم تصل بعده ، وإذا انجلى بعضها جاز ابتداء الصلاة ، وإن سترها سحاب أو حائل صلى لأن الأصل بقاؤه ، وإن غربت كاسفة أمسك عن الدعاء وصلى المغرب جوهرة (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

[۳] أما مقدارها فذكر أنها ركعتان ، وهو بيان لأقلها ؛ ولذا قال فى المجتبى إن شاء وا صلوها ركعتين أو أربعا أو أكثر كل ركعتين بتسليمة أو كل أربع (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف)

[۴] ثم الدعاء إلى أن تنجلى شرح المنية (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

www.idaraghufran.org

میں لوگوں کو اطلاع دینے اور جمع کرنے کے لئے ''الصلاۃ جامعۃ'' یعنی نماز کے لئے جمع ہو جاؤ، وغیرہ الفاظ سے اعلان کر دینا اور اطلاع دے دینا بہتر ہے۔ ۱؎

مسئلہ:...... یوں تو گرہن کی نماز مختصر قرأت کے ساتھ اور عام نمازوں کی طرح مختصر رکوع وسجدوں کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے، مگر گرہن کی نماز میں قرأت کو (سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران کی مقدار کے برابر) لمبا کرنا بہتر ہے، لیکن قرأت کے لئے قرآن مجید کی کسی خاص سورت کا پڑھنا مقرر نہیں ہے۔

اگر کسی کو لمبی سورتیں یاد نہ ہوں، تو جو سورتیں یاد ہوں، وہی پڑھ لے۔ ۲؎

مسئلہ:...... گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدے لمبے کرنا بہتر ہے، لہٰذا گرہن کی نماز کے رکوع اور سجدوں میں زیادہ مقدار میں تسبیحات پڑھنی چاہئیں، اور مسنون اذکار ودعائیں پڑھنی چاہئیں، تاکہ رکوع اور سجدوں کی مقدار لمبی ہو۔ ۳؎

مسئلہ:...... اگر کوئی قرأت لمبی کرے، اور اس کے مقابلہ میں رکوع وسجود میں تسبیحات واذکار اور دعاؤں کو ہلکا کرے، تو جائز بلکہ افضل اور سنت کے زیادہ لائق ہے، اور اگر اس کے برعکس قرأت

۱؎ (قوله بلا أذان إلخ) تصريح بما علم من قوله كالنفل ط...... (قوله وينادى إلخ) أى كما رواه مسلم فى صحيحه كما فى الفتح (قوله الصلاة جامعة) بنصبهما أى احضروا الصلاة فى حال كونها جامعة ، ورفعهما على الابتداء والخبر ، ونصب الأول مفعول فعل محذوف ورفع الثانى خبر مبتدإ محذوف أى هى جامعة وعكسه أى حضرت الصلاة حال كونها جامعة رحمتى (قوله ليجتمعوا) أى إن لم يكونوا اجتمعوا بحر (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

۲؎ (قوله ويطيل فيها الركوع والسجود والقراءة) نقل ذلك فى الشرنبلالية عن البرهان أى لورود الأحاديث المذكورة فى الفتح وغيره بذلك قال القهستانى :فيقرأ أى فى الركعتين مثل البقرة وآل عمران كما فى التحفة .والإطلاق دال على أنه يقرأ ما أحب فى سائر الصلاة كما فى المحيط اهـ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

۳؎ (ويطيل فيها الركوع) والسجود (والقراءة) والادعية والاذكار الذى هو من خصائص النافلة(درمختار)

(قوله الذى هو من خصائص النافلة) صفة للتطويل المفهوم من قوله ويطيل كما يظهر من كلام البحر ، وظاهره أن هذه الأدعية والأذكار يأتى بها فى نفس الصلاة غير الأدعية التى يأتى بها بعد الصلاة لأن الركوع والسجود لا تشرع فيهما القراءة فلم يبق فى تطويلهما إلا زيادة الأدعية والأذكار من تسبيح ونحوه تأمل(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

ہلکی کرے، اور رکوع وسجود میں تسبیحات واذکار اور دعاؤں کو لمبا کرے، تو بھی جائز ہے۔ [1]

مسئلہ:...... گرہن کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر گرہن جاری ہو، تو گرہن ختم ہونے تک دعا کرنی چاہئے۔

اور اگر جماعت سے نماز پڑھی جائے، تو امام کو قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنے کی حالت میں یا لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہونے کی حالت میں دعا کرنی چاہئے، اور لوگوں کو اس پر آمین کہنا چاہئے۔ [2]

مسئلہ:...... گرہن اگر مختصر وقت کے لئے واقع ہو، تو صرف اتنے وقت میں ہی نماز اور دعا میں مشغولی سنت ہوگی۔

مسئلہ:...... گرہن کا وقت شروع ہونے کے موقع پر اگر کسی فرض نماز کا وقت واقع ہو رہا ہو، تو فرض نماز سے فارغ ہو کر گرہن کی نماز پڑھنی چاہئے، اسی طرح اگر گرہن کے درمیان میں فرض نماز کا وقت واقع ہو رہا ہو، تو گرہن کی کچھ رکعتیں پہلے پڑھ لی جائیں، اور کچھ بعد میں پڑھ لی جائیں،

---

[1] (قوله ويطيل فيها الركوع والسجود والقراء ة) نقل ذلك في الشرنبلالية عن البرهان أي لورود الأحاديث المذكورة في الفتح وغيره بذلك قال القهستاني :فيقرأ أي في الركعتين مثل البقرة وآل عمران كما في التحفة .والإطلاق دال على أنه يقرأ ما أحب في سائر الصلاة كما في المحيط ا هـ ويجوز تطويل القراء ة وتخفيف الدعاء وبالعكس وإذا خفف أحدهما طول الآخر لأن المستحب أن يبقى على الخشوع والخوف إلى انجلاء الشمس فأي ذلك فعل فقد وجد جوهرة قال الكمال وهذا مستثنى من كراهة تطويل الإمام الصلاة ولو خففها جاز ، ولا يكون مخالفا للسنة ثم قال :والحق أن السنة التطويل ، والمندوب مجرد استيعاب الوقت أي بالصلاة والدعاء كما في الشرنبلالية(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

[2] ثم يدعو بعدها جالسا مستقبل القبلة أو قائما مستقبل الناس والقوم يؤمنون (حتى تنجلي الشمس كلها(درمختار)

(قوله :ثم يدعو بعدها) لأنه السنة في الأدعية بحر ولعله احتراز عن الدعاء قبلها لأنه يدعو فيها كما علمت تأمل .

(قوله :أو قائما) قال الحلواني وهذا أحسن ولو اعتمد على قوس أو عصا كان حسنا ولا يصعد المنبر للدعاء ولا يخرج كذا في المحيط نهر (قوله يؤمنون) أي على دعائه (قوله كلها) أي المراد كمال الانجلاء لا ابتداؤه شرنبلالية عن الجوهرة(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

اور درمیان میں فرض نماز ادا کرلی جائے، تو بھی درست ہے۔

مسئلہ:...... جب کوئی آفت یا مصیبت آپڑے، مثلاً سخت آندھی، طوفان، گھٹا، سخت بارش، زلزلہ، یا دشمنوں کی طرف سے خوف، طاعون وغیرہ، اس موقع پر بھی اس آفت ومصیبت سے نجات پانے کی نیت سے مرد اور خواتین سب کو تنہا بغیر جماعت کے دو رکعت نفل نماز پڑھنا مستحب ہے۔ [۱]

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۸/ ذوالقعدۃ/ ۱۴۳۱ھ 06/ نومبر/ 2010ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

---

[۱] وكذا الصلاة وحدانا مستحبة فى جميع الافزاع، مثل الريح الشديدة، والظلمة، والمطر الدائم، والريح الدائم، والخوف من العدو، وغير ذلك، للحديث الذى ذكرنا(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ا ص ۱۸۳)

(قوله :والفزع) أى الخوف الغالب من العدو بحر ودرر (قوله :ومنه الدعاء برفع الطاعون) أى من عموم الأمراض وأراد بالدعاء الصلاة لأجل الدعاء قال فى النهر :فإذا اجتمعوا صلى كل واحد ركعتين ينوى بهما رفعه ، وهذه المسألة من حوادث الفتوى .ا هـ .(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الكسوف)

Idara Ghufran

باسمہٖ تعالیٰ

صدقہ کا صحیح طریقہ

اور

بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے فضائل وفوائد
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی و علمی قواعد وضوابط

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org